متعہ شیعہ کی تردید کے لئے بہترین کتاب

مع

از قلم
دنیائے اسلام کے عظیم مصنف مفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحاج المفتی پیر محمد فیض احمد اویسی رضوی محدثِ بہاولپور

مع

از قلم دنیائے سلام کے عظیم مصنف مفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحاج المفتی پیر محمد فیض احمد اویسی رضوی محدثِ بہاولپور

تصحیح: قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

پروف ریڈنگ: رانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب

صفحات: 240

فہرست

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اَمَّابَعْدُ ! فقیر نے کتب شیعہ کے مطالعہ سے نتیجہ نکالا کہ متعہ خالص زنا ہے بلکہ اس سے بھی بدتر، اس لئے کہ زنا سے شرم وحیاء اور خوف عوام وحکام وغیرہ محسوس کرتا ہے، یہاں یہ بھی نہیں۔ متعہ میں زنا کا صرف نام بدلا گیا ہے تاکہ بدنامی نہ ہو اور حکومت کے قوانین کی گرفت سے بچاؤ ہو سکے، جیسا کہ آئندہ اوراق سے واضح ہوگا، اور ظاہر ہے کہ کسی شے کا نام بدل دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدلا کرتی مثلاً کوئی شخص شراب کا نام بدل کر شربت رکھ لے یا سود کا نام منافع یا گدھے کا نام ہرن وغیرہ وغیرہ تو اس نام کے بدل دینے سے کیا ہوتا ہے جب کہ ان کی حقیقتیں اپنے اپنے مقام پر قائم ہیں۔ ایسے ہی متعہ درحقیقت اسی زنا کا دوسرا نام ہے لیکن یار لوگوں کو کون سمجھائے اور وہ سمجھتے بھی کب ہیں جبکہ ان کے لیڈروں نے انہیں قرآن اور حدیث سے اس کا نہ صرف ثبوت بہم پہنچایا ہے بلکہ اسکے اجر وثواب کے ایسے پل باندھے ہیں کہ اتنا ثواب ان کے نزدیک حج وزیارت کا بھی نہ ہوگا

فقیر نے چاہا کہ اس پر عقلی ونقلی دلائل قائم کروں کہ یہ فعل شنیع نہایت درجہ کا قبیح ہے۔ اگرچہ فقیر کے معروضات ضدی اور ہٹ دھرم کو کوئی فائدہ نہیں دیں گے،

البتہ دل میں خوفِ خدار کھنے والے منصف مزاج دوستوں کے لئے مشعل راہ بنیں گے۔اسی لئے چند ایک نشستوں میں اس کی تکمیل کی۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیبِ پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اس اویسی فقیر کے لئے اسے توشۂ راہِ آخرت اور اہلِ اسلام کے لئے مشعل راہِ ہدایت بنائے! (آمین)

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

۱۴ صفر ۱۳۹۴ھ بمطابق ۹ مارچ ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ

مقدمہ

متعہ کے لغوی معنی اور شیعی معنی

الاستمتاع فی اللغة الا نتفاع و کل من انتفع به فهومتاع (عامہ لغت)

متعہ لغت میں نفع اور فائدہ اُٹھانے کو کہتے ہیں جس سے فائدہ اُٹھایا جائے وہ متاع ہے۔

شیعہ مذہب میں ایک عورت کو مقررہ وقت کے لئے طے شدہ اُجرت کے عوض جماع کی خاطر ٹھیکہ پر لینے کا نام ''متعہ،، ہے۔

(کافی صفحہ۱۹۱ ج ۲ میں ہے:

اِنَّمَا هِیَ مُسْتَاُجِرَةٌ ☆

بیشک متعہ والی عورت ٹھیکہ کی شئے ہے۔

(فروع کافی صفحہ۴۳ ج۲)

متعہ کے طریقے آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہوں۔ تحفۃ العوام و مصباح المسائل و دیگر کتب فقہ شیعہ میں تفصیل سے پر بیان کئے گئے ہیں۔

متعہ کا غیر مشہور طریقہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیعہ کے نزدیک متعہ دَوریہ جائز ہے، پھر فرمایا کہ عام شیعہ تو اس کا انکار کرتے ہیں لیکن ان کے محققین کہتے ہیں کہ متعہ دَوریہ ہماری کتب شیعہ سے ثابت ہے۔

متعہ دَوریہ کا طریقہ یہ ہے کہ چند آدمی ایک عورت سے متعہ کریں اور دورے کی باری ٹھہرائیں، پھر ہر ایک اپنی باری پر اس عورت سے جماع کرے، بتائیے یہ عورت ہوئی یا کرایہ کا مکان یا گدھا یا اونٹ کہ بوقت ضرورت ہر ایک اُس سے اپنی ضرورت پوری کرے۔ متعہ نے انسانی عزت و شرافت کا بیڑا غرق کرنے کے علاوہ حفظ نسب کو بھی ملیامیٹ کر دیا ہے جو کہ ہر ملت میں ضروریات خمسہ میں سے ہے اور اس کی تقریر ہم نے دلائل عقلیہ کے باب میں عرض کی ہے۔

اس طریقہ کو اگرچہ موجودہ دور کے اثنا عشریہ امامیہ (شیعہ) نہیں مانتے لیکن ان کے ہاں معروف طریقہ میں کونسی عزت و شرافت ہے لیکن جو اس کو جائز قرار دیتے ہیں ان بندگان خدا کو کون سمجھائے۔

شیعہ مذہب میں متعہ کا مشہور طریقہ

شیعہ مذہب میں متعہ کا طریقہ یوں ہے کہ ”کسی عورت کو لیجئے اور اس سے کہیے کہ میں پانچ روپے کے عوض تجھے ایک رات یا اتنے عرصہ کے لئے چاہتا ہوں جب عورت مان جائے تو متعہ درست ہو گیا (تحفۃ العلوم صفحہ ۴۷ ملخصاً و مصباح المسائل)

اس طریقۂ کار اور زنا (کنجری بازی) میں کوئی فرق ہو تو بتاؤ؟ صرف اس کے عوض کو حق مہر کہنا اور اس زنا کو متعہ نکاح کہنے سے احکامِ خداوندی بدل نہیں سکتے اور نہ ہی آخرت کی سزا ہلکی ہو سکتی ہے۔

متعہ سے اصلی غرض

شیعوں کے نزدیک متعہ کی غرض ہی محض شہوت کو بجانا ہے چنانچہ شیعوں کے شہید ابو عبداللہ الشہید محمد بن مکی فرماتے ہیں:

وَ یَجُوْزُ الْعَزْلُ عَنْهَا وَاِنْ لَّمْ یَشْتَرِطْ لِاَنَّ الْغَرْضَ الْاَصْلِیَّ مِنْهُ الْاِسْتِمْتَاعُ دُوْنَ النَّسْلِ ☆

(الروضۃ البہیہ مع شرح ومشقیہ صفحہ ۲۸۶)(جامع عباسی صفحہ ۱۵۵)

یعنی ممتوعہ عورت سے عزل یعنی بوقتِ انزال منی کو باہر گرادینا جائز ہے، اگرچہ شرط نہ کی ہو، کیوں کہ متعہ سے اصلی غرض صرف فائدہ اٹھانا ہے نہ کہ نسل یعنی اولاد حاصل کرنا۔

متعہ اور زِنا میں مماثلت

یہی غرض زنا میں ہوتی ہے، اگر یقین نہ آئے تو کسی زانی سے پوچھ لیجئے، زنا کرنے میں ان کا مقصد اولاد کا حصول نہیں بلکہ الٹا انہیں خطرہ لاحق ہے کہ اگر کہیں ناجائز نطفہ حمل ٹھہر نہ جائے۔ اگر وہ بے شوہر عورت ہو تو اس نطفہ کو گرانے کے لئے کتنے پاپڑ بیلتے ہیں۔

متعہ

وقت معین کرنا

متعہ میں ضروری ہے کہ وقت متعین ہو، وقت مقرر نہ کیا جائے تو متعہ باطل ہے۔

(تحفۃ العوام صفحہ ۴۷۴ ومصباح المسائل صفحہ ۲۶۱ وجامع عباسی صفحہ ۲۵۷)

زنا

زانی غریب کو پھر کیوں برا کہا جاتا ہے جبکہ وہ بھی اپنی محبوبہ سے وقت کی تعیین کا محتاج ہو کر اپنی ہوس پوری کرتا ہے۔ اس زانی اور متعہ کرنے والے شیعہ میں

نام کا فرق ہے۔

خلوت میں جلوت

متعہ میں اعلان واظہار بھی ضروری نہیں، چنانچہ تہذیب الاحکام باب النکاح میں ہے۔

لیس فی المتعة اشتهار واعلان☆

متعہ میں مشہوری اور اعلان نہیں ہے۔

اسی طرح زنا بھی چوری چھپے ہوتا ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ زنا میں ملامت، طعن وتشنیع اور دیگر خرابیوں کا خطرہ ہوتا ہے اور متعہ میں یہ بھی نہیں بلکہ آزادی ہی آزادی شیعوں کو ایسی شادی خانہ آبادی کی نولکھ مبارک۔

اول دام پھر کام

متعہ میں اُجرت پیشگی دینی ضروری ہے یہاں تک کہ اگر ممتوعہ عورت نے اُجرت کا دعویٰ کیا تو وہ قابل سماعت نہ ہوگا۔

(☆ مصباح المسائل صفحہ ۲۶۱ ☆ تحفۃ العوام صفحہ ۴ ۲۷ ☆ تنبیہ المنکرین وغیرہ ☆ جامعہ عباسی صفحہ ۲۵۷)

رنڈی غریب نے کیا گناہ کیا ہے کہ وہ گورنمنٹ سے لائسنس کے لئے ماری ماری پھرتی ہے، اس بعد اسے ٹیکس بھی ادا کرنا پڑتا ہے، اور زانی کو کیوں گالی دی جاتی ہے جبکہ وہ بھی اپنی محبوبہ کو زنا کی خرچی پیشگی ادا کرتا ہے۔ ہاں انہوں نے متعہ کو آڑ نہیں بنایا اور شیعہ چونکہ ایسے گندے فعل کو متعہ کی آڑ میں کرتے ہیں، اسی لئے نہ صرف پکے مومن بلکہ بقول ان کے لیڈروں کے رفع درجات کے ساتھ پاک بھی۔

مٹھی بھر گندم (مفت را چہ باید گفت)

متعہ میں اُجرت کا تعین نہیں، مٹھی بھر گندم یا ایک لقمہ طعام پر بھی متعہ ہو سکتا ہے

(کافی صفحہ ۱۹۴ جلد ۲)

اہل انصاف غور کریں کہ جس مذہب میں شہواتِ نفسانی کی لذتوں کو اتنا سستا کر دیا گیا ہے اس کا انجام کیا ہوگا؟

سستا سودا

شیعوں کی مشہور مذہبی کتاب فروغ کافی کے کتاب النکاح میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ جَاءَتِ امْرَءَةٌ اِلٰی عُمَرَ فَقَالَتْ اِنِّیْ زَنَیْتُ فَطَهِّرْنِیْ فَاَمَرَهُ بِهَا اَنْ تُرْجَمَ فَاُخْبِرَبِهٖ بِذَالِكَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ كَیْفَ زَنَیْتِ فَقَالَتْ مَرَرْتُ بِالْبَادِیَةِ فَاَصَابَنِیْ عَطَشٌ شَدِیْدٌ فَاسْتَقَیْتُ اَعْرَابِیًّا فَاَبٰی اَنْ یَّسْقِیَنِیْ اِلَّا اَنْ اُمَكِّنَهٗ مِنْ نَفْسِیْ فَلَمَّا اَجْهَدَنِیْ الْعَطَشُ وَ خِفْتُ عَلٰی نَفْسِیْ سَقَانِیْ فَاَمْكَنْتُهٗ مِنْ نَفْسِیْ فَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ هٰذَا تَزْوِیْجٌ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ

(فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ (صفحہ ۱۴۶)

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ عمر کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا مجھ سے زنا سرزد ہوا، اس گناہ سے مجھ کو پاک کر دو! عمر نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس قصہ کی خبر ہوئی، تو آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ تو کس طرح زنا میں مبتلا ہوئی؟ اس نے کہا کہ میں ایک گاؤں سے گزری، مجھے سخت پیاس لگی، میں نے ایک گاؤں والے سے پانی مانگا، اس نے کہا: جب تک تو مجھ سے راضی نہ ہو جائے اس وقت تک پانی نہ دوں گا، جب مجھے اپنی جان کا خوف ہوا تو میں اُس کی مرضی پر راضی ہو گئی اور اس نے مجھے پانی پلا دیا۔ یہ سن کر امیر المومنین

نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم یہ تو نکاح ہے۔

پڑھیے! یہ مسئلہ تو متعہ سے بھی بڑھ گیا: کیونکہ اس میں تو نہ ایجاب ہے، نہ قبول اور نہ صیغہ اور عورت و مرد متفق ہو گئے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ تو نکاح ہے اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ یہاں عورت بیکس ہوئی ہے اور اس کی بے کسی سے مرد نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے لیکن کیسے کہا جا سکتا ہے، کہ اس سے نکاح ثابت ہوتا ہے۔ کیا کسی سے جبراً زنا کیا جائے تو شیعہ مذہب میں وہ بھی نکاح ہے؟ اگر نکاح ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ شیعہ مذہب میں وہ بھی جائز ہے کیوں کہ یہ بھی نکاح کی ایک صورت ہے۔

فائدہ) اس روایت میں زرارہ وغیرہ راوی کا ہاتھ ہے اور یقیناً جھوٹ ہے ورنہ کھلے بندوں یہ زنا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب، توبہ توبہ!

منصف مزاج غور فرمائیں کہ روایت مذکورہ بالا میں زنا کو اتنا عام کر دیا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص اس کو کرے اور زنا کرنا اپنا حق سمجھے، بلکہ یوں کہیے کہ جتنا اس گندے فعل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روکنے کی کوشش فرمائی اتنا ہی شیعوں نے اسے عام کیا ہے۔ متعہ میں تو پھر بھی کچھ قیود و شرائط تو تھے لیکن روایت مذکورہ میں کسی قسم کی قید و شرط ہے ہی نہیں۔ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ یہاں عورت جان کے خطرہ کی بناء پر راضی ہوئی ہے، اور اس کی بیکسی سے مرد نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے، لیکن اس زنا کو نکاح کہنا ایسے ہے جیسے شراب کو دودھ۔ اس میں زنا بالجبر کی اجازت نہیں اور یقیناً یہ زنا بالجبر ہے تو پھر زنا بالجبر معیوب کیوں؟ جبکہ ہم سب اس بدمعاش کو معاشرہ کا ڈاکو سمجھتے ہیں جو کسی بدنصیب عورت کی بیکسی سے فائدہ اٹھا کر اس کی عصمت دری کرتا ہے۔ اگر اس بدمعاش کو ہم

سب نفرین کرتے ہیں تو روایت مذکورہ پر اہل تشیع کو کیا کہا جائے گا، اس کا جواب ناظرین کی عقل وفراست اور فہم ودرایت پر چھوڑتے ہیں۔

یاد رہے کہ مذکورہ بالا روایت کسی مردہ مجتہد کی نہیں بلکہ بقول شیعہ معصوم ومامور من اللہ کی ہے اور پھر صحاح اربعہ یعنی مذہب شیعہ کی کتاب منزل من اللہ کی روایت ہے یعنی اصول کافی جسے امام مہدی نے خود ملاحظہ فرمایا اور اس کی تحسین فرمائی۔

بے حیاباش وہر چہ خواہی کُن (ہزار سے متعہ)

شیعہ مذہب کی بے حیائی اور دیدہ دلیری دیکھئے کہ قرآن پاک نے تو نکاح جیسی مقدس رسم کو بھی ایک دائرہ میں محفوظ فرمایا کہ مرد کو بیک وقت چار عورتوں سے نہ بڑھنے دیا، بلکہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے خود حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری عورت سے نکاح ناجائز قرار دیا گیا، لیکن عشاق عیش وعشرت نے ایسی چھلانگ لگائی کہ وہاں تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے، چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۱) ہزاروں سے متعہ جائز ہے۔ (ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۳)

۲) زرارہ سے مروی ہے کہ۔

مَایَحِلُّ مِنَ الْمُتْعَةِ؟ قَالَ: کَمْ شِئْتَ ☆ (کافی جلد۲ صفحہ ۱۹۱)

ممتوعہ عورتیں کتنی حلال ہیں؟ جواب دیا: جتنی چاہو۔

تَزَوَّجْ مِنْهُنَّ اَلْفًا فَاِنَّهُنَّ مُسْتَاجَرَاتٌ ☆ (ایضاً صفحہ ۱۹۱/ ۳۲۰)

متعہ کرو چاہے ہزار عورتوں سے اس لئے کہ یہ ٹھیکہ کی چیزیں ہیں۔

امـا المتعة فلا حصرله علی الاصح وعن زرارة عن الصادق قال ذکرله المتعة اھی عن الاربع قال تزوج منھن الفاًفانھن مستاجرات☆

(جامع المسائل)(الروضۃ البہیہ شرح)

متعہ کے متعلق صحیح ترین مذہب یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی تعداد مقرر نہیں۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ سے متعہ کے متعلق پوچھا گیا؟ کہ کیا متعہ صرف چار عورتوں سے کیا جائے؟ تو آپ نے جواگ میں فرمایا: چاہے ہزار عوتوں سے کرو اس لئے کہ یہ تو ٹھیکہ کی چیزیں ہیں۔

یقین مانئے کہ مجھے ایسی بیہودہ روایات سنا کر بھی شرم محسوس ہو رہی ہے لیکن کیا کیا جائے کہ ہمارے مسلمان بھائی مرثیہ خواں ذاکروں کے ہتھکنڈے چڑھ جاتے ہیں، اور ہمیں حق و باطل کے امتیاز کا موقع تک نہیں دیتے۔ فقیر نہایت ادب سے شیعہ مذہب کے پرستاروں سے عرض کرتا ہے کہ کیا روایت مذکورہ بالا کے مطابق تہذیب اجازت دیتی ہے، کہ ایک سلیم الطبع انسان ایسا گندا دھندا کرے۔

چیز یکہ آید فنا در فنا

شیعہ مذہب میں یہ بھی ضروری نہیں کہ جس عورت سے متعہ کیا جائے، وہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتی ہو، بلکہ جیسی ہو جس طرح کی ہو، بس شہوت کا بھوت سوار ہو تو پھر اندھا دھند فیر چلا دیا، چنانچہ لکھتے ہیں کہ کسبی (رنڈی) بھی اگر کسی کی عدت میں نہ ہو تو کراہت سے اس کے ساتھ بھی متعہ درست ہے۔ (ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۳)(تحفۃ العوام صفحہ)(مصباح المسائل صفحہ)(ذخیرۃ المعاد وغیرہ وغیرہ)

خوب! شیعہ مذہب میں بھلائی کا دروازہ کب بند ہے۔ جب متعہ ایک بہت بڑا ثواب ہے، تو رنڈی بیچاری نے کون سا جرم کیا ہے جو اس ثوابِ عظیم سے محروم رہے، یہ تو اخوت و مروت کے خلاف ہے۔ رنڈی ہے تو کیا ہوا پھر اس سے متعہ کر کے اس کے لئے بھی بہشت کی سیٹ ریزرو کروا دی جائے، فجزاکم اللہ خیر الجزاء

سوال: جن کتب کا تم نے حوالہ دیا ہے۔ ان میں بھی ہے اور شیعہ کا مسلم قانون بھی ہے

کہ رنڈی سے متعہ مکروہ ہے۔

جواب: مکروہ کہنے اور لکھنے سے شئے کے جواز پر حرف نہیں آتا۔ شیعہ کتب میں رنڈی سے متعہ مکروہ لکھا ہے، حرام نہیں، اور شرعاً ہر وہ شئے جو مکروہ ہو اس کا استعمال جائز ہوتا ہے۔ مثلاً کچے پیاز اور تھوم وغیرہ مکروہ ہیں لیکن ان کا کھانا جائز ہے اس سے خود سمجھئے کہ (رنڈی، کسبی) سے متعہ جائز ہوا یا نہ؟

سوال: اہل سنت کے نزدیک بھی کنجری سے نکاح جائز ہے۔ شیعہ کے نزدیک اگر متعہ نکاح ہے تو پھر کونسی خرابی لازم ہوگی؟

جواب: گذشتہ سطور سے واضح ہے کہ متعہ خالص زنا ہے۔ اسے ہم مستقل طور پر آگے چل کر بڑے مضبوط دلائل سے ثابت کریں گے۔ جب اپنے مقام پر ثابت ہے۔ کہ متعہ زنا ہے اور نکاح شرعی جائز ہے تو پھر جب کنجری اپنے گناہوں سے تائب ہو کر ایک حلال اور جائز طریقہ کو اختیار کرتی ہے تو پھر کونسا جرم موجب کفر خالص ہے۔ کوئی عورت تائب ہو کر مسلمان سے نکاح کرتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ شیعہ مذہب میں یہودیہ، کتابیہ، نصرانیہ عورتوں سے بھی متعہ جائز ہے۔

(تحفۃ العوام ☆ مصباح المسائل)

متعہ میں راز نہانی

ویجوز اشتراط البالغ لیلا و نھارا مرۃ او مرارا فی الزمان المعین ☆ (الروضۃ البھیۃ)

یہ شرط لگانا بھی جائز ہے کہ میں دن میں جماع کروں گا یا رات میں، یا یہ کہ وقت مقررہ میں ایک دفعہ جماع کروں گا یا دو دفعہ۔

بالکل بجا فرمایا جبکہ وہ کرایہ پر لی گئی ہے تو پہلے کرایہ کا ٹوٹے کراجیر سے تشریح کی جاتی ہے کہ فلاں کام ہوگا، فلاں وقت ہوگا۔ ایسے ہوگا۔۔ ویسے ہوگا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ○

انصاف و دیانت کے پرستار یہ ہرگز گوارہ نہیں کرتے کہ واقعی اُمورِ مذکورہ بالا کسی مذہب میں ہوں گے، لیکن حقیقت یہ کہ تمام باتیں شیعہ مذہب میں ہیں، اور ان کی مذہبی کتابوں میں چمکتے ہوئے سورج کی طرح جلوہ افروز ہیں۔ اگر واقعی کسی حق پرست کو پسند ہے تو شیعوں کی لائبریریوں سے ان کتابوں کو اٹھا کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پھر سوچے کہ شیعہ مذہب میں کیا اسرار پوشیدہ ہیں۔

بیوی کی بھتیجی اور متعہ

اگر زوجہ منکوحہ حرہ کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح یا متعہ کرے تو اجازت زوجہ مذکورہ کی درکار ہے (تحفۃ العوام)

قربانت شوم، کیا خوب فرمایا کہ جب کبھی بیچاری بھتیجی اپنی پھوپھی کو یا بھانجی اپنی خالہ کو ملنے آئی تو صاحب کو دیکھ کر خیال گزرا کہ پرانا کپڑا آخر پرانا ہی ہوتا ہے لیکن کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ ۔ اب مغموم ومحزون ہوا کہ کاش یہ شکار گھر پر ہاتھ لگ جاتا تو کیا اچھا ہوتا۔ اس خبیث صفت شخص کو مذہب شیعہ نے سہارا دیا اور تھپکی دی اور فرمایا کہ اب دیر کیا ہے، زوجہ کا گلا گھونٹ لیجئے اور اس سے منوا کر گاڑی چلائیے! افسوس صد افسوس!

لواطت کے مزے

ناظرین حیران ہوں گے کہ مذہب شیعہ کے یہ چھپے ہوئے شیر کہاں تھے۔

اب مزے لیجئے کیونکہ شیعہ مذہب میں مزے ہی مزے ہیں، چند نمونے درجِ ذیل ہیں:

ویجوز اتیانها لیلاً و نهاراً و ان لا یاتیها فی الفرج و لو رضیت به

بعد العقد جاز (مختصر نافع صفحہ ۸۶)

متاعی عورت سے شرط لگانا جائز ہے کہ دن یا رات میں جماع کروں گا اور یہ کہ شرمگاہ میں جماع نہ کروں گا، اگر وہ عقد کے بعد راضی ہو جائے تو جائز ہے۔

اس سے اشارہ سمجھنے والے کو بات سمجھ میں آ گئی لیکن تصریح بھی ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) الاستبصار جلد۲/صفحہ ۱۴۰ ☆ فروع کافی جلد/۲ صفحہ ۲۳۴ میں ہے:

''عورت کی دُبر (پاخانہ کی جگہ) میں صحبت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ عورت رضامند ہو جائے،،

(ذخیرۃ المعاد صفحہ ۱۹۱)

اس لطف اندوزی کے ساتھ سہولت یہ ہے کہ غسل بھی واجب نہیں، چنانچہ فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۲۵ میں ہے:

''وہ عورت کہ جس سے لواطت کی جائے اُس پر غسل واجب نہیں اگرچہ عورت کی دُبر میں مرد کو اِنزال بھی ہو جائے،،

کیا خوب۔

دو چیزوں کی درخواست ہے اے رحمت باری
مے خانہ کا دروازہ اور نہ ہو توبہ کا در بند

بالکل مفت

صرف اس پر بس نہیں بلکہ شیعہ مذہب میں تو شرمگاہ کو عاریۃً بھی دینا جائز ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''اگر کوئی اپنی لونڈی سے آپ مباشرت نہ کرے اور کسی اور پر حلال کر دے تو یہ صیغہ پڑھے،،

احللت لك وطی امتی هذه☆

یعنی میں اپنی لونڈی سے جماع تیرے لئے حلال کرتا ہوں۔

اور جس پر حلال کرے وہ اس کے جواب میں صرف اتنا کہے :قَبِلْتُ: میں نے قبول کیا تو اُس پر وہ حلال ہو جاتی ہے بے نکاح اور بے متعہ کے،اور جب منع کردے تو حلت موقوف ہو جاتی ہے۔ (ضیاء العابدین صفحہ۱۹۲/۱۹۳)

نیز لکھا ہے کہ جس کے پاس لونڈی ہو تو اسے چاہئے کہ چالیسویں روز ایک بار خود اس سے مباشرت کرے یا دوسرے پر حلال کردے۔

عورت نہ ہوئی بلکہ سائیکل اور مفت کی سواری ہوئی کہ جس کا جی چاہے فائدہ اٹھائے۔

ماں بہن یا کوئی اور محارم

عوام کے خیال میں تو شیعہ بھی ایک مذہب تصور کیا جاتا ہے،لیکن حقیقت شناس نگاہ اسے دائرۂ انسانیت سے بھی خارج سمجھتی ہے،اگر انصاف کی نگاہ ہے تو ذیل کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

ازابو حنیفہ:نقل شدہ کہ جماع وفرج محارم با لفِّ حریر جائز است (ذخیرۃ المعاد صفحہ۹۵)محارم یعنی مادر خواهر وغیرہ الخ (ذخیرۃ المعاد صفحہ۹۲/ حاشیہ۲)

ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ محارم (ماں بہن وغیرہ) سے ریشم لپیٹ کر جماع جائز ہے۔

حد ہوگئی بدتہذیبی کی،صاحب حیاء وشرم تو محارم (ماں،بہن وغیرہ) کے سامنے قبائح کے ذکر سے بھیشر ماتا ہے چہ جائے کہ ان کی شرمگاہوں کو دیکھے یا ہاتھ لگائے لیکن شیعہ بہادر نہ صرف دیکھنا،ہاتھ لگانا جائز سمجھتے ہیں بلکہ ان سے جماع

کرنے کے لئے بھی تیار ہیں، اگرچہ کپڑا لپیٹ کر، لیکن نفس کمینہ کہاں جائے۔ جب بچھڑے پر شہوت کا بھوت سوار ہوتا ہے تو پھر اندھا ہو جاتا ہے، سچ ہے۔

بے حیاباش وھرچہ خواھی کن

سوال: تمام اکابر نے بالتصریح یہ اعلان فرمایا ہے کہ شیعوں کی فہرست میں یہ نام (ابوحنیفہ) ناپید ہے (رضا کار ۱۶ نومبر ۱۹۵۲ء) دنیا جانتی ہے کہ شیعوں میں ابوحنیفہ، ابن کثیر، ثعلبی اور زاہد القادری قسم کے نام ہوتے ہی نہیں (شیعہ اخبار ,,اسد لاہور،، ۴/ دسمبر ۱۹۵۲ء)

جواب: شیعوں میں جو ابوحنیفہ عالم گزرا ہے، وہ صرف مجتہد ہی نہیں تھا بلکہ اس کی حیثیت شیعوں میں ایک ڈکٹیٹر مطلق کی تھی۔

شیعی ابوحنیفہ

حوالہ دینے سے قبل ہم اس امر کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک نام کے دو آدمی ہو سکتے ہیں اور ہوتے بھی ہیں، چنانچہ ''ابوحنیفہ،، نامی متعدد اشخاص ہوئے ہیں اور ان میں فرق و امتیاز ولدیت وکنیت وغیرہ سے ہوتا ہے۔ اہلسنت وجماعت کے امام کا نام ''نعمان،، کنیت ''ابوحنیفہ،، اور ولدیت ''ثابت،، ہے مگر شیعوں میں جو ''ابوحنیفہ،، نامی عالم گزرا ہے، اس کا نام تو یہ ہی ہے، مگر ولدیت ثابت کی بجائے ''ابوعبداللہ منصور،، ہے۔

(۱) چنانچہ تاریخ کی مشہور اور معتبر کتاب ''ابن خلکان،، میں لکھا ہے:

ابوحنيفة النعمان بن ابو عبد الله منصور كان مالكيا ثم انتقل الى مذهب الامامية و صنف كتبا (تاريخ ابن خلكان)

یعنی ''ابو حنیفہ نعمان،، بیٹا ''عبد اللہ منصور،، کا پہلے مالکی مذہب رکھتا تھا اور پھر اس نے مذہب امامیہ (شیعہ) کو قبول کیا اور اس نے بہت سی کتابیں

تصنیف کی ہیں۔

(۲) ابوحنیفہ نعمان بن ابی عبداللہ محمد، شیعہ فقیہ اور مفسر، بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ (کتاب المناقب والمثالب، کتاب الرد علی ابی حنیفہ، علی مالک، علی شافعی، علی شریح وغیرہ مشہور ہیں۔

جامع اللغات (تحت لفظ ابوحنیفہ)

(۳)"ابو حنیفہ نعمان بن ابیٰ عبد اللّٰہ محمد بن منصور بن احمد "یکے از ائمہ فضل وعلماء قراء ت قرآن ومعانی آن ووجوہ فقہ و اختلاف فقہ ولغت وشعر ومعرفت بتاریخ وایام ناس واورادر حق اھل بیت واظھار ھزاران ورق تالیف است ونیز درمناقب ومثالب اور کتابے نیکو است ودر وے برمخالفین خود رائے برابی حنیفہ وبرمالك وشافعی و ابن شریح ونیز کتابے دراختلاف فقھاء و کتاب اصول المذاھب و کتاب ابتداء والدعوۃللعیدین و کتاب الاختیارفی الفقہ کتاب اقتصار فی الفقہ و قصیدہ فقھیہ ملقب بہ التحیہ دارد،اودراول مذھب مالکی داشتہ پسش طریقت اسماعیلیہ گرفت ملازم صحبت المغزابی تمیم معدبن المنصور گردید آنگاہ کرمعدبدیارمصر شدبااوبودودرمستھل رجب ۳۶۲ یا در جمعہ سلخ جمادی الآخر آں سال بمصر درگذشت ومعز بر اونماز گزاشت واو درمیان اسماعیلیہ سمت داعی داشت وپدراوابوعبد اللّٰہ محمد، عمر کے طویل یافت دے اخبار نفیسہ بیسار،ازحفظ داشت ودرسنہ ۳۵۱ بصدوچھار سالگی بقیروان وفات کرد وابو حنیفہ را فرزندان شریف وصالح بودہ است ازا نجملہ ابو الحسن علی بن نعمان کہ معز خلیفہ فاطمی اورا با ابی طاھر محمد زعلی باشتراك قاضی

مصر کرد ونیز ابو حنیفه راکتابے میان فقهائے شیعه مشهور وهم اکنوں موجود است بنام دعائم الاسلام ومجلسی دربحار جلد اول معتقد است که ابو حنیفه شیعی اثناء عشری است ولیکن بتقیه خود را هفت امامی می نماید رجوع بابن خلکان تاریخ یافعی،وخطط مصر ابن زولاق شود،، (لغت نامه ده خدا)

ترجمہ: ابوحنیفہ نعمان بن ابی عبداللہ محمد بن منصور بن احمد بن جیون جو کہ قراءۃ قرآن اور معانیٔ فرقان اور فقہ، اختلافِ فقہاء، لغت، شعر، تاریخ اور واقعات کے سمجھنے میں بہت بڑا فاضل تھا اور اس نے اہل بیت اطہار کی شان میں ہزاروں ورق تالیف کئے۔ نیز اس نے مناقب ومثالب میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور اپنے مخالفین کا رد کیا ہے، اسی سلسلہ میں اس نے امام شافعی اور ابن شریح کا بھی رد کیا ہے، نیز اس نے اختلاف فقہاء، اصول المذاہب، ابتداء قصیدہ فقہیہ ملقب بالتحیہ کے عنوانات سے کتابیں تصنیف کیں اور یہ ابو حنیفہ پہلے مالکی مذہب رکھتا تھا، بعدازاں طریقہ اسماعیلیہ اختیار کیا اور المعز ابی تمیم معد بن منصور کا ملازم ہوا، اور جب معد مصر میں گیا یہ اس کے ساتھ تھا، اور وہاں رجب ۳۶۲ھ یا اسی سال کے ماہ جمادی الآخر کے آخری جمعہ کو مصر میں فوت ہوا، اور معز نے اس پر نماز جنازہ پڑھی، فرقہ اسماعیلیہ میں یہ (ابوحنیفہ) ایک لیڈر کی حیثیت رکھتا تھا، اور اس کے باپ ابوعبداللہ محمد نامی نے طویل عمر پائی، وہ اخبار نفیسہ کا حافظ تھا اور ۳۵۱ھ میں ایک سو چار سال کی عمر میں بمقام قیروان مر گیا۔ ابوحنیفہ مذکور نیک اولاد رکھتا تھا، ان میں سے ابو الحسن علی بن نعمان تھا، جس کو معز فاطمی خلیفہ نے ابوطاہر محمد زحلی کے ساتھ مصر کا قاضی مقرر کیا، نیز ابوحنیفہ مذکور نے ایک بہت بڑی کتاب بنام ''دعائم الاسلام،، جو شیعی فقہاء کے درمیان مشہور ہے، تصنیف کی، اور ملا مجلسی نے اپنی کتاب ''بحار جلد اول،،

میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ مذکور کٹر شیعہ اثنا عشری ہے لیکن تقیہ کے طور پر ہفت امامی کہلاتا تھا،، مزید تفصیل وتشریح کے لئے ''ابن خلکان ،، ''تاریخ یافعی،، و''خطط مصر ابن زولاق،، کی طرف رجوع کیجئے۔

قارئین کرام یہ تین حوالے معتبر کتب لغت، تاریخ کے ہیں۔''جامع اللغت،، اور''لغت نامہ دہ خدا،، یہ دونوں کتابیں پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہیں۔ ''ابن خلکان،، بھی تاریخ کی معتبر کتاب ہے۔ان چاروں لغت وتاریخ کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ شیعوں میں ابو حنیفہ نامی بہت بڑا محدث مفسر اور مجتہد اعظم ہوا ہے، حتی کہ ملا مجلسی نے''بحار جلد اول،، میں یہاں تک لکھ دیا کہ یہ''ابو حنیفہ ،، کٹر اثنا عشری تھا، نیز''لغت نامہ دہ خدا،، سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ابو حنیفہ اتنا بڑا فقیہ تھا کہ اس کی کتابیں فقہاء شیعہ میں بہت مشہور تھیں اور اس کا درجہ شیعوں میں ایک ڈکٹیٹر کا سا تھا اور اس''ابو حنیفہ شیعہ،، کے باپ کا نام''ابو عبد اللہ منصور،، تھا، بس یہی''ابو حنیفہ،، ہے جو شیعوں کے مجتہد اعظم علامہ ''زین العابدین،، مصنف کتاب''ذخیرۃ المعاد،، کا قبلہ وکعبہ ہے اور اسی قبلہ وکعبہ کے قول کو مجتہد''زین العابدین ،، نے نقل کر کے فتوی دیا ہے۔

''از ابو حنیفہ نقل شدہ کہ جماع درفرج محارم بالف حریر جائز است،،

ابو حنیفہ (شیعی) سے نقل ہوا ہے کہ ریشم لپیٹ کر ماں بہن سے جماع کرنا جائز ہے۔

ہم شیعوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا ان تاریخی دستاویزات کے بعد بھی آپ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیعوں میں ابو حنیفہ پیدا نہ ہوا ہے؟ مگر بایں ہمہ شیعوں کی ڈھٹائی واقعی قابل داد ہے کہ حوالہ صحیح ہے سائل ومجیب بھی شیعہ ہے،''ذخیرۃ المعاد،،

بھی شیعوں کی مذہبی کتاب ہے، اور جس ''ابوحنیفہ،، کے قول کو نقل کیا جارہا ہے، وہ بھی شیعوں کا مجتہد اعظم ہے، مگر اس کے باوجود تمام شیعہ شور مچاتے ہیں کہ حوالہ غلط ہے۔

سوال: ہمارے ہاں کپڑا لپیٹ کر یا بغیر لپیٹے نامحرموں کے قریب جانا حرام ہے اور مسئلہ ''لف حریر،، اہل سنت کی معتبر کتاب ''جامع الرموز،، میں موجود ہے، چنانچہ اس کتاب کے مصنف تحریر فرماتے ہیں: ''اگر کوئی کپڑا لپیٹ لیا جائے جو مانع حرارت ہو تو اس پر کفارہ نہیں جیسا کہ جلالی میں مذکور ہے،، اور اسی کی کتاب الصوم میں درج ہے کہ اگر کوئی ایسا کپڑا لپیٹ لیا جائے جو مانع حرارت ہو تو اس پر کفارہ نہیں جیسا کہ ''مُنیہ،، میں مرقوم ہے، نیز ''بحرالرائق شرح کنز الدقائق،، کی کتاب النکاح میں تحریر ہے کہ اگر کپڑا لپیٹ کر اس کے ساتھ اختلاط کیا جائے تو حرمت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ خلاصہ میں درج ہے۔

(حاشیہ ذخیرۃ المعاد صفحہ ۷۸) (اخبار رضاکار ۱۶ نومبر ۱۹۵۴ء)

جواب: قطع نظر اس کے کہ یہ عبارت ذخیرۃ المعاد کے متن کی نہیں بلکہ حاشیہ کی ہے، جو بعد میں بڑھائی گئی ہے، اس حاشیے کا خلاصہ یہ ہے کہ ''جامع الرموز،، منیہ اور کنز الدقائق،، کی شرح میں یہ لکھا ہے کہ اگر کپڑا لپیٹ کر جماع کیا جائے تو غسل واجب نہیں ہوتا۔ منصف مزاج شیعہ حضرات کی خدمت میں نہایت اخلاص سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو عبارتیں کتب اہل سنت کی طرف منسوب کی گئی ہیں ان سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ''لفّ حریر،، کے ساتھ محارم سے جماع جائز ہے؟

ان عبارتوں میں نہ محارم کا لفظ ہے، نہ جواز کا بلکہ ایک فرضی صورت قائم کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کسی نے کپڑا لپیٹ کر جماع کر لیا اور طرفین نے حرارت محسوس نہ کی اور انزال بھی نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوگا، اور کفارہ یا حرمت ثابت نہ ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف تو اشارہ بھی موجود نہیں کہ ماں بہن سے ریشم لپیٹ کر

جماع کرنا جائز ہے، اور نہ یہاں جواز اور محارم کا لفظ ہی ہے، پھر حنفی کتب کے حوالے دینے سے فائدہ؟

نوٹ: مذکورہ بالا تقریر کا پھر ایک بار خلاصہ پڑھئے!

متعہ یا زنا

یہ خالص زنا ہے، صرف نام کا فرق ہے، اور شیعہ اسے نکاح سے تعبیر کرتے ہیں، جو وجوہِ ذیل سے غلط ہے۔

۱۔ متعہ سے اصلی غرض شہوت بجھانا ہے (الروضۃ البھیۃ صفحہ ۲۸۶/ الاستبصار صفحہ ۵۴۳ ☆ جامع المسائل صفحہ ۱۵۵)

زنا میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے، حالانکہ نکاح سے اصلی مقصد تناسل وتوالد ہے، چنانچہ اس مسئلہ پر شیعہ وسنی دونوں متفق ہیں۔

۲۔ متعہ میں ضروری ہے کہ وقت معین ہو (تحفۃ العوام صفحہ ۲۷۴/ مصباح المسائل صفحہ ۲۶۱/ جامع عباسی صفحہ ۱۳۵/ فروع کافی صفحہ ۴۴ جلد ۲ وصفحہ ۲۵ جلد ۲)

(فائدہ) زنا میں بھی یہی ہوتا ہے کہ زانی اپنی محبوبہ سے چند گھڑیاں ملاقی ہو کر بھاگ جاتا ہے، یا کنجری بازی کا دوسرا نام متعہ ہے کہ وہاں بھی یہی بات ہوتی ہے، حالانکہ نکاح میں دائمی اور ابدی رشتہ وابستہ کیا جاتا ہے جو سنت انبیاءِ کرام ہے، اس پر شیعہ سنی دونوں متفق ہیں۔

۳۔ متعہ میں اظہار واشتہار بھی ضروری نہیں (تہذیب الاحکام باب النکاح)

فائدہ: زنا بھی چوری چھپی کا سودا تو ہے ہی، نکاح کا رشتہ کھلم کھلا عام برادری احباب دوست سب اس عقد میں جمع ہوتے ہیں تاکہ خوب تشہیر ہو بلکہ دف بجانا وغیرہ وغیرہ ہر طرح کی تشہیر ہوتی ہے۔

۴۔ متعہ میں اول دام پھر کام (مصباح المسائل صفحہ ۲۶۱ تحفۃ العوام صفحہ ۲۷۴/ تنبیہ المنکرین ص جامع عباسی صفحہ ۲۵۷/ وفروع کافی صفحہ ۴۴)

ف) یہی زنا یا کنجری بازی میں ہوتا ہے کہ پہلے محبوبہ کنجری کے ہاتھ میں مقرر کردہ دام پھر کام، اور نکاح میں مہر معجلا بھی ہوتا ہے اور مؤجلا بھی۔

۵۔ متعہ میں خرچی جتنا چاہو زیادہ ہو یا کم، خواہ مٹھی بھر گندم ہو، (کافی صفحہ ۱۹۴ جلد ۲/ جامع عباسی صفحہ ۲۵۷/ فروع کافی صفحہ ۳۴۳ جل ۲/ صفحہ ۴۵ جلد ۲۔ مٹھی بھر کی تصریح)

فائدہ) نکاح میں شرعی مہر کی مقدار کا تعین ضروری ہوتا ہے، اور زنا میں وہی بات ہے۔

کنجر اور کنجری راضی پھر کیا کرے مُلّا قاضی

۶۔ جبراً کسی عورت سے زنا کر لیا جائے، تو بھی شیعوں کے نزدیک نکاح ہو جاتا ہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زانی مرد وعورت کو سنگسار کرنا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو نکاح ہے واقعہ یوں ہوا کہ ایک اجنبی مسافر عورت نے کسی سے پانی مانگا تو مرد نے کہا کہ زنا پر راضی ہو جا تو پانی پلاؤں گا، چنانچہ وہ راضی ہوگئی، تفصیلی واقعہ فروع کافی صفحہ جلد ۳/ کتاب الروضہ صفحہ ۴۱۶ میں ہے۔

(ف) اگرچہ یہ سراسر حضرت علی پر بہتان ہے، ورنہ سلیم الطبع انسان سوچے کہ یہ زنا بالجبر نہیں تو اور کیا ہے۔

۷۔ متعہ لاتعداد عورتوں سے جائز ہے (ضیاء العابدین صفحہ ۱۱۳☆ کافی صفحہ ۱۹۱ جلد ۲☆ جامع المسائل صفحہ ۳۳۱☆ الروضۃ البہیہ شرح لمعہ نہ مشقیہ☆ جامع عباسی صفحہ ۲۵۷/ فروع کافی صفحہ ۳۴۳ جلد ۲ (الاستبصار صفحہ ۵۱۱)

ف) زنا میں یہی ہوتا ہے کہ ان گنت سے جس طرح چاہے جیسے چاہے کرے کیوں کہ عربی مقولہ ہے:

اِذَا فَاتَ الْحَيَاءُ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ جب حیا ہی نہ رہا تو جو جی چاہے کر

بے حیا باش وہر چہ خواہی کن

اور نکاح میں صرف چار عورتوں تک اجازت ہے، بلکہ سیدنا شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے نکاح کی اجازت نہ تھی۔

۸۔ متعہ میں گواہوں کی ضرورت بھی نہیں

(جامع عباسی صفحہ ۲۵۷ ☆ فروع کافی صفحہ ۴۳ جلد ۲ ☆ الاستبصار صفحہ ۴۳)

ف) یہ زنا ہی تو ہے، ورنہ نکاح میں دو گواہوں کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ اگر متعہ بھی نکاح ہوتا تو اس میں بھی گواہ ہونے لازمی ہوتے لیکن چونکہ یہ زنا ہے، اس لئے زنا کی طرح چوری چھپے ہی ہوتا ہے، گواہوں سے تو اعلان ہو جاتا ہے۔

۹۔ متعہ میں زن و شوہر کے درمیان حق وراثت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(مختصر نافع صفحہ ۸۶ ☆ الروضۃ البہیہ ☆ ضیاء العابدین صفحہ ۹۱ ☆ جامع عباسی صفحہ ۲۵۷ ☆ فروع کافی صفحہ ۴۴ جلد ۲ وصفحہ ۴۵ وصفحہ ۴۷ ☆ مصباح المسائل صفحہ ۲۴۱)

۱۰۔ متعہ میں طلاق کا تصور ہی نہیں۔

(جامع عباسی صفحہ ۲۵۷ ☆ الروضۃ البہیہ ☆ مختصر نافع صفحہ ۸۶ ☆ رسالہ فقہ ملا باقر مجلسی ☆ کتاب الفراق ☆ تحفۃ العوام صفحہ ۴۸۶ ☆ فروع کافی صفحہ ۴۳ جلد ۲)

(ف) یہی زنا ہے کہ جب مرد اور عورت نے اپنا منہ کالا کیا تو اس کے بعد متعہ کی طرح فارغ، اصلا نکاح میں اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت رکھی ہے کہ مرد اور عورت دائمی زندگی خوشی خوشی گزاریں اگر خدانخواستہ آپس میں نہیں گزار سکتے تو طلاق دی جائے اور اس کی تصریحات قرآن مجید میں جابجا ہیں۔

۱۱۔ متعہ میں جب طلاق ہی نہیں تو عدت کیسی؟،،،،،اسی طرح عورت مرد کے نکاح میں ہی نہیں تو عدت وفات کیسی؟ بہر حال ممتوعہ (متعہ والی) عورت کی عدت نہیں (کافی صفحہ ۹۳ جلد ۱ ☆ فروع کافی صفحہ ۲۴ جلد ۲)

فائدہ) یہی بات زنا میں ہے کہ وہاں عدت کیسی اور عدت کا تصور ہی کیوں، حالانکہ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر عورت کی عدت کے احکام بیان فرمائے ہیں۔

۱۲۔ متعہ میں عورت کو نان ونفقہ نہیں دیا جاتا۔

(ضیاء العابدین صفحہ ۲۶ ☆ جامع عباسی صفحہ ۲۵۷)

فائدہ) وہی خرچی جو عقد میں مقرر ہوئی وہی کافی ہے، یہی زنا میں ہے کہ کنجری کے کوٹھے پر جاتے وقت جو کچھ خرچی طے ہوگی، وہ دینی پڑے گی، اس کے سوا اللہ اللہ خیر سلا، حالانکہ نکاح میں نان ونفقہ ضروری اور لازمی ہے، جسے قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے، علاوہ ازیں

۱۳۔ ایلا (جامع صفحہ ۲۵۷)

۱۴۔ اظہار (صفحہ ۲۵۷) ۱۵۔ احصان

۱۶۔ لعان (جامع صفحہ ۲۵۷) وغیرہ بھی نکاح کی علامات سے ہیں، لیکن متعہ میں تو ایک بھی نہیں بلکہ اس میں صاف اور واضح طور پر زنا کی علامات پائی جاتی ہیں، اس کے باوجود بھی کوئی متعہ کو جائز سمجھے تو یقین رکھے کہ جیسے قیامت میں زانی کو سخت سزا ہوگی، اسی طرح متعہ کرنے والے کو۔

۱۷۔ متعہ میں اوقات بڑھانا گھٹانا بھی ہوتا ہے (فروع کافی صفحہ ۴۵ جلد ۴)

۱۸ متعہ کی عورت زانیہ (کنجری) کی طرح ہر شیعہ کا مشترک کھاتہ ہے۔

(فروع کافی صفحہ ۶۴ جلد ۲۔

متعہ کے مسائل

مسئلہ) شریعت شیعہ میں متعہ ضروری ہے (حق الیقین صفحہ ۶۳۰)

مسئلہ) رنڈی سے بھی باکراہت متعہ جائز ہے۔

(ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۳ ☆ تحفۃ العوام ☆ مصباح المسائل ☆ ذخیرۃ المعاد ☆ وغیرہ)

یاد رہے کہ کراہت جواز پر دلالت کرتی ہے، جیسے پیاز تھوم وغیرہ اگرچہ مکروہ ہیں مگر جائز ہیں۔

مسئلہ) متعہ میں یہ شرط لگانا بھی جائز ہے کہ دن میں جماع کروں گا یا رات میں، ایک دفعہ کروں گا یا دو دفعہ۔ (الروضۃ البہیہ صفحہ ۲۸۶ ☆ جامع عباسی صفحہ ۲۵۷)

فائدہ: بجا فرمایا جبکہ وہ کرایہ کی شے ہے تو اسے جس طرح چاہو کرو۔

مسئلہ) بیوی کی بھانجی اور بھتیجی سے بھی باجازت منکوحہ متعہ جائز ہے۔

(تحفۃ العوام صفحہ ۳۶۶)

مسئلہ) لواطت بھی جائز ہے (الاستبصار صفحہ ۱۳۰ ☆ فروع کافی صفحہ ۴۶ جلد ۲ ☆ مختصر نافع صفحہ ۸۶ ☆ ذخیرۃ المعاد صفحہ ۱۹۱

مسئلہ) اور پھر اس میں غسل بھی نہیں (فروع کافی)

ف) یہ تو متعہ سے بھی بڑھ گیا۔

مسئلہ) عورت مملوکہ کی فرج عاریۃً دینا بھی جائز ہے۔

(ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۲ ☆ استبصار)

مسئلہ) ماں بہن سے ریشم لپیٹ کر جماع جائز ہے (ذخیرۃ المعاد صفحہ ۹۵)

مسئلہ) یہودی نصرانی ودیگر اہل کتاب سے متعہ جائز ہے (تحفۃ العوام)

خلاصہ اینکہ

قلم روکتے روکتے بہت دُور چلا گیا لیکن مقصد سے باہر کی باتیں نہیں بلکہ متعہ کے موضوع کی ہی بات رہی، اگرچہ ناظرین اسے طوالت سے تعبیر کریں گے، لیکن سچ پوچھئے تو فقیر نے اختصار سے کام لیا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ شیعہ مذہب میں نماز وروزہ اور حج وزکوۃ وغیرہ سے اتنی دلچسپی نہیں لی گئی، جتنا متعہ وغیرہ کے مسائل واحکام سے دل بہلایا گیا ہے، چنانچہ فقیر کی درج کردہ سطور بالا روایات سے اندازہ کریں کہ باوجود اختصار کے کتنا مضمون لمبا ہوگیا ہے، اب متعہ کے فضائل ملاحظہ ہوں۔

فضائلِ متعہ اور ثواب

اہل بیت سے روایت ہے جو صرف رضائے خدا اور مخالفت منکرین کے واسطے متعہ کرے تو جو کلمہ کہ اپنی زوجہ متاعی سے کرے اور ہر مرتبہ جب ہاتھ بڑھائے اُس کی طرف تو ہر کلمہ اور ہر دست اندازی کے عوض ایک نیکی اس کے واسطے لکھی جاتی ہے، اور جب نزدیکی کرتا ہے تو ایک گناہ اس کا بخش دیا جاتا ہے، اور جب غسل کرے تو ہر روئیں کی گنتی کے برابر گناہ اس کے بخش دیئے جاتے ہیں، اور حضرت جبرئیل نے رسولِ خدا سے عرض کی کہ جناب باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تیری امت میں سے متعہ کرتا ہے، تو میں گناہ اس کے بخش دیتا ہوں۔

(ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۵ ☆ صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ نول کشور)

لیجئے ہر دست اندازی کے عوض ایک گناہ جھڑ رہا ہے اور پھر غسل کے بعد تو گناہوں کی مغفرت ہوجاتی ہے، اس سے زیادہ اور کیا چاہیئے، لذت بھی اور ثواب

بھی اور جنت کی سیٹ بھی۔

متعہ خدا کی رحمت ہے؟

کسی نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے مقدمہ متعہ میں عرض کی کہ میرے چچا کی لڑکی کے پاس مال بہت ہے اور مجھ سے کہتی ہے کہ جانتا ہے تو کہ بہت سے آدمی میری طلب کرتے ہیں اور میں کسی سے نکاح پر راضی نہ ہوئی اور رغبت مجھے مردوں سے نہیں لیکن جب سے سنا ہے کہ خدا اور رسولِ خدا نے متعہ کو حلال کیا ہے اور عمر نے اسے حرام کیا تھا تو چاہتی ہوں خدا اور رسول کی اطاعت اور مخالفت عمر میں متعہ کروں اس لئے تو مجھ سے متعہ کر! حضرت نے فرمایا: جا متعہ کر کہ خدا دونوں متعہ کرنے والوں پر صلوۃ اور رحمت بھیجتا ہے۔ (ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۰)

لیجئے چچازاد بہن پر اگر دل آجائے تو اس سے بھی متعہ کیا جاسکتا ہے، حضرت امام باقر فرماتے ہیں دونوں پر خدا صلاۃ و رحمت بھیجتا ہے (معاذ اللہ)

متعہ نہ کرنے والے کی سزا

(۱) المتعة بالبكر يكره للعيب على اهلها (کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲)

باکرہ کے ساتھ متعہ مکروہ ہے کیوں کہ اس کے رشتہ داروں میں اس پر عیب لگتا ہے۔

(۲) لاباس ان تمتع بالبكر ما لم يفض عليها عادة كراهة للعيب على اهلها (کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کوئی حرج نہیں کہ کنواری عورت سے فائدہ اٹھایا جائے، جب تک اس سے جماع نہ کیا جائے، واسطے اس کے خاندان کی ہتک کے۔

گویا باکرہ کنواری عورت سے بھی متعہ جائز ہے مگر مکروہ ہے وہ بھی صرف اس لئے کہ لڑکی کے خاندان والوں پر دھبہ لگتا ہے، مگر سوال یہ ہے کہ اس میں دھبہ کی بات تو کچھ بھی نہیں کیونکہ متعہ تو ایک محبوب فعل ہے اور اس کے کرنے والوں کو امام حسین کا درجہ مل جاتا ہے، نہ صرف یہ بلکہ جو متعہ نہ کرے وہ قیامت کے دن نک کٹا اٹھایا جائے گا، چنانچہ

۴) تنبیہ المنکرین کے صفحہ ۲۵۴ پر ہے:

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَتَمَتَّعْ وَجَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ اَجْدَعُ ☆

جس نے دنیا سے بغیر متعہ کئے کوچ کیا وہ قیامت کے دن نک کٹا اٹھایا جائے گا۔

اس روایت سے تو ہر شیعہ پر متعہ ضروری ہوگیا، ورنہ کل قیامت میں جہاں اور شیعہ ناک کو سنبھالے ہوں گے متعہ نہ کرنے والے غریب شیعہ کی ناک کٹی ہوگی، وہ صرف اس لئے کہ دنیا میں متعہ کر کے اس نے بہشت کے اتنا بڑے درجات کیوں نہ حاصل کئے۔

میرے خیال سے کوئی شیعہ اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم نہ ہوگا، کیونکہ اتنے بڑے ثواب سے کون محروم رہے، اس کے علاوہ قیامت میں ناک کٹ جائے تو پھر کیا عزت رہی۔

(ا) متعہ کرتے وقت جو کلمہ اپنی محبوبہ (ممتوعہ) سے کرلے اور ہر مرتبہ جب ہاتھ لگائے تو اسے ہر کلمہ اور دست اندازی کے عوض ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور جب نزدیکی کرتا ہے، اس کا گناہ بخشا جاتا ہے، اور جب غسل کرتا ہے تو ہر روئیں کی گنتی کے برابر اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے

فرمایا:

''جو تیری امت سے متعہ کرتا ہے تو اس کے گناہ بخش دوں گا،،

(ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۵)

(۲) جو شخص ایک بار متعہ کرے اسے امام حسین اور جو دو بار کرے اسے امام حسن اور جو تین بار کرے اسے حضرت علی اور جو چار بار کرے اسے حضرت رسول کریم کا درجہ مل جاتا ہے۔

(برہان المتعہ صفحہ ۵۲م ☆ منہج الصادقین صفحہ ۲۹۲ جلد ۲ ☆ (ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۵)

(ف) پانچویں بار کرنے سے خدا کا درجہ مل جاتا ہوگا، لیکن راوی نے قلم روک لیا، ممکن ہے، تقیہ کر کے نہ لکھا ہو، تاکہ راوی جہاں متعہ کے درجات لکھ کر ثواب پا گیا، ایسے وہاں تقیہ سے بھی اجر عظیم کا مستحق ہو۔

(۳) متعہ میں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑنے سے تمام گناہ انگلیوں کے پوروں سے نکل جاتے ہیں اور غسل جنابت کے پانی کے ایک ایک قطرہ سے اللہ تعالیٰ فرشتے پیدا کرتا ہے، جو اس کے لئے تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، اس کا ثواب تا قیامت متعہ کرنے والے کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔

(خلاصہ منہج الصادقین صفحہ ۲۹۱ جلد ۲)

متعہ ٹکٹ ہے جہنم سے آزاد ہونے کی

منہج الصادقین میں ہے کہ۔۔۔ صفحہ ۲۰ جلد ۵۔

من تمتع مرة واحدة عتق ثلثه من النار انح

جس نے ایک بار متعہ کیا تیسرا حصہ اس کا آتش جہنم سے آزاد ہوا۔

گویا تین بار متعہ کرنا مکمل جہنم سے آزادی کا درس ہے، یہ نیا کورس صرف

شیعہ مذہب سے سنا ہے۔

(۱) جو شخص عمر میں ایک مرتبہ متعہ کرے وہ اہل بہشت سے ہے۔

(تحفۃ العوام صفحہ ۲۶۵)

(۲) عذاب نہ کیا جائے گا وہ مرد اور عورت جو متعہ کرے (تحفۃ العوام صفحہ

۲۶۵)

(۳) جو شخص ایک بار متعہ کرے وہ اللہ تعالیٰ قہار کے غضب سے بچ گیا، اور جو دوبارہ کرے وہ قیامت کے دن نیکوکار لوگوں کے ساتھ اٹھے گا، اور جو تین بار کرے وہ روضۂ جنت میں چین اڑائے۔ (خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

(۴) حضرت سلمان فارسی وغیرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی محفلِ پاک میں حاضر تھے، آپ نے سامعین کو ایک بلیغ خطبہ میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اللہ کی طرف سے ابھی جبرئیل علیہ (الصلاۃ والسلام) میری امت کے لئے بہترین تحفہ لائے ہیں، جو میرے سے پہلے کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوا اور یہ تحفہ مومنہ عورت (شیعہ) سے متعہ کرنا ہے، یاد رکھو! یہ متعہ میری سنت ہے، میرے زمانہ میں یا میرے وصال کے بعد جو بھی اس سنت (متعہ) کو قبول کر کے اس پر عمل کرے گا بلکہ اس پر مداومت کرے گا تو وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں، اور جو اس کی مخالفت کرے گا تو وہ خدا تعالیٰ سے مخالفت کرتا ہے، اور جو بھی اس مجلس میں بیٹھنے والوں سے میرے اس حکم کا انکار کرے گہ وہ میرے ساتھ بغض کرتا ہے، فلھذا سن لو کہ میں اُس کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ دوزخی ہے، جان لو کہ جو زندگی میں صرف ایک بار متعہ کرے گا تو وہ اہل بہشت سے ہوگا، اور جان لو کہ جو شخص عورت سے متعہ کرنے کے لئے بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ایک فرشتہ (سپیشل) نازل

ہوگا، جوان دونوں کی نگہبانی کرے گا، یہاں تک کہ وہ اس فعل سے فارغ ہو جائیں، اس متعہ کرتے وقت یہ دونوں جو کلمہ منہ سے نکالیں گے، ان کے لئے تسبیح وذکر اور کارِ ثواب بن جائے گا، اور جب یہ دونوں ایک دوسرے سے یک جان ہوں گے تو ان سے زندگی کے تمام گناہ معاف، اور جب وہ ایک دوسرے کو بوسہ دیں گے، تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کے ہر بوسہ کے عوض حج وعمرہ کا ثواب بخشے گا، جب متعہ کے کام میں مشغول ہوں گے تو ہر لذت وشہوت کے جھونکے پر ان کے نامہ عمل میں ان گنت نیکیاں لکھی جائیں گی، ایک نیکی بڑے بلند پہاڑ کے برابر ہوگی، جب شہوت بجھا کر فراغت پائیں گے تو غسل کی تیاری کریں گے، تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر فرشتوں سے فرمائے گا کہ دیکھو! میرے ان دونوں بندوں کو اب وہ لذت بجھا کر اٹھے ہیں اور نہانے کا انتظام کر رہے ہیں، اے میرے فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے ان دونوں کو بخش دیا ہے، جان لو! کہ ان کے بدن پر غسل کا پانی ان کے جس بال سے گزرے گا تو اللہ تعالیٰ ہر بال کے بدلے میں ان کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا، اور دس گناہ معاف فرمائے گا اور دس مرتبے بلند فرمائے گا۔ یہ تقریر سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر عرض کی کہ یارسول اللہ! اس شخص کا ثواب بھی بیان فرمایئے جو متعہ کے رواج دینے میں جدوجہد کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے ان دونوں متعہ کرنے والوں کو ثواب ملا ہے یعنی اس کو دوہرا ثواب نصیب ہوگا،،

پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

''اے علی! متعہ کرنے والے مرد اور عورت جب غسل سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو ان کے غسل کے پانی کے ایک ایک قطرہ سے فرشتہ پیدا ہوتا ہے، پھر وہ قیامت تک اس متعہ کرنے والے مرد اور عورت کے لئے تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں، اے علی! جو شخص متعہ سے محروم رہے گا وہ نہ میرا ہے اور نہ تیرا،،

(خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

غور کیجئے! متعہ شیعہ کو ایک ایسا تحفہ نصیب ہوا جو نہ سابقہ امتوں میں سے کسی کو نصیب ہوا اور نہ ہی شیعوں کے سوا کسی دوسرے فرقہ کو ملا، اور نہ ملنے کا امکان ہے، اور ثواب کا تو حساب ہی کیا کہ لاکھوں سال بہت بڑی عبادات متعہ کے صرف ایک بوسہ کی عبادت کا مقابلہ نہ کر سکیں، متعہ میں متاعی عورت سے حساب چکانے سے لے کر تا فراغت نا معلوم کتنے انوار و تجلیات سے نوازا جاتا ہے، بلکہ متعہ سے فراغت پانے کے بعد بیچارے متعہ کرنے والے مرد اور عورت اپنی طاقت کا سرمایا کھو بیٹھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ کر فرشتوں کی جماعت کے سامنے ان کے اس جہاد کی تعریف کرتا ہے، طرفہ یہ کہ متعہ کرنے سے کروڑوں فرشتے پیدا ہوتے ہیں، گویا متعہ نوری جماعت کی ایجاد کی فیکٹری ہے، کُــــنْ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اتنے فرشتے نہیں بنائے ہوں گے، جتنے متعہ کی فیکٹری سے شیعوں کے گھروں میں بنتے ہیں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم: متعہ کے برکات بیان کرنے کے لئے نہ زبان کو طاقت ہے اور نہ ہی قلم کو ہمت۔

متعہ سے محروم ہونے کی سزا

یہ نہ سمجھنا کہ شیعوں کے نزدیک متعہ کوئی ایسا ویسا عمل ہے بلکہ اتنا ضروری ہے کہ نہ کرنے والے کو سخت سے سخت سزا دی جائے، چنانچہ چند احادیث شیعہ مذکور ہو چکی ہیں، چند اور سن لیجئے۔

(۱) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''وہ ہماری جماعت سے خارج ہے جو متعہ کو حلال نہیں سمجھتا،، (خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۵۱)

(۲) ایک شخص نے حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ میں نے قسم کھائی کہ متعہ نہیں کروں گا، اب پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ آپ ناراض ہو کر

فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے رُوگردانی کی قسم کھائی ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی کرتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہوتا ہے۔

مصنف خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۱ اس روایت کو نقل کر کے لکھتا ہے:

بنابریں روایت هر که متعه نه کند دشمن خداتعالیٰ باشد۔

یعنی اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو متعہ نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

اس کے بعد اہل سنت یعنی منکرین متعہ کو زجر وتوبیخ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

پس آیاحال منکر اِن او چه باشد۔

یعنی جب متعہ کا قائل ہو کر بھی متعہ نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے، تو پھر اس غریب مسلمان پر کتنا غضبِ خداوندی ہوگا، جو متعہ کا منکر ہے۔

(۳) حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ صحیح روایت منقول ہے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ ابھی میرے ہاں جبرئیل (علیہ الصلاۃ والسلام) تشریف لائے ہیں اور فرمایا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ آپ کو سلام کے بعد فرماتا ہے کہ آپ اپنی امت سے فرمادیجئے کہ وہ متعہ کریں اس لئے کہ متعہ نیک لوگوں کی سنت ہے، ورنہ سن لیجئے کہ آپ کا جو امتی قیامت کے دن میرے ہاں حاضر ہوگا اور اس نے متعہ نہ کیا ہوگا تو اس کی تمام نیکیاں چھین لی جائیں گی۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سن لیجئے! مومن شیعہ جب صرف ایک درہم چار آنہ متعہ میں خرچ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے ہاں دوسری نیکیوں میں ہزار درہم کے خرچ سے یہ خرچ بہتر واعلیٰ ہے۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سن لیجئے کہ بہشت میں چند مخصوص حوریں بیٹھی ہیں جو صرف متعہ کرنے والوں کو نصیب ہوں گی، ان کی طرف باقی کسی کو دیکھنے تک بھی نہ دیا جائے گا۔

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب کوئی متعہ کی بات چیت کسی عورت سے طے کرتا ہے، اس کی شان اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ وہیں پر ہی اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اور ساتھ ہی وہ متاعی عورت بھی بخشی جاتی ہے، بلکہ ہاتف غیبی اُسے ندا دیتا ہوا مبارک پیش کرتا ہے:

"اے مرد قلندر شاہ باش! تیرے تمام گناہ بخشے گئے، نیکیاں اتنی دی گئیں کہ تو گننے سے عاجز آ جائے گا، اور وہ عورت جو حساب متعہ طے کر کے معاف کر دیتی ہے تو اس کی کمائی ٹھکانے لگ گئی، اس لئے کہ اس کی ہر چونی پر قیامت میں اسے چالیس ہزار نور کے شہر ملیں گے (گویا بہشت میں وہ ملکہ الزبتھ کا عہدہ سنبھالے گی) اور ہر چونی کے بدلے دنیا و آخرت میں ستر ہزار مرادیں پوری کی جائیں گی (پھر تو متعہ کی سودے بازی سے شیعہ عورتیں قابل رشک ہیں، کہ حج کرنے پر بھی اتنی مرادیں نہ پاسکیں، جو متعہ کی خرچی معاف کرنے پر پائی) اور ہر چونی کے عوض اس کی قبر پر نور ہوگا۔

یعنی مرنے کے بعد قبر نُورٌ عَلٰی نُور ہو جائے گی، متعہ پاک کے صدقے شیعہ عورت کا بیڑہ پار ہی پار اور ہر چونی پر قیامت میں اس عورت کو ستر ہزار بہشتی اور نورانی پوشاک پہنائی جائے گی، باقی اور کیا چاہئے؟ شیعہ عورت بڑی خوش قسمت ہے کہ چار آنے پر اس کے لئے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ اس عورت کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

(کذا فی خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۳)

ف) میرے خیال میں یہ فرشتے وہ ہوں گے جو متعہ سے پیدا ہوئے اس لئے کہ پاک بی بی کی مغفرت کے لئے بھی ایسے ہی پاک فرشتے چاہئیں، بہر حال متعہ شیعہ کے لئے ایک مقدس اور بلند مرتبہ عمل ہے، اور سچ پوچھو تو اسی پاک عمل کی

برکت ہے کہ جس سے شیعہ مذہب ترقی کرتا ہے اور اس میں داخل وہی لوگ ہوتے ہیں جن پر شہوت کا بھوت سوار ہو، آزمانا ہو تو عاشوراء کے دنوں میں خوش منظر ملاحظہ فرمائیں۔

حرفِ آخر

مذکورہ بالا بیانات ہر ذی فہم کی متعہ سے نفرت وطبعی کراہت کے لئے کافی ہیں لیکن تسلی کے لئے متعہ کی حرمت کے دلائل قرآن وحدیث کی روشنی میں بھی ضروری ہیں، اس لئے ہم چند دلائل قرآن وحدیث سے پیش کرتے ہیں۔ بیدہ التوفیق للھدایۃ والصواب۔

باب اول

حرمتِ متعہ کے دلائل از کتاب اللہ

قرآن کریم نے اپنی تفہیم کے جو اُصول مقرر کیے ہیں اُن کو ظاہر کر دیا جائے تاکہ انہیں اصول کی رو سے آیات قرآنی کے معانی کیے جائیں۔

قاعدہ کا نمبر ۱:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ○

ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔ (یوسف/۲)

یعنی قرآن شریف کے الفاظ بلحاظ لغت انہیں معنوں میں استعمال کیے گئے ہیں جن معنوں میں کہ یہ الفاظ بوقت نزولِ قرآن استعمال کیے جاتے تھے، الفاظِ قرآن وعربی زبان میں حقیقت ومجاز استعارہ وکنایہ، تشبیہ وتمثیل وغیرہم کے اظہار میں یکساں طور پر استعمال ہوئے ہیں ورنہ ''لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ'' بے معنی فقرہ ہے۔

قاعدہ نمبر ۲:

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا○

اور اگر یہ (قرآن) سوائے اللہ کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بے شمار اختلاف ہوتا۔ (نساء/۸۲)

یعنی اللہ پاک کے کلام میں تنقیص فی الاحکام نہیں ہوسکتا اور اگر کہیں غلط

تاویل بھی کی جائے تو خود قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہوں پر اس کی مصلح آیات رکھ دی ہوئی ہیں، جن کی مدد سے غلطی کا ازالہ اور رفع تنقیص کیا جاتا ہے اور یہی معنی ''اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ'' کے ہیں، وگرنہ حق تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کے واسطے مسلح فوج تو رکھی نہیں ہوئی، اگر حفاظ کے ذریعہ سے الفاظ کی حفاظت چلی آتی ہے تو معانی کی حفاظت کے لئے خود قرآن میں مصالحہ موجود نہ ہو تو یہ لفظی حفاظت دراصل کچھ حفاظت نہیں اور اللہ کے محافظ ہونے پر اسی طرح حرف آئے گا جس طرح تحریف بالالفاظ سے آ سکتا ہے کیوں کہ معانی دونوں طرح زائل ہو جاتے ہیں، خواہ تحریف باللفظ ہو یا تحریف بالمعنی، القصہ جہاں کہیں کسی آیت کے معانی میں اختلاف وارد ہو تو لغت عربی اور دیگر آیات کی مدد سے اس اختلاف کی اصلاح کرنی چاہیے۔

قرآنی دلائل

(۱) اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم سورۂ نساء کے شروع میں بایں الفاظ صادر فرمایا ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ○ وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ (نساء/۳،۴)

پس نکاح کرو جو عورتوں میں سے تمہیں پسند آئیں، دو دو، تین تین، چار چار، پھر اگر تم کو اندیشہ ہو کہ ایک سے زیادہ بیبیاں نکاح کرنے کی صورت میں تم انصاف نہیں کر سکو گے تو بس ایک ہی عورت سے نکاح کرنا یا جو لونڈی تمہارے قبضہ میں ہو اس پر قناعت کرنا، ناانصافی سے بچنے کے لئے یہ تدبیر زیادہ ترقرین مصلحت ہے، اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے ڈالو۔

یہ آیت پڑھ کر ذیل کے سوالات قدرۃً دل میں پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) کیا دنیا بھر میں جو آزاد عورتیں ہیں خواہ وہ ہماری رشتہ دار ہیں یا غیر رشتہ

دار، ان سب سے بلا امتیاز ہمیں نکاح کے لئے انتخاب کا حق حاصل ہے، یا ان میں سے بعض ہماری حدودِ انتخاب سے خارج بھی ہیں۔

مہر دینا کب لازم آتا ہے اور کس قدر؟

(۲) نمبرا۔ کی نسبت حق تعالیٰ از قبیل تخصیص بعد تعیم صریح آیات کے ذریعہ ان عورتوں کا ذکر تفصیلاً کر دیتا ہے جس سے ہم نکاح نہیں کر سکتے قولہ تعالیٰ:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ .... وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ○ (نساء/۲۳، ۲۴)

حرام کر دی ہیں اللہ تعالی نے تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں .... وغیرہم اور ان حرام شدہ عورتوں کے علاوہ عورتیں تم پر واسطے نکاح کے حلال ہیں، بشرطیکہ ان کو مال خرچ کر کے حاصل کرو اور احصان کرنے والے ہو نہ کہ اسفاح کرنے والے۔

یعنی قید نکاح میں لانے کے لئے تم پر حلال ہیں، نہ اس لئے کہ تم محض ان سے شہوت رانی کرو، پس سوال اول کا جواب یہ ہے کہ ان حرام شدہ عورتوں کے علاوہ زمانہ بھر کی آزاد عورتیں ہم پر حلال ہیں اور ہم ان سے شرعی طور پر نکاح کر سکتے ہیں (مگر غیر مسلم کو مسلمان کر کے)

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن،، میں دیکھئے!

سوال نمبر۲ کا جواب بھی از قبیل تخصیص بعد تعیم ہے۔

سورۂ بقرۃ سورۂ نساء میں علی الترتیب یوں ہے۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ...... ○

جب تم اپنی منکوحات سے فائدہ اٹھا لو یعنی مقاربت حاصل کر لو تو ان کے مقرر کردہ مہر پورے ادا کرو۔ (نساء/۲۴)

نیز فرمایا:

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ ۝ (بقرہ/ ۲۳۷)

اگر منکوحہ عورتوں کو ان سے مقاربت کئے بغیر طلاق دے دو تو ان کا مہر جو مقرر ہو چکا ہے، اس سے نصف کو ادا کر دو، لیکن اگر صورت ایسی ہے کہ کوئی مہر مابین فریقین مقرر نہیں ہوا تھا تو بحکم عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ مرد اپنی حیثیت کے مطابق کچھ دے دے۔

مذکورہ بالا دو سوالوں اور ان کے جوابوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خلاصہ کلام یہ ہوا کہ لونڈیوں کے علاوہ دنیا بھر کی آزاد عورتیں (ماسوائے محرمات) ہم پر نکاح کے لئے حلال ہیں، (بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں، غیر مسلمہ سے نکاح حرام ہے) اور ان حلال شدہ عورتوں کے ساتھ سوائے نکاح کے ہمیں مقاربت کا کوئی حق نہیں۔ پھر نکاح کے پیچھے اگر ہم انہیں طلاق دیں تو اگر ہم نے ان سے جماع کیا ہے تو پورا مقرر کردہ مہر ورنہ نصف مہر دینا واجب آتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ...... وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ۝ (مؤمنون/ ۱تا۷)

تحقیق مراد والے اپنی مراد کو پہنچ گئے ...... اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی عورتوں اور اپنی لونڈیوں سے کہ ان میں ان کو کچھ الزام نہیں ہے لیکن ان کے علاوہ جو کسی اور کے طلبگار ہوں تو وہی لوگ حدود شرع سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سوائے منکوحات و مملوکات کے اور کسی عورت کے سامنے ہمیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت لازم ہے جو اس کے خلاف عمل کرے وہ خدا کا باغی ہے۔ اس آیت کریمہ میں "فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ○"، بالخصوص غور طلب ہے، یہی ایک فقرہ حرمت متعہ کے لئے ناقابل تردید سند ہے۔ اس فقرہ میں "فا"، حرف تعقیب بطور تفریع کے استعمال ہوا ہے، اور چونکہ یہ "من"، اسم موصول پر لگا ہوا ہے، اس لئے جملہ مابعد کی جو فرع ہے اپنے جملہ ماقبل سے جو اس کا اصل ہے، مربوط کرتا ہے "ذلک"، اسم اشارہ مفرد ہے، جس کا مشار الیہ بلحاظ معانی کے وہ کام ہے جس کا ذکر قبل آ چکا ہے، یعنی حفاظت فرج از زنان بغیر از ازواج و مملوکات، پس اس فقرہ کے معنی ہوئے کہ جو شخص اپنی منکوحات و مملوکات کے علاوہ کسی اور عورت سے مقاربت کرتا ہے، وہ یقیناً شرعی حدود کو توڑنے والا ہے، جس کی سزا بہ مطابق حکم باری تعالیٰ۔

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ○

اور جو اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پھلانگے تو وہی ظالم ہیں۔ (بقرہ/۲۲۹)

اور ظالموں کی سزا سوائے جہنم کے اور کیا ہو سکتی ہے۔

سوال ۱: زن ممتوعہ بھی ازواج میں شامل ہے کیوں کہ زوجہ دو طرح کی ہوتی ہے، ایک دائمی جس میں میراث نفقہ و طلاق ہے، اور ایک منقطع کہ جس میں یہ اوصاف نہیں ہوتے، لیکن کہتے اس کو زوجہ ہی ہیں جیسے صلوٰۃ کئی طرح کی ہوتی ہے (ایک وہ جس میں اذان واقامت اور جماعت ہے، اور ایک وہ جس میں یہ اوصاف نہیں ہوتے لیکن کہتے دونوں کو صلوٰۃ ہی ہیں۔

(برہان المتعہ وغیرہ)

جواب: جہاں کہیں اللہ پاک نے لفظ "زوجہ"، یا "ازواج"، قرآن پاک

میں استعمال کیا ہے، اس کے معانی منکوحہ یا منکوحات کے سوائے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتے، چنانچہ ملاحظہ ہو۔

يَآ آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ ○

اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔ (اعراف/ ۱۹)

حضرت حوا جناب ابو البشر حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی زنِ منکوحہ تھیں نہ کہ ممتوعہ کیوں کہ آپ دائمی زوجہ تھیں، نہ کہ وقتی بیوی کہ "ہر مقامے و ہر زنے کے مطابق تبدیل ہوتی رہی ہوں۔

(۲) يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ (احزاب/ ۲۸)

اے نبی اپنی عورتوں سے کہہ دو الخ......

یہ امر متفق علیہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک صحبت میں کوئی زنِ ممتوعہ نہ تھی، جملہ اَزواجِ مطہرات بذریعہ نکاح اُن کی زوجیت میں آئی تھیں، شیعہ صاحبان آں جناب کی کسی ایسی زوجہ کا نام پیش کریں جو صیغۂ متعہ کے ذریعہ سے زوجۂ منقطعہ بنی ہو۔

(۳) زَوَّجْنٰكَهَا (احزاب/ ۳۷)

اے نبی ہم نے اس عورت کو تیری زوجہ بنادیا ہے۔

کیا حضرت زید کی مطلقہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہ زن ممتوعہ تھیں یا بذریعۂ نکاح سلسلۂ زوجیت میں آئی تھیں۔

(۴) "أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ "، (احزاب/۵۲)

کہ اپنی ازواج میں سے تبدیل کرو

اس جگہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منکوحات کا ہی ذکر ہے، نہ کہ ممتوعات کا جو کبھی آپ نے اپنی نفس پر حلال نہیں کیں۔

(۵) وَ اَصۡلَحۡنَا لَہٗ زَوۡجَہٗ (الانبیاء/۹۰)

حضرت زکریا کے لئے ہم نے اس کی بیوی کو دُرست کر دیا۔

کیا حضرت زکریا بھی آج کل کے اَبوالہوسوں کی طرح سفری بیویاں رکھا کرتے تھے جن میں سے ایک کی شفایابی کی خوشخبری جناب باری تعالیٰ کے ہاں سے نازل ہوئی ہے۔

ان سب مثالوں سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ زوجہ جس کا ذکر قرآنِ کریم میں آیا ہے، اس کا اطلاق صرف منکوحہ پر ہی ہوسکتا ہے اور بس، بیچاری ممتوعہ کسی طرح بھی ازواج کے زمرہ میں داخل نہیں ہوسکتی خواہ روافض کے وضاعی دماغ لاکھ طرح کی تاویلیں اختراع کریں۔

جواب: (۲) فرقان حمید نے چند لوازماتِ زوجیت مقرر فرمائے۔

(۱) میراث (۲) طلاق (۳) عدت اور نفقہ (۴) گواہ (۵) اعلان واشتہار وغیرہ۔

(۱) میراث:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَکُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَکَ اَزۡوَاجُکُمۡ ط (نساء/۱۲)

اور تمہارے لئے جو تمہاری بیویاں چھوڑیں اس کا نصف ہے۔

یہ تو ہے سندِ نسبت توارثِ فیمابین فریقین نکاح اور سند نسبت توارث فی الاولاد یہ ہے:

لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ط (نساء/۱۱)

لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے، اس کے برعکس علمائے متعہ کا فتوی

"لَیس بینھمامیراث اشترط اولم یشترط"،

فروع کافی جلد کتاب اول صفحہ ۱۹۳ اور مختصر نافع صفحہ ۸۶ میں ہے۔

ولا ینبت بالمتعۃ میراث۔

اورالروضۃ البھیہ میں ہے:

ولا توارث بینھما۔

اورضیاء العابدین صفحہ ۲۹۱/ اور جامع عباسی میں ہے۔

ولیس بینھما میراث۔

اور مصباح المسائل صفحہ ۲۴۱/ میں بھی یہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ فریقین متعہ کے درمیان میراث نہیں ہے، خواہ اس کے متعلق شرط ہو یا نہ ہو۔

(۲) طلاق:

اگر زن و شوہر میں باہم نا اتفاقی رہتی ہو یا کسی اور وجہ سے شوہر اپنی منکوحہ سے علیحدہ ہونا چاہے تو اُسے حکم ہے کہ بذریعہ طلاق اُسے علیحدہ کردے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ (بقرہ/۲۳۱)

ان کو اچھے طریقہ سے روک لو!

لیکن زنِ ممتوعہ کی علیحدگی کے لئے طلاق کی ضرورت ہی نہیں ہے کیوں کہ انقطاعِ میعاد متعہ ہی بمنزلہ طلاق کے سمجھی جاتی ہے۔

چنانچہ جامع عباسی صفحہ ۱۳۵/ اور روضۃ البھیہ میں ہے:

ولا یقع بھاطلاق بل تبین بانقضاء المدۃ

اور مختصر نافع صفحہ ۸۶/ میں ہے:

ولا یقع بالمتعه طلاق الخ

اور باقر مجلسی فقہ کی کتاب الفراق میں لکھتے ہیں:

پنجم آنکہ نکاح دائمہ باشد، پس واقع نشود طلاق در متعہ۔

اور اسی طرح تحفۃ العوام صفحہ ۴۸۹ میں ہے:

(۳) عدت:

عدت کا حکم آیہ کریمہ "اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ"، (طلاق/۱) سے صاف ظاہر ہے اور مدّتِ عدّت طلاق کی صورت میں حائضہ کے لئے تین حیض "وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ"، (بقرہ/ ۲۲۸) اور غیر حائضہ کی صورت میں تین ماہ مقرر ہے "وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ الخ ...... (سورۂ بقرہ/۲۳۴) بشرطیکہ وہ حاملہ نہ ہو کہ اس صورت میں وضع حمل مدت عدت ہے۔ "وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ ......" (سورہ طلاق/۴) سے ثابت ہے۔

اب فرقہ شیعہ کی دُرفشانی ملاحظہ ہو، کافی الکلینی صفحہ ۱۹۴ جلد ۲ میں ہے:

خمسة اربعون یوما ☆ پنتالیس دن/ ۴۵

اور تحفۃ لعوام صفحہ ۴۹۲/ اور جامع عباسی صفحہ ۱۳۵/ مین ہے:

دوئم زنانے کہ ایشاں را بعقد متعہ دخول کردہ باشد چہ عدت ایشاں دومرتبہ از حیض پاك شدن است۔

یعنی وہ عورت جس سے متعہ کے ساتھ دخول ہو چکا ہو اس کی عدت دوبار حیض سے پاک ہونا ہے۔

اگر متعہ حکم شرعی ہے اور زن متعہ واقعی زوجہ شرعی ہے تو باوجود نص قطعی "ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ اور ثَلٰثَةَ اَشْهُرٍ" (طلاق/۴) کے اور کوئی حکم صادر کرنے کی سوائے ان کی دین فروشی کے اور کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی، ثلاثۃ کے لفظ سے بوجہ اس کے کہ یہ خلفاءِ ثلاثہ

کی یاد دلانے والا ہے، ان کو طبعاً و ایماناً نفرت ہے، گویا جیسے زنا میں ہوتا ہے کہ کام نکلنے کے بعد یہ جا وہ جا، یہاں بھی ایسے ہے کہ متعہ میں عدت کا سوال ہی کیا۔

چنانچہ کافی صفحہ ۱۹۳/ میں ہے:

حضرت امام صاحب سے ممتوعہ کا سوال ہوا کہ کیا اس پر کوئی عدت بھی ہے تو آپ نے فرمایا: لَا عِدَّةَ لَهَا عَلَيْكَ۔ تجھ پر اس کے لئے کوئی عدت نہیں۔

۴۔ نفقہ:

نکاح کے بعد شوہر اپنی زوجہ کو خرچ دینے کا ذمہ دار ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ" (نساء/۳۴)

اور اس وجہ سے کہ وہ اپنے مال سے خرچ کرتے ہیں۔

لیکن شیعہ مذہب میں ممتوعہ عورت کا کوئی خرچ نہیں، بس وہی جو خرچی دی گئی وہی کافی ہے، جیسے کنجری کے کوٹھے پر جانے سے اسے مقرر کردہ رقم کے بعد خرچ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، اسی طرح ممتوعہ کے متعلق شیعہ مذہب کا قانون ہے۔

چنانچہ ضیاء العابدین صفحہ ۲۹۱ میں ہے:

متعہ میں نکاح کے طور پر نان ونفقہ لازم نہیں، اگر شرط کرے تو متعہ کی مدّت تک نان ونفقہ بھی واجب ہے، اور وُجوب بھی اس کنجری سے زنا کی شرط کی طرح ہے کہ وہ اپنے یار دوست سے کہے کہ جب آ ؤ آم کا ٹوکرا لیتے آنا یا کھجور، انار، انگور وغیرہ ورنہ میرے ہاں آنے کا خیال نہ کرنا، اب مجبوراً جانے والے کو لے کر جانا پڑتا ہے، اسی طرح متعہ کنندہ شیعہ شوہر اپنی ممتوعہ زوجہ کا حال سمجھے۔

(۵) گواہ:

شرعی نکاح میں دو گواہ بھی ضروری ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ" (طلاق/۲)

اور دو نیک عادل گواہ ضروری ہیں۔

لیکن شیعہ کے متعہ میں یہ بھی نہیں چنانچہ حوالہ جات گزرے ہیں، بلکہ ملا باقر مجلسی نے رسالہ فقہ میں یہاں تک لکھ دیا، کہ متعہ میں وکیل اور نکاح خواں کی بھی ضرورت نہیں، ضرورت ہو بھی کیوں جبکہ ان کا یہ معاملہ سمجھوتہ کے طور اندرونِ خانہ طے ہو چکا ہے، بتایئے زنا میں کیا یہی سمجھوتہ نہیں ہوتا؟

(۶) اعلان:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اَعْلِنُوا النِّكَاحَ بِالدُّفُوْفِ "

نکاح میں دف بجا کر خوب شہرت کرو۔

لیکن متعہ جتنا خفیہ ہو گا، اتنا مفید تر ہو گا۔

چنانچہ تہذیب الاحکام باب النکاح میں ہے:

"لیس فی المتعۃ اشتہار واعلام"

متعہ میں اشتہار و اعلان کی ضرورت نہیں۔

۷) ایلاء:

یعنی عورت کے پاس نہ جانے کی قسم کھالینا، اگر اس مدت کے اندر عورت سے جماع کرے تو کفارہ یمین ادا کرے، ورنہ عورت پر طلاق بائنہ ہو جائے گی اور یہ صورت متعہ میں پیدا ہو سکتی ہی نہیں بلکہ متعہ تو ٹھیکہ پر چند لمحات کے مزے لوٹنے کی غرض پر ہوا ہے، اس میں بھی قسم کھائے کہ میں عورت کے پاس نہیں جاؤں گا، یہ کوئی بیوقوف اور پاگل کر سکتا ہے، ورنہ سمجھدار شیعہ تو ایسا نہیں کرے گا۔

(۸) ظہار:

یعنی اپنی عورت کو ماں بہن کی مانند کہنا یہ بھی نکاح میں ہوسکتا ہے، متعہ میں ہوتا ہی نہیں کیوں کہ جتنا اس ظہار کے کفارہ کا بوجھ ہے، وہ شیعہ کے اٹھانے کا نہیں مثلاً بندہ آزاد کرنا یا دو ماہ مسلسل روزہ رکھنا یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا۔

(۹) احصان:

مرد کا شادی شدہ ہو کر عورت سے جماع یا خلوتِ صحیحہ ہو، ایسے آدمی سے کہیں زنا ثابت ہو تو اسے سنگسار کرنا ہوتا ہے، ورنہ سو کوڑے، خدا نہ کرے ایسی صورت متعہ میں پیدا ہو جائے تو شیعہ متعہ کا اظہار تک نہ کرے گا کہ کہیں سنگسار نہ ہو جاؤں، فلہٰذا احصان بھی متعہ میں نہیں ہوتا۔ (نوٹ: شادی کے ساتھ مرد و عورت کا صحبت کرنا یا خلوتِ صحیحہ پانا انہیں محصن کر دیتا ہے)

(۱۰) لعان:

یہ بھی نکاح میں ہوتا ہے، متعہ میں نہیں مثلاً کسی کو اپنی عورت کے متعلق شبہ یا یقین ہے کہ اس نے کسی سے زنا کرایا ہے اور گواہ بھی نہیں تو لعان کرنا ہوتا ہے اور متعہ تو خود بھی زنا ہے اس پر لعان کا ہونا کہاں !!!

نتیجہ یہ نکلا

کہ ازرُوئے اسلام زوجہ وہی ہے جس کے لئے مذکورہ بالا احکام مرتب ہوسکیں، جب مذکورہ بالا احکام کا ترتب صرف نکاح میں ہوتا ہے، اور متعہ میں نہیں فلہٰذا قاعدہ مشہور "اذاثبت الشیء ثبت بلوازمہ"، جب کوئی شئے ثابت ہوتی ہے، تو

وہ اپنے لوازم سے ثابت ہوتی ہے، اپنے لوازم مذکورہ سے نکاح تو ثابت ہو گیا، لیکن متعہ میں نہ لوازم ہیں، نہ اسے نکاحِ حلال کہا جا سکتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ متعہ نکاح نہیں بلکہ زناءِ محض ہے۔

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہو گیا کہ متعہ نکاح نہیں بلکہ زناءِ محض ہے، نکاح کی شرائط یا علامات میں سے کوئی شرط یا کوئی علامت بھی متعہ میں نہیں، جب نکاح نہیں تو لازماً ثابت ہوا کہ وہ زنا ہے اور یہی ہم کہتے ہیں۔

شیعوں کے اعتراضات اور ان کا رد

اب شیعوں کے وہ اعتراضات اور ان کے جوابات جس سے وہ متعہ کے جواز پر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں، لکھے جاتے ہیں:

سوال: میراث، نفقہ وطلاق زوجہ کو زوجہ ہونے کی حیثیت سے حاصل نہیں ہیں بلکہ باعتبار رضامندی وتابعداری شوہر اور نہ مخالف ہونے اس کے دین کے ہیں، اس لئے کہ اگر عورت کافرہ ہو جائے تو میراث شوہر کی نہیں پاتی اور اگر شوہر کو ناراض رکھے تو اس کا نفقہ بھی شوہر سے ساقط ہو جاتا ہے، اور اگر مرتدہ ہو جائے تو بے طلاق کے بائن ہو جاتی ہے۔

جواب: میراث وغیرہم زوجہ کے شرعی حقوق میں، جو بوجہ قید نکاح میں آنے کے اس کو حاصل ہوتے ہیں، اور سوائے ان استثنائی موانعامات کے وہ ان حقوق سے کبھی محروم نہیں ہو سکتی، استثناء کو قاعدہ کلیہ کا ناسخ قرار دینا شیعہ دماغ ہی کا شیوہ ہو سکتا ہے۔ اس مضمون کو دوسرے طریقہ پر اس طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ اگر منکوحہ کافرہ بھی نہ ہو اور شوہر کی نافرمانی بھی نہ کرے تو وہ یقیناً مؤخر الذکر حالت میں بصورتِ انکار منجانب شوہر اور مقدم الذکر حالت میں بر وفاتِ شوہر بذریعہ عدالت نان ونفقہ بھی

لے سکتی ہے، اور میراث بھی حاصل کر سکتی ہے، لیکن اس کے برعکس اگر ممتوعہ مومنہ بھی رہے اور تابعداری بھی کرے تب بھی اُسے میراث ونفقہ کا حق حاصل نہیں ہوتا، کیا ایک یومیہ اُجرت پر کام کرنے والا مزدور اور سرکاری قابل پنشن آسامی کا مستقل ملازم دونوں مساوی الحیثیت ہو سکتے ہیں؟ مزدور کیسا ہی اچھا کام کرنے والا ہو، وہ پنشن کا مستحق نہیں ہو سکتا خواہ وہ تمام عمر یومیہ اُجرت کے کام پر ایک ہی شخص کی خدمت میں بسر کردے لیکن اِس کے برعکس سرکاری ملازم یقیناً پنشن کا حق دار ہے، بشرطیکہ اُس سے غیر معمولی طور پر کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے جس کی وجہ سے وہ ملازمت سے برطرف ہو کر اپنے حقوقِ پنشن ضائع کر دے، اسی طرح پسر شرعی اگر اپنے باپ کو قتل کر دے یا کافر ہو جائے تو وہ محروم الارث ہو جاتا ہے تو کیا اس کے یہ معنی ہو جا سکتے ہیں کہ نسب سبب توارث نہیں بلکہ بیٹے کی نافرمانبرداری اور دیانت داری سبب توارث ہے، فرقان حمید تو ایسی لغو توجیہ کے لئے فرماتا ہے:

"یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ"(نساء/۱۱)
اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

اب یہ فیصلہ کرنا اربابِ بصیرت کے لئے ہے کہ حکم خدا کو قطعی سمجھیں یا شیعہ توجیہ کو۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب ممتوعہ کو بالاتفاق، یہ حقوق حاصل نہیں تو بوجہ انتفاءِ احکام ولوازمِ زوجیت وہ زوجہ شرعی باقی نہیں رہی اور جب زوجۂ شرعی نہیں رہی، تو متعہ باطل ہو گیا۔

سوال: اہل سنت کی کتابوں میں زنِ ممتوعہ کو زوجہ اور منکوحہ بیان کیا ہے، بخاری میں لکھا ہے:

"تُزَوَّجُ الْمَرْءَةُ بِالثَّوبِ اِلٰی اَجَلٍ"

زوجہ بناتے تھے ہم عورت کو ساتھ کپڑے کے مدّتِ معین تک۔

اور تاریخ طبری (یہ دراصل شیعوں کی کتاب ہے) میں لکھا ہے:

تَزَوَّجَ زُبَیْرٌ اَسْمَاءَ بِنِکَاحِ الْمُتْعَةِ☆

زوجہ کیا زبیر نے اسماء کو نکاحِ متعہ کے ساتھ۔

پس پہلی حدیث سے زنِ ممتوعہ کا زوجہ ہونا ثابت ہوا، اور دوسری حدیث میں منکوحہ ہونا ثابت ہوا۔ (تنبیہ المنکرین)

جواب: معترض یقیناً عقل کا دشمن ہے، ورنہ بیوقوف بھی سمجھ سکتا ہے، یہ الفاظ بمعنی مجاز استعمال ہوئے ہیں نہ بمعنی حقیقت، اگر ان کا استعمال بمعنی حقیقت تصور کیا جائے، تو (کافی جلد۲ کتاب اول صفحہ۲۳۴) پر جو یہ احادیث بزبانی ائمہ کرام درج ہیں "نَاکِحُ الْیَدِ مَلْعُوْنٌ وَمَلْعُوْنٌ مَنْ نَکَحَ بَهِیْمَةً"، کیا ان کے رُو سے مشت زنی اور حیوان بازی میں بھی نکاح بمعنی حقیقت ہیں؟ کیا معترض صاحب ازراہ کرم بتلا سکتے ہیں کہ مشت زنی میں کون صدر المفسرین اور حیوان بازی میں کون زبدۃ الواعظین صیغہ نکاح پڑھاتے ہیں؟

دلیل نمبر (۳)

حق تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ط (نساء/۳)

اگر تمہیں خوف ہو کہ ایک سے زیادہ عورتوں میں) انصاف نہ کرسکو گے، تو ایک ہی عورت پر قناعت کرو یا لونڈیاں (کافی ہیں)

اس جگہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے بخوفِ اسقاطِ عدل ایک منکوحہ عورت کرنے یا صرف لونڈیاں رکھنے کا حکم دے کر خاموشی اختیار کی ہے اور کسی تیسری قسم کی

مقاربت کا ذکر نہیں کیا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے سواء اور کسی قسم کی مجامعت شرع میں جائز نہیں ہے حالانکہ یہ مقام اس امر کا مقتضی تھا، کہ وہ تمام صورتیں یہیں ذکر کی جاتیں کہ جن میں ناانصافی محال الوقوع ہے، ممتوعات کا ذکر اس جگہ اشد ترین ضروری تھا، کیوں کہ یہی ایک صورت ایسی ہے کہ جس میں ناانصافی ناممکن الوقوع ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ممتوعہ عورت کا بعد وصولی معاوضہ جو اسے ہر حالت میں پیشگی دیا جانا شرائط متعہ سے ہے، اور کسی قسم کا حق مرد پر باقی نہیں رہتا، اور جہاں کوئی حق نہ ہو وہاں حق تلفی بے معنی چیز ہے، حالانکہ اس کے برعکس ایک ہی منکوحہ عورت یا لونڈیوں کی صورت میں بھی ان کے کچھ نہ کچھ حقوق بذمہ شوہر واجب ہوتے ہیں جن کے ترک کرنے سے شوہر پر ظلم کا اطلاق ہوسکتا ہے، پھر اس آیت کا آخری حصہ "ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا" بالخصوص قابل توجہ ہے جس کے معنی یہ ہیں، یہ (صورت) قریب ترین ہے کہ تم ناانصافی سے بچو یعنی اس کے سوائے کوئی اور بہترین تدبیر ناانصافی سے بچنے کے لئے نہیں ہے۔ ذالک کا مشارٌ الیہ ماقبل مذکور ہے، جس میں دو صورتیں ہیں، یعنی عورت سے نکاح کرنا اور لونڈی سے مقاربت کرنا، پس اندریں صورت سب سے مقدم ذکر اس جگہ زن ممتوعہ کا تھا، نہ کہ لونڈی کا، یہ معنی خیز سکوت اللہ پاک نے اسی جگہ اختیار نہیں، بلکہ قرآن مجید میں نکاح کے احکام جس جگہ پر بھی آئے ہیں، وہاں منکوحات کے علاوہ صرف لونڈیوں کا ہی ذکر ہے اور بس، چنانچہ ملاحظہ ہو:

(۱) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ .... وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ (سورۂ نساء/۲۳،۲۴)

حرام کی گئی ہیں واسطے نکاح کے تم پر تمہاری مائیں .... اور دوسروں کی منکوحات سوائے ان کے جو تمہاری لونڈیاں ہوں۔

(۲) یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ وَ مَامَلَکَتْ یَمِیْنُکَ ○ (سورۂ احزاب/۵۰)

اے پیغمبر ہم نے حلال کی ہیں تمہارے لئے تمہاری بیویاں جن کے تم نے مہر دیئے ہیں اور تمہاری لونڈیاں۔

اس جگہ پر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے ساتھ ایک خاص رعایت کرنا چاہتا ہے چنانچہ موخر الذکر آیت کے قریب ہی اس کا ذکر بایں الفاظ کیا گیا ہے، جو نمبر ۳ میں درج ہے:

(۳) وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَھَا خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (احزاب/۵۰)

اللہ پاک نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منکوحات اور لونڈیوں کے بغیر اور تیسری قسم کی عورت کی اگر کچھ رعایت کی ہے تو صرف اس امر میں کہ آنجناب بغیر مہر کے مومنہ عورتیں اپنے نکاح میں لے آویں، اگر متعہ ایسا ہی ثواب کا کام ہوتا، جیسا کہ شیعہ کتب میں اس کی تعریف میں ورقوں کے ورق سیاہ کئے ہوئے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باری تعالیٰ کو کون زیادہ محبوب و مرغوب تھا کہ جس کے لئے یہ نعمت اٹھا رکھی تھی۔

سوال: اس آیت میں ایک ہی منکوحہ یا لونڈی کا ذکر کر کے جو سکوت اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا ہے، اس سے لازماً یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ زنِ ممتوعہ دُرست نہیں ہے، علاوہ ازیں اس آیت میں ذکر اُن عورتوں کا ہے جن پر انتظام خانہ داری موقوف ہیں اور وہ یا زوجہ ہوتی ہے، یا لونڈی، اور زنِ ممتوعہ نہیں ہوتی بلکہ اس سے فقط رفع حاجت منظور ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر یہاں نہیں کیا (تنبیہ المنکرین)

جواب: ۔ یہ غلط ہے کہ خداوند کریم نے اسی جگہ سکوت اختیار کیا ہے، بلکہ

قرآن مجید میں جہاں جہاں نکاح کے احکامات درج ہیں وہاں زوجہ اور لونڈیوں کے علاوہ کسی تیسری صنف کا ذکر ہی نہیں ہے جیسا کہ اُوپر بیان ہو چکا ہے چونکہ زنِ ممتوعہ سے کفِ مُشت زن کا کام لیا جاتا ہے اس لئے نہ صرف اس جگہ ہی بلکہ کسی اور جگہ بھی اس بدنصیب آلۂ اخراج منی کا ذکر خداوند عزوجل نے نہیں کیا، جب قرآن مجید کی آیات ایک دوسری کی مفسر ہیں تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ایک طرف تو اللہ پاک نے متعہ کے حکم کو صرف ایک ہی جگہ اور وہ بھی نہایت ہی دبی زبان سے ادا کیا اور دوسری طرف دیگر مقامات پر ایسی آیات بیان فرمادی ہیں جن سے صراحتاً وکنایۃً اس حکم کی بلا واسطہ یا بالواسطہ تردیدوتکذیب ہوتی ہے، اگر بقول شیعہ متعہ ایک اہم مسئلہ ہے تو پھر افسوس ہے کہ اللہ تعالی ہر اہم مسئلہ کو بہت بڑے دلائل کے ذریعہ اظہر من الشمس کر دیتا ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ ذات علیم ایک ایسے اہم قانون کا جس کا اطلاق (بقول شیعہ) کم وبیش ہر مسلمان متنفس پر معمولی حالت میں ہوسکتا ہے، صرف ایک اور ایک ہی محدود جگہ پر اور وہ بھی نہایت ہی حجابانہ طور پر ذکر کرے، علاوہ ازیں چونکہ شیعہ کی کتابیں خود تسلیم کرتی ہیں کہ عقدِ متعہ فقط قضائے شہوت کی نیت سے کیا جاتا ہے'' اور زنِ ممتوعہ سے فقط رفع حاجت منظور ہوتی ہے،، تو مدعی کے اپنے اقبال کے مطابق یہ عقد ایسا نہیں کہ جس پر غیر مسافحین کا اطلاق ہو سکے، لہٰذا یہ عقدِ متعہ عقدِ قرآنی کے ان جملہ احکامات کے احاطہ سے خارج ہے کہ جن پر باری تعالیٰ نے ''اِحصان،، اور'' عدمِ اِسفاح،، کی قید لازماً مقرر فرمائی ہے، وگرنہ مجوزینِ متعہ ایک ایسا حکم قرآن سے نکال کر دکھادیں جو اِن قیود سے خالی ہو۔ لفظ'' اسفاح،، کے لغوی واصطلاحی معانی پر اگر غور کیا جائے تو اس کا مطلب سوائے قضائے شہوت کے اور کچھ ہوتا ہی نہیں، اور چونکہ بقول شیعہ عقد متعہ سے بھی مقصود قضائے شہوت ہی ہے، اس لئے عقدِ متعہ قرآنی عقد قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ یہ خالص زنا ہے۔

دلیل نمبر (۴)

خداوند کریم اپنے قرآنِ مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے:

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَايَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ (سورۂ نور/۳۳)

اور جو لوگ نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے ان کو چاہئے کہ ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

اگر متعہ جائز ہوتا تو سب سے بہتر موقع اس کے جواز کا اس مقام پر تھا مگر جناب باری تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جن کو ضرورتِ نفس تو ہے مگر نکاح کا مقدور نہیں انہیں صرف صبر کرنے کی تلقین کی ہے، اور متعہ جائز ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ غریب لوگ صبر سے کام لیں اس کا کیا مطلب ہے؟

دلیل نمبر (۵)

ایک اور جگہ پر خدائے عزوجل فرماتا ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ .... ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ .... ○ (نساء/۲۵)

تم میں سے جن کو مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی توفیق نہیں ہے وہ مسلمان لونڈیوں سے نکاح کر لیں مگر اُن کے مالکوں کی اجازت سے بشرطیکہ قید نکاح میں لائی جائیں نہ کہ تم سے بازاری عورتوں یا خانگیوں والا تعلق رکھنا چاہیں .... یہ نکاح ہمراہ لونڈی کے ساتھ اُسی کے لئے ہے جسے گناہ کر بیٹھنے کا خوف ہو اور اگر صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔

دلیل چہارم میں جو آیت نقل کی گئی ہے اُس میں تو یہی حکم تھا اور اگر کسی مسلمان مرد کو آزاد مسلمان عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی توفیق نہ ہو تو وہ اُس وقت تک صبر کرے جب تک اللہ تعالیٰ اُسے نکاح کرنے کی اِستطاعت عطا نہ کر دے مگر اس آیت میں قدرے رعایت کا پہلو مدِ نظر رکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ مسلمان آزاد عورت سے نکاح نہ کرے، تو مسلمان لونڈی سے نکاح کر لے لیکن وہ بھی صرف اس حالت میں جب کہ وہ یہ سمجھے کہ اس کا کاسۂ صبر لبریز ہو چکا ہے، اور اس سے زیادہ اگر وہ صبر سے کام لے گا تو یقیناً اُس سے اِرتکابِ گناہ صادر ہوگا، اگر متعہ بھی ایک جائز فعل ہوتا تو اس قدر صبر وضبط کی تلقین کیا معنی رکھتی ہے؟ صادر فرما دیا ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ شرعی زنا آخر خدائے پاک نے اس وقت اور کس شخص کے لئے مخصوص کر رکھا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بہرہ اندوز ہونے کی اجازت نہیں فرمائی، غرباء کو عین اس وقت بھی جب کہ انہیں زنا جیسے قبیح گناہ کر بیٹھنے کا خوف لاحق ہو، اس سے ہم خرما وہم ثواب کا لذت آشنا نہیں ہونے دیا تو پھر کیا عیاش امیروں، رئیسوں اور نوابوں کی جدت پسند شہوت رانی کے نہ سیر ہونے والے چسکے کی استحالت کے لئے یہ خوان بوقلمونی مہیا کیا ہے؟

سوال: یہ آیت فقط نکاح دائمی کے لئے نہیں ہے بلکہ نکاح اور متعہ دونوں پر مشتمل ہے کیوں کہ متعہ بھی نکاح ہی ہے گو عارضی ہوتا ہے، اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے نکاح دائمی کا حکم "وَ اُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ ...... الخ" میں فرمایا ہے اور نکاح منقطع کا آیت " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ ...... الخ" میں اور نیز چونکہ مہر عورت آزاد منکوحہ دائمہ اور منقطع کا بہت ہوتا تھا جو اکثر لوگ بوجہ تنگدستی ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی آسانی کے لئے لونڈی کا نکاح دائمی و منقطع جائز فرما دیا ہے۔

جواب (۱) شیعوں کے اعتقاد کے مطابق اگر کوئی آیت اباحت متعہ میں نازل ہوئی ہے تو وہ آیت ''فما استمتعتم بہ...... الخ'' ہی ہے اور اس آیت زیب عنوان میں نکاح کا لفظ متعہ پر استعمال نہیں کیا گیا، اس لئے متعہ کو کھینچ تان کر نکاح کے تحت میں لانا قرآن سے استہزاء ہے، اس لئے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی عورتوں سے فائدہ اٹھانا حلال ٹھہرایا ہے اس کے ساتھ قید احصان کی ہے یعنی عفت قائم رکھنا و راسفاح یعنی شہوت رانی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ اس کی مثالیں فقیر نے عرض کردی ہیں، اور فقیر نے عرض کیا ہے کہ شیعہ کے نزدیک متعہ والی عورت میں احصان حاصل نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ شیعہ متعہ کو احصان کا سبب نہیں مانتے اور نہ ہی متعہ سے زنا کی حد رجم (سنگساری) جاری کرتے ہیں اور متعہ والے مرد کا مسافح ہونا بھی ظاہر ہے، کہ متعہ سے غرض ہے منی کا بہانا اور منی کا برتن خالی کرنا ہے، اور بس نہ خانہ داری اور نہ بچے پیدا کرنا اور نہ حمایت عزت و ناموس وغیرہ۔

جواب: (۲) یہاں پر استمتاع کے معنی متعہ کرنا نہیں بلکہ لغوی معنی ہے فائدہ حاصل کرنا یعنی جماع چنانچہ اس فاء تعقیب لانے سے واضح ہوتا ہے کہ فاء کا جب تک ماقبل سے تعلق نہ ہو اس کا استعمال ہوتا ہی نہیں اور ابتداء کلام میں یہ بالکل واقع نہیں ہوتی اور ماقبل سے تعلق پیدا کیئے بغیر کلام الٰہی بے ربط اور مہمل ہوجاتا ہے جس کی مزید تفصیل عرض کردی گئی ہے۔

سوال: متعہ کی حلت تو ''فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ'' (نساء/۳) سے بھی ثابت ہوتی ہے کیوں کہ نکاح متعہ کو بھی محیط ہے۔

جواب: اگر آیت ''فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ...... الخ''، میں بھی نکاح محیط متعہ ہے تو چار ممتوعہ عورتوں سے زیادہ کے ساتھ عقد متعہ ناجائز ہونا چاہئے، حالانکہ شیعہ عقائد کے مطابق ''ممتوعات کی تعداد لاانتہاء ہے۔ جیسا (تنبیہ المنکرین

صفحہ۲۷ اور نیز کتاب الاعتقادات ابن بابو بیہ کے باب النکاح میں) نکاح کو متعہ سے بالکل علیحدہ ذریعہ حلت نساء سمجھا گیا ہے، چنانچہ مرقوم ہے:

”اسباب حل المراة عندنا اربعة: النكاح وملك اليمين والمتعة والتحليل......الخ،،

عورتوں کی حلت کے اسباب ہمارے نزدیک چار ہیں۔ نکاح، قبضۂ ملک (لونڈیاں) متعہ اور تحلیل ہیں۔

اور پھر فروع کافی جلد۲ کتاب اول کے صفحہ۱۹۱ پر یہ روایت زرارہ بن اعین سے مروی ہے:

”قلت: ما يحل من المتعة؟ قال: كم شئت،،

میں نے کہا: متعہ کتنی عورتوں سے درست ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا: جس قدر سے کرنا چاہو۔

پس نتیجہ یہ نکلا کہ یا تو نکاح کا اطلاق متعہ پر نہیں ہوتا یا ممتوعات کی لا تعدادی محض عیاشی کی خاطر وضع کی گئی ہے، اس میں تو الٹا متعہ نکاح کی نقیض ثابت ہوتا ہے، اندریں صورت جب عقد متعہ میں ایک بھی شرط عقد نکاح کی نہیں پائی جاتی، یعنی نہ قید تعداد متزوجات، نہ طلاق وعدت شرعیہ اور نہ نفقہ وراثت، تو پھر خواہ مخواہ اس پر نکاح کا اطلاق کرنا زید کی پگڑی بکر کے سر رکھنے والی بات نہیں تو کیا ہے؟ جس حالت میں زن ممتوعہ کا مہر کم از کم ایک مٹھی جو یا ایک کف طعام ہوسکتا ہے تو پھر یہ کہنا کہ مہر آزاد زنِ ممتوعہ کا زیادہ ہوتا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح دائمی یا منقطع ہمراہ لونڈی کے تنگ دستوں کی سہولت کے لئے جائز قرار دیا تھا کہ اس کا مہر مقابلۃً کم ہوتا ہے، سراسر شاشیدن کے برابر ہے۔

دلیل نمبر (۶)

قرآن کریم میں جہاں اللہ پاک عورتوں کے ساتھ مجامعت کی تحلیل کا ذکر کرتا ہے، وہاں لازماً اس تحلیل کو "مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ"، (نساء/۲۴) کی شرائط سے مقید کرتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(الف) وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ ...... غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ (النساء/۲۴)

(ب) فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ ...... مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ (سورہ نساء/۲۵)

(ج) اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمْ ...... وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ ...... مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ (سورہ مائدہ/۵)

ان آیات میں الفاظ "احصان"، واسفاح"، خاص طور پر غور کرنے کے قابل ہیں "احصان"، کے لغوی معنی ہیں حفاظت خواہ حفاظت الجسم یعنی حفاظت البدن من الجراحت ہو یا حفاظت العصمت یعنی حفاظت الفرج من الفساد، مقدم الذکر کی مثال قرآن حکیم میں ہے:

"وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ"

ہم نے انہیں زرہ کی صنعت سکھائی تا کہ ضرر سے محفوظ رہیں (پارہ ۱۷/ الانبیاء/۸۰)

اور مؤخر الذکر کی مثال، وَ الَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (پارہ ۱۷/ انبیاء/ ۹۱) ہے بلکہ منکوحہ عورت کو مُحْصَنٰت ہی کہا گیا ہے، قولہ تعالیٰ:

وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ (نساء/۲۴)

اور منکوحہ عورتیں (حرام ہیں) سوائے اس کے جو تمہاری مملوکہ ہو جائیں۔

کیوں کہ نکاح کے سوا حفاظت الفرج من الفساد ہو ہی نہیں سکتی "اسفاح"،

کے معنی ہیں سیال چیز کا گرانا، بہانا یا پھینکنا جیسا کہ قران کریم کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے،، اور ''اَوْدَمًا مَسْفُوْحًا،، یا بہنے والا خون، پس اسفاح بالکل زنا کے مترادف ہے کیوں کہ

''الزناء سفاح لان لاغرض الزانی الاسفح النطفة،،

زانی کی غرض سوائے پانی نکالنے کے اور ہوتی ہی نہیں۔

علاوہ ازیں کافی جلد۲ کتاب اول کے صفحہ ۱۲۵ پر اور ''الفرق بین النکاح والزنا،، کے عنوان کے تحت زنا کو اسفاح ہی کہا گیا ہے۔

کل زنا سفاح ولیس کل سفاح زنا لان معنی الزنا فعل حرام من کل جهة لیس فیه شئ من وجه الحلال واما معنی السفاح الذی هو من وجه النکاح مثوب بالحرام یعنی نکاح حرام منسوب الی الحلال نظیر الذی یتزوج ذوات المحارم التی ذکر اللّٰه فی کتابه و الذی یتزوج المحصفة التی لها زوج یعلم،،

ہر ایک زنا اسفاح ہے، مگر ہر ایک اسفاح زنا نہیں ہے، زنا کا معنی وہ فعل حرام ہے جس میں کوئی وجہ حلال کی نہ ہو اور ہر طرح سے حرام ہی حرام ہو، لیکن اسفاح ایک قسم کا نکاح حرام ہے اور مثال اس کی ایسی ہے جیسے کوئی شخص ان محرمات سے نکاح کرے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے۔ یا دیدہ دانستہ شوہر والی منکوحہ عورت سے نکاح کرے، وغیرہم

یہ صرف لفظی فرق ہے عملاً زنا اور اسفاح میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ایک طرح سے ''اسفاح ،، زنا سے بھی بدتر ہے، کیوں کہ اس میں محرمات ابدیہ یعنی ماں بہن سے نکاحِ حرام بھی شامل ہے، ان معانی کے لحاظ سے محصنین مترادف ہے متزوجین کا اور مسافحین مترادف ہے زانین کا اور بعینہ انہیں معنوں میں یہ الفاظ

شیعوں کی کتب احادیث میں استعمال ہوئے ہیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ مرد و زن کی مقاربت میں کون سی صورت ایسی ہے جس پر ''احصان،، اور ''عدم اسفاح،، کا اطلاق ہوسکتا ہے؟ یہ صورت وہیں حاصل ہوسکتی ہے جہاں مرد عورت کو خالصتہً اپنے لئے مخصوص کرلے، اور اس کی نیت ایسا کرنے سے حصول اولاد اور حمایت ناموس ہو، اور یہی اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (بقرہ/۲۲۳)

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔

یعنی ان سے اولاد کے لئے پیداواری مقصود ہے، اور ''هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ،، تمہاری عورتیں تمہارا لباس ہیں، یعنی تمہارے ناموس کی محافظ ہیں، پس زن ممتوعہ میں ''احصان،، تو یقیناً نہیں ہوتا اور ''اسفاح،، تو ایک بدیہی امر ہے، کیوں کہ متعہ کی غرض وغایت ہی پانی نکالنا ہے نہ کہ انتظامِ خانہ داری، اخذ ولد یا حمایت ناموس، آیاتِ محمولہ بالا سے جب یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ عین نکاح کرنے کی صورت میں ہے کہ جس کی غرض یہ تاکید فرمائی ہے کہ نکاح میں بھی تمہاری نیت ''احصان،، کی ہو نہ کہ اسفاح کی تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ خداوند علیم نے متعہ کو بھی حلال کیا ہو، جس میں ''احصان،، ایسے ہی مفقود ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور ''اسفاح،، اسی طرح موجود ہے، جس طرح رنڈی کی سر پر شہوت کا بھوت۔

سوال: محصنین غیر مسافحین،، مبطل المتعہ نہیں ہے کیوں کہ ''احصان،، کے معنی لغاتِ عربیہ میں عفت کے لکھے ہیں اور یہ نکاحِ دائمی اور متعہ ہر دو میں واجب ہے، اور اِسفاح کا اِطلاق متعہ پر نہیں ہوسکتا، کیوں کہ متعہ فعلِ شرعی ہے۔

جواب: اس میں شک نہیں ہے کہ ''احصان،، کے لغوی معنی عفت کے بھی ہیں، لیکن شرعی اصطلاح میں یہ نکاح کا مترادف ہے، اور اس پر فریقین کی کتب

احادیث متفق ہیں، چنانچہ کافی جلد ۳ جز واول کی کتاب الحدود میں بے شمار مثالیں اس کی موجود ہیں مثلاً "فاما المحصن والمحصنة فعليهما الرجم" زوج اور زوجہ کے لئے حدِ رجم ہے۔

اگر زنِ ممتوعہ کو شرعی طور پر "محصنہ" کہا جا سکتا ہے تو اس حدیث کے مطابق اس پر حد رجم لازم آنی چاہئے حالانکہ بموجب حدیث "قلت: والمرء ة الممتوعة محصنة فقال: لا"، میں نے پوچھا اگر مرد کے پاس زنِ ممتوعہ ہو تو وہ محصن ہے تو امام نے کہا کہ نہیں (بلکہ رجم سے خارج ہے)۔

ہر کتاب حدیث کے باب الحدود میں نکاح کرنے والے کو "الرجل المحصن"، اور نکاح کرنے والی کو "المرء ة المحصنة"، کہا گیا ہے، اس قدر بین سند کے ہوتے ہوئے بھی اگر فریق مخالف "احصان"، کو عقدِ متعہ پر استعمال کرے تو

بریں عقل و دانش بباید گریست

"احصان"، کا اطلاق ہو ہی سکتا ہے، دائمی اور مستقل چیز پر، جیسا کہ امام جعفر صادق کی زبانی "کافی جلد سوئم جز واول، صفحہ ۹۸"، پر یہ روایت درج ہے۔ "انما ذلك على شيئ دائم"

"احصان"، کا اطلاق بالتحقیق دائمی چیز پر ہو سکتا ہے اور یہ جو کہا گیا ہے "اسفاح"، کا اطلاق متعہ پر نہیں ہو سکتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ متعہ فعل شرعی ہے"

عجب احمقانہ فقرہ ہے، امر متنازعہ تو یہی ہے کہ متعہ فعل شرعی ہے یا نہیں اور امرِ متنازعہ کو امرِ مسلمہ مان لینا کہاں کی منطق ہے، گویا عبارتِ محولہ بالا سے یہ قطعی طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ "احصان"، کے معنی تزویج بالتخصیص"، کے ہیں لیکن صاحب "ضربت حیدریہ جلد اول صفحہ ۸۵"، میں لکھتے ہیں:

"چہ احصان بنا بر تصریف مفسران بمعنی عفاف است نہ بمعنی

تخصیص،،

اگر چہ معنیٔ تخصیص کی نفی محض جہل یا مبنی بر تجاہل ہے مگر آپ کے مسلمہ معنی کی رُو سے بھی بطلانِ متعہ واضح ہے کیوں کہ جب جماع انسان کے ساتھ مثل بھوک اور پیاس کے لگی ہوئی ہے تو ہمیشہ کے لئے وہ مثل تحصیل اکل وشرب تحصیل عفت کا بھی مکلّف ہے اور عفت دائمی بلا عقد دائمی کے متصور نہیں کیوں کہ عقدِ موقت کی صورت میں تعفُّف بھی مؤقت ہی ہوگا، تکلیف تعفُّف کو کسی وقتِ معین کے ساتھ مقید مخصوص کرنا بہداہت عقل باطل ہے، کتب لغت، ہدایہ اور صراح میں احصان کے معنی چار قسم کے بیان کئے گئے ہیں: اسلام، حریت، عفت اور تزویج، لیکن ان چاروں معانی کے اندر ممانعت کا مفہوم مضمر ہے، کیوں کہ اسلام مانع معبودیت غیر اللہ ہے اور حریت مانع حکومت غیر ہے اور عفت مانع فساد الفرج ہے اور تزویج مانع مجامعت ہمراہ غیر شوہر ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان معانی مختلف میں کون سے معنی آیہ تحلیل نکاح کے مناسب ہیں، احصان کے معنی اسلام کے اس جگہ مناسب نہیں ہیں کیوں کہ اول تو اس آیت میں مخاطب ہی مسلمان ہیں اور دوسرے اس آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ حلال کی گئی ہیں تمہارے لئے عورتیں اس حال میں کہ تم اسلام لانے والے ہو اور یہ محض بے معنی ہے، حریت بھی مراد نہیں ہوسکتی کیوں کہ یہ آیت غلاموں کے لئے بھی نکاح کی اجازت دیتی ہے، اب لامحالہ اس سے مراد یا تو صفت ہوگی یا تزویج ،بصورت اول یہ خرابی ہے کہ حال وذوالحال کا زمانہ واحد ہونا چاہئے اور عفاف بعد نکاح حاصل ہوتا ہے نہ مع النکاح اور علاوہ اس کے غیر مسافحین کا حاصل بھی تو وہی تعفف ہے، پس یہ تکرار لغوِ محض ہے۔ پس جب یہ تینوں معانی خارج از بحث ہو گئے تو لامحالہ چوتھا معنی ہی شرعاً مراد ہے، لہٰذا آیت کریمہ کے معنی یہ ہوئے کہ تمہارے لئے عورتیں حلال کی گئی ہیں بایں شرط کہ تم ان کو زوجہ بنانے والے اور اپنے لئے مختص

کرنے والے ہو، نہ صرف اپنی مستی نکالنے والے اور اپنی وقتی حاجت پوری کرنے والے،،

اسی معنی کی تائید لفظ ''احصن،، سے بھی ہوتی ہے جو متذکرۃ الصدر آیہ کریمہ کے بعد والی آیت میں واقع ہے جس میں احصان کے معنی سوائے تزویج کے اور کچھ ہو نہیں سکتے پس یہ لفظ آیہ سابقہ کا مفسر و موضح ہے، نیز آیہ کریمۃ ''الاعلی ازواجھم،، حلتِ وطی کو ازواج کے ساتھ مخصوص کرنا مفیدِ معنیٔ تزوج ہے، بلکہ تحلیل نساء کو منحصر فی التزوج کرتا ہے۔

ایک اور طریقہ سے بھی احصان کے معنی تزویج ہی ثابت ہوتے ہیں، آیہ ''فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ ... مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ،،(نساء/ ۲۵) میں نکاح مملوکہ کو بلفظ احصان تعبیر کیا گیا ہے اور اسی پر آیت ''فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ،،(نساء/ ۲۵) میں احکامِ حدود کو متفرع کیا گیا ہے اور یہ احکام بجز نکاح مؤبّد کے اور کسی پر بالاتفاق ثابت نہیں آتے، پس حلتِ وطی حرائر کو آیہ کریمہ ''واحل لکم الخ،، میں اسی نکاح پر محمول کرنا ضروری ہے۔

سوال:۔ اگر متعہ محض اس لئے نہ جائز تصور کیا جاتا ہے کہ اس سے مقصود فقط رفع حاجت شہوانی ہے نہ کہ اخذ ولد و تنظیم اُمورِ خانہ داری تو جو لوگ نکاحِ دائمی بھی اسی غرض سے کرتے ہیں ان کے نکاح اور متعہ میں کیا فرق ہے؟ اگر وہ جائز ہے تو متعہ بھی جائز ہونا چاہئے (تنبیہ المنکرین وجوہات المتعہ)

جواب: نکاح چونکہ ایک شرعی فعل بموجب حکم اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس لئے عقد نکاح کے تمام مراسم ظاہریہ ادا کردئے جائیں تو نکاح خواہ کسی نیت سے کیا جائے شرعاً جائز ہوگا، لیکن اگر فریقین نکاح کوئی ایسی نیت دل میں مخفی رکھیں جو شرعی مقاصدِ نکاح کے مخالف ہو تو وہ عند اللہ گنہگار ہوں گے، لیکن ان کا یہ گناہ کسی

صورت میں بھی نکاح کو باطل ایا فاسد نہیں کرسکتا، اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز کو جو بنفسہ جائز ہے ناجائز نیت سے استعمال کرے تو یہ ناجائز نیت اس جائز چیز کو ناجائز نہیں بنا سکتی، لیکن اس کے برعکس اگر کوئی چیز بنفسہ ناجائز ہے تو خواہ اس پر اس کی ہم جنس جائز چیز کے کل مراسم ظاہر یہ استعمال کئے جائیں مگر وہ ناجائز چیز جائز نہیں ہوسکتی، مثلاً خنزیر کو اگر تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو خنزیر حرام ہی رہے گا، شرع چونکہ ظاہر ہے اس لئے اگر ظاہری لوازماتِ شرعی کسی حلال چیز کے پورے کردئے جائیں تو وہ چیز جائز ہے۔ باقی رہا سوال نیت کا سو اُس کا تعلق خدا سے ہے۔

علاوہ اختلاف متذکرۃ الصدر کے عارضی نیت کے نکاح اور متعہ میں ایک اور بین فرق ہے، یعنی اگر نکاح کے بعد مجامعت کرتے ہی عورت حاملہ ہوجائے تو اگر خاوند اُسے فوراً ہی طلاق دے دے پھر بھی اس کا بچہ اپنے باپ کی جائداد کا شرعی وارث ہوگا، اور عورت مطلقہ وضع حمل تک نان ونفقہ کی حقدار ہوگی، اور نیز اگر نکاح کے بعد فریقین نکاح میں سے ایک فریق فوراً ہی فوت ہوجائے تو دوسرا فریق اس کی جائداد کا وارث ہوگا اور یہ دونوں باتیں عقد متعہ میں [illegible] ہیں، یعنی نہ تو ولد المتعہ ہی اپنے زانی باپ کی جائداد کا وارث ہوسکتا ہے اور نہ ہی فریقین متعہ ایک دوسرے کے وارث ہوسکتے ہیں۔ دلیل یہ ہے:

''لیس بینھما مراث،، (کافی جلد۲ صفحہ ۱۹۷)

پس ظاہر ہے کہ نکاح کے مراسم ظاہر یہ اگر مطابق احکام شرعی ادا ہوجائیں تو

---

۱ میعادی نکاح کی مخفی نیت باوجود تحقیق ارکان وشرائط [illegible] عقد فاسد النکاح نہیں ہوسکتی چنانچہ باقر مجلسی رسالہ فقہ کی کتاب النکاح میں لکھتے ہیں۔

''اگر [illegible] مدت نشود متعہ نکاح دائم میگردد برقول شیخ ابوجعفر [illegible] شیخ [illegible]

[illegible]

وہ نکاح کبھی زنا کی فہرست میں شامل نہیں کیا جا سکتا، مگر اس کے برعکس متعہ کے مراسم ظاہر یہ چونکہ بعینہ مطابق مراسم زنا کے ہوتے ہیں، اپنی خرچی ہاتھ میں دی اور...... کھولتے کھولتے ''مَتَّعْتُكِ نَفْسِيْ ،، کا کلمہ ایک طرف سے اور ''قَبِلْتُكَ ،، کا کلمہ دوسری طرف سے کہہ کر کاروائی شروع کر دی جائے) اس لئے متعہ زنا ہے پس نکاح اور متعہ کبھی ایک سطح پر نہیں آ سکتے۔

دلیل نمبر (۷)

فرقانِ مجید میں جس جس جگہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے، وہاں اُس حکم کے متصل ہی ادائیگی مہر کا حکم بھی دے رکھا ہے گویا نکاح اور مہر وہ لازم وملزوم اجزاء حکمِ نکاح کے ہیں مثلاً:

(۱) فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ .... مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ (سورۃ نساء/۲۵)

(۲) اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ (احزاب/۵۰)

(۳) وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ ...... اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (مائدہ/۵)

(۴) فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ...... صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط (نساء/۳،۴)

اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ آیت ''فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ ......'' کو حکم نکاح کا جزوِ متصلہ بہ نسبت ادائیگی مہر تصور نہ کریں، اور ایک علیحدہ حکم واسطے متعہ کے خیال کریں، اصول تفہیم قرآن نمبر۲ کی روشنی میں اگر ان آیات کو پڑھا جائے تو آیہ ''فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ ......'' کو حکم متعہ پر محمول کرنا قرآن فہمی کا منہ چڑانا ہے، اعتراض ندارد، جواب ندارد

دلیل نمبر (۸)

اغراض بحث کی خاطر روافض کے اس اعتراض کو درست مان لیا جائے کہ آیہ "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ......" خالصۃً حلتِ متعہ ہی کے متعلق ہے اور اسے نکاح ومہر سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے، کیوں کہ وہ اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اس جگہ مجرد ابتغاء بہ مال استمتاع مذکور ہے اور بعد استمتاع ادائیگی اجر کا حکم ہے ،پس یہ صورت چونکہ متعہ ہی میں متحقق ہو چکی ہے عقد نکاح میں گواہان وولی قبل از استمتاع بعد ابتغاء بمال لابدی ہے ،اس لئے یہ آیت ہرگز عقد نکاح کے متعلق نہیں بلکہ عقد متعہ ہی کے متعلق ہے تو لازمی طور پر سوال پیدا ہوگا کہ بعد مقاربت اگر کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دے دے تو اسے کس قدر مہر ادا کرنا چاہئے خصوصاً جبکہ رقم مہر بوقت نکاح معین ہو چکی ہے کیوں کہ اللہ تعالی نے قبل از مقاربت طلاق دینے کی صورت میں "نِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ" کا حکم دیا ہوا ہے، چونکہ روافض قرآن کریم کو صحیفہ عثمانی سمجھ کر کم ہی پڑھا کرتے ہیں اس لئے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمام کلام اللہ میں سوائے آیت "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ......" کے اور کوئی آیت ان کو ایسی نہ ملے گی جو بعد مقاربت طلاق دینے کی صورت میں پورے مقرر کردہ مہر کی ادائیگی کا حکم صریحاً "فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً" کی صورت میں صادر فرمائے ،روافض اس آیت کو متعہ پر محمول کر کے حلت متعہ ثابت کرنے سے تو رہے، البتہ مہر کی ادائیگی کی نسبت سے قرآن کے احکام کو ناقص و نامکمل ضرور ثابت کر دیں گے۔

باب دوم

حرمت متعہ از احادیث رسول ﷺ

علم القرآن یقینی علم ہے جس کے متعلق خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ "

یہ کتاب شک وشبہ سے پاک ومنزہ ہے۔

اگراس کے برعکس علم الحدیث (علم اخبار) ظنی علم ہے، کیوں کہ شیعہ وسنی کا یہ متفق علیہ اصول کلام ہے "الخبر یحتمل الصدق والکذب،، یعنی خبر میں صدق وکذب کا احتمال ہے، اس امر سے کسی فریق کو انکار نہیں ہوسکتا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات جسدی میں بھی اوران کی حیات ابدی میں جلوہ فگن ہونے کے بعد بھی ایک طویل عرصہ تک احادیث انسانی حافظہ کے رحم پر سنبھالے لیتی رہیں، اورایک پشت سے دوسری پشت میں بذریعہ آلہ نطق منتقل ہوتی رہیں، اگرچہ بعض ائمہ اور مشاہیر علماء نے ان کو ایک حد تک ضبط کرلیا تاہم ان کی باضابطہ تدوین کہیں دوسری صدی میں جاکر ہوئی اوراس عرصہ میں بنی امیہ وبنی عباس کی سیاسی مخالفتوں اورمنافقتوں کے طوفان بدتمیزی کے باعث صحیح احادیث کے علاوہ بے شمار وضعی احادیث بھی شامل کرلی گئیں جس کی وجہ سے صدق وکذب میں تمیز کماحقہ کرنا سخت مشکل امر ہے، لیکن باوجود اس اشتباہ کے چونکہ فریقین اپنے مباحثوں اور مناظروں میں ان روایات واحادیث کو بھی قاضی النزاع مقرر کرتے ہیں، اس لئے ہمیں بھی ان کی طرف رجوع کئے بغیر چارہ نہیں ہے، چنانچہ ہم شیعوں کی معتبر کتب احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔

تنبیہ:۔ یاد رہے کہ شیعہ مذہب کو ذاکروں، مرثیہ خوانوں، پیٹ کے پجاریوں نے بدنام کیا ہے، پھر ان کے اکابر مجتہدوں نے جلتی پر تیل ڈالا ،صرف اس لئے کہ کہیں چلتی گاڑی رک نہ جائے بیوی کے پاس آنا جانا نہیں لوگوں کا ہے چلو جیسے بھی ہو رہا ہے ہونے دو، ورنہ ان کے اسلاف کا تحقیقی مذہب یہ ہے متعہ ایک گندا فعل ہے اس سے اجتناب اور احتراز لازمی ہے، چنانچہ ہم ذیل میں روایات شیعہ سے صراحۃً اور اشارۃً ثابت کرتے ہیں کہ شیعہ کے اصل مذہب میں متعہ حرام ہے، ورنہ یہ ثواب جو شیعہ بیان کرتے ہیں، اگر واقعی ثواب کا کام تھا تو ائمہ اور بڑے بڑے صحابہ اور ائمہ معصومین بقول شیعہ اور بقولِ اہلسنت محفوظین اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیوں ثابت نہیں۔

☆۲ باب تحلیل المتعہ ۱۲۔

حرمتِ متعہ از روایاتِ شیعہ

روایت نمبر ۱

شیعوں کی سب سے معتبر کتب احادیث علامہ ابو جعفر طوسی کی ''تہذیب و استبصار،، ہیں، چنانچہ ان ہر دو کتب کے باب تفصیل النکاح و باب تحلیل المتعہ علی الترتیب میں یہ روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

''قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحِمَارِ الْاَهْلِيَّةِ وَنِكَاحَ الْمُتْعَةِ "

کہا: حضرت علی نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام کیا گوشت گھریلو گدھے کا اور نکاح متعہ کا۔

یہ حدیث کتب ستہ اہل تسنن میں بھی مرقوم ہے، اور چونکہ یہ بہترین اسناد سے مروی ہے، اس لئے کل محدثین نے بالاتفاق اس پر حصر کر کے متعہ کو حرام قرار دیا ہے، جب یہ حدیث مخاصمین کی بہترین کتب میں سلسلہ وار جناب امیر رضی اللہ پر منتہی ہوتی ہے تو اس سے بہتر مسکت الخصم سند اور کیا ہو سکتی ہے، فریقین ایک دوسرے کی روایات کو غیر معتبر اور راویوں کو غیر متدین سمجھتے ہیں، اس لئے آج تک وہ ایک سطح پر کھڑے نہیں ہو سکے، لیکن جب یہ روایت ہر فریق کی اپنی اپنی معتبر کتب میں نہایت ثقہ راویوں کی سند سے مندرج ہے تو یہ کس قدر شیعوں کی ہٹ دھرمی ہے کہ وہ اسے بلا وجہ نظر انداز کر رہے ہیں۔

روایت نمبر۲

کافی بھی شیعوں کی صحاح اربعہ میں سے ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس پر امام منتظر نے:

"هٰذَا كَافٍ لِّشِيْعَتِنَا"

کی مہر تصدیق ثبت فرمائی تھی، چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۲۴ جلد ۲ میں یہ روایت درج ہے:

"عَنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ فِي الْمُتْعَةِ دَعُهَا اَ لَا يَسْتَحْيِ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّرٰى فِيْ مَوْضِعِ الْعَوْرَةِ فَيَحْمِلُ ذٰلِكَ عَلٰى صَالِحِيْ اِخْوَانِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ"

مفضل نے کہا ہے کہ میں نے امام جعفر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ متعہ کے بارے میں فرماتے تھے کہ اس کو بالکل چھوڑ دو، کیا تمہیں حیاء نہیں آتی کہ بیگانہ عورت کی فرج دیکھ کر اپنے بھائیوں اور دوستوں کے آگے اُس کا حال بیان کرو۔

اس روایت میں نہ صرف متعہ ہی کو حرام کیا گیا ہے بلکہ اس بے حیائی کا نہایت ہی مختصر مگر معنی خیز الفاظ میں مرقع کھینچا گیا ہے، جو متعہ کا لازمی نتیجہ ہے۔

روایت ۳

کتاب ''فقہ الرضا،، کے باب النکاح میں ہے:

"اعلم یا اخی انی سئلت الامام عن المتعة فقلت جعلت روحی فداك روی جدك امیر المؤمنین: ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم حلل المتعة یوم فتح مکة و حرمها یوم خیبر و نهی عنها......ان اللّٰہ غفور رحیم ☆

راوی کہتا ہے'' اے برادر پوچھا میں نے امام رضا سے کہ اے حضرت روح میری آپ پر قربان، یہ فرمائیے کہ متعہ کی نسبت آپ کا کیا حکم ہے کہ روایت کیا ہے، آپ کے دادا جناب امیر المومنین نے کہ حضرت رسالت پناہ نے حلال کیا فتح مکہ کے روز اور حرام کیا تھا خیبر کے روز اور اس سے منع کیا تھا، امیر نے فرمایا: جناب امیر نے سچ فرمایا تھا: خدا کی قسم متعہ حرام ہے، البتہ اجازت دی گئی تھی قبل میں۔

''پھر امام نے فرمایا: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ حلال نہیں فرمایا تھا مگر جوانانِ عرب کے واسطے جو مسافرت میں آپ کے ساتھ تھے، اور شکایت اپنی تکلیف کی کرتے تھے، پس آپ نے اجازت متعہ کی نہیں دی مگر ایسے لوگوں کے واسطے تا کہ حرام سے بچیں، لیکن جس نے متعہ کیا اس حالت میں کہ قادر ہے نکاح پر یا خرید نے لونڈی پر یا اپنے مکان پر موجود ہے یا کسی شہر میں مقیم ہے، پس بیشک اس نے مباح کیا اپنے نفس پر اس چیز کو جس کو حرام کیا خدا تعالیٰ نے اس کے واسطے، اور خدا عز وجل نے فرمایا:

جس شخص نے تجاوز کیا، اللہ کی حدوں سے داخل ہوگا وہ ظالمین میں ☆

اے بیٹے میرے نہیں تھا جواز متعہ کا مگر وقت اضطرار اور ضرورت کے

جیسا کہ جائز ہے، وقت ضرورت کے گوشت خنزیر کا اور مردار اور خون لیکن حدِ ضرورت سے نہ گزرے تو اللہ معاف کرنے والا ہے،،

''اہل بصیرت،، ذرا آنکھ کھول کر اس روایت کو پڑھیں اور پھر خدا لگتی کہیں کہ اس روایت سے صحیح اور معقول ترین روایت کبھی ان کی آنکھوں نے دیکھی یا ان کے کانوں نے سنی ہے۔

روایت ۴

''تحفۃ المومنین،، اور''کتاب المحاسن البرقی،، بھی شیعوں کی معتبر کتب میں شمار کی جاتی ہیں، ان کے باب المتعہ میں بھی جناب امیر سے روایت نقل کی گئی ہے:

''قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّكَ رَجُلٌ تَائِهٌ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ "

''جناب امیر نے ابنِ عباس کو کہا کہ تحقیق تو مردِ عیاش ہے، تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو منع فرمادیا ہے،،

بعینہ یہی روایت کل معتبر کتب احادیث اہل تسنن میں درج ہے، پس جب یہ حدیث متفق علیہ فریقین ہے تو اس کی صحت سے انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ جناب امیر متعہ کو عیش رانی کے مترادف قرار دیتے ہیں مگر حضراتِ شیعہ اپنے وصیِ رسول کی بات پر ناک منہ چڑھاتے ہیں اور ابن عیاش، ابن سکان اور ہشام شیطان مطلق ایسے وضاعین وکذابین کے نقشِ قدم پر چل کر دعویِٔ تتبع اہل بیت کرتے ہیں۔

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

فصل دوم

روایاتِ حرمت استدلالیہ

وہ روایات جن سے اشارۃً حرمت متعہ از احادیث شیعہ ثابت ہے

روایت (۱)

خاتم المؤلفین صاحب مجالس المومنین مجلس دوم میں لکھتے ہیں:

"اگر متعہ روابودے امام برحق (امام حسن) چرا التفات بنکاح و طلاق فرمودے،،

حضرت امام حسن کو باعتراف صاحب مجالس المومنین بیشتر نکاح اعلان عام فرمایا تھا:

يَااَهْلَ الْكُوْفَةِ لَاتُزَوِّجُوا الْحَسَنَ فَاِنَّهُ مِطْلَاقُ النِّسَاءِ☆

اے کوفہ کے لوگو! حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اپنی لڑکیوں کا نکاح مت کرو کیوں کہ یہ بکثرت طلاق دینے کا عادی ہوگیا ہے۔

غور کیجئے اگر متعہ جائز ہوتا تو حضرت حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) متعہ سے کنارہ کشی نہ کرتے کہ یہ نہایت سہل امر بھی ہے، اور ثواب بھی، حالانکہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام عمر کبھی متعہ نہیں کیا۔

کاش شیعہ صاحبان ائمہ کرام کی عملی زندگی کی متابعت کریں اور خوامخواہ ان وضعی روایات کی کورانہ تقلید نہ کریں جو منافقین اسلام نے بغرض فتنہ وفساد ائمہ کے نام مشکوک کرکے مروّج کی ہیں۔

روایت (۲)

امام منظر کی اسی تصدیق شدہ کتاب فروع کافی صفحہ ۲۲ جلد ۲ پر یہ روایت درج ہے:

"عن محمد بن الحسن قال: كَتَبَ اَبُو الْحَسَنِ اِلٰى بَعْضِ مَوَالِيْهِ لَا تُلِحُّوْا عَلَى الْمُتْعَةِ اِنَّمَا عَلَيْكُمْ اِقَامَةَ السُّنَّةِ فَلَاتَشْتَغِلُوْا بِهَا عَنْ فُرُشِكُمْ وَ جَوَارِيْكُمْ فَيَكْفُرْنَ وَيَدْعِيْنَ عَلَى الْاَمْرِ بِذَالِكَ وَيَلْعَنَّ۔

حضرت ابوالحسن نے اپنے بعض اصحاب کو لکھا کہ متعہ پر اصرار مت کرو! صرف سنت بجالاؤ اور اُس میں مصروف مت ہو جاؤ تاکہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنی منکوحہ عورتوں اور کنیزوں سے ہٹ جاؤ اور وہ معطل رہیں اور بددُعا لعنت کریں، اس وجہ سے کہ ہم نے حکم متعہ کا دیا ہے۔

اس سے متعہ کا جواز نہیں بلکہ متعہ کے اصرار سے ممانعت کی ہے اور اس سے لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ تم ممتوعہ عورتوں کے خیال میں نہ رہو، ورنہ اپنی منکوحات کو چھوڑ دو گے، اور وہ اس کے بدلے تمہارے اور ہمارے لئے بددُعا کریں گی کہ ائمہ نے متعہ کا رواج ڈال کر ہم پر یہ آفت برپا کی، کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ رواجِ متعہ معاشری تمدن کو درہم برہم اور انسانی رگ و پے میں شہوت رانی کی تحریک کو مستحکم کرنے والا ہے، جس کی وجہ سے زِنا کاری اور فسق و فجور کے رائج ہونے کا نہ صرف احتمال بلکہ یقین کامل ہے۔

روایت ۳

یہ روایت بھی اپنے ماسبق کی طرح "کافی جلد ۲ کے صفحہ ۴۲" پر درج ہے:

"جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اللَّيْثِيُّ فَقَالَ: لَهٗ مَا تَقُوْلُ فِيْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ

فَقَالَ: اَحَلَّهَا اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ...............الخ،،

ابن عمر لیثی نے امام باقر سے متعہ کا مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ خدا نے اسے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول کی زبان سے حلال کیا ہے......ابن عمر نے کہا کیا یہ آپ کو پسند ہے کہ آپ کی عورتیں اور لڑکیاں یہ فعل کریں، امام باقر نے یہ بات سن کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

ائمہ معصومین کی تصویر کا سیاہ رُخ تو شیعہ صاحبان نے مذکورہ بالا الفاظ میں دِکھلا کر حبِّ اہل بیت کا ثبوت دیا ہے، حالانکہ ہمیں معاندین اہل بیت سے شمار کیا جاتا ہے، لیکن ہمارا ایمان یہ نہیں کہ یہ راہنمایانِ راہِ طریقت ''آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں هم مپسند،، کی خلاف ورزی کر کے جو چیز دوسروں کے لئے جائز سمجھیں اور اس کی تلقین کریں، خود اس پر عامل نہ ہوں، اگر امام حلت متعہ کے اس قدر قائل تھے کہ اس کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دے کر قیامت تک جائز سمجھتے تھے، تو پھر اپنی عورتوں کا سوال آ جانے سے کیوں کبیدہ خاطر ہوئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو فعل مردوں کے لئے باعث نجاتِ اُخروِی اور اِفتخارِ دُنیوی ہو، وہ عورتوں کے لئے موجبِ رُسوائی و شرمساری ہو پس نتیجہ اٹل یہ ہے کہ یہ حدیث وضعی ہے اور خواہ مخواہ اَئمہ کے گلے منڈی گئی ہے، کیوں کہ اُن کی ذاتِ بابرکات ایسی بے اُصول باتوں سے مبرَّ او منزَّ ہ ہے۔ ائمہ معصومین کی تصویر کا سفید رخ یہ ہے جو ہم نے دکھلایا ہے، اب ناظرین باتمکین فیصلہ کریں کہ محبت کس نقطۂ نظر میں مضمر ہے۔

حدیث ۴

''اَلْمُتْعَةُ بِالْبِکْرِ یُکْرَهُ لِعَیْبٍ عَلٰی اَهْلِهَا،،

باکرہ سے متعہ کرنا اس کے خاندان کے لئے بوجہِ عیب، موجبِ ہتک ہے۔

یہ روایت بھی ''کافی جلد۲ صفحہ ۱۹۶،، پر درج ہے اور نیز ''من لا یحضرہ

الفقیہ،، جو شیعوں کے سلطان المحدثین ابن بابویہ القمی المعروف بہ شیخ صدوق کی مشہور عالم کتاب ہے اور جو صحاحِ اربعہ کے نظام شمسی کا آفتاب ہے۔ اس کے باب المتعہ میں یہ روایت بعینہ مرقوم ہے، کم وبیش اس مضمون کی ایک اور روایت امام باقر سے'' کافی جلد صفحہ ۱۹۶،، پر منقول ہے:

"لا باس ان تمتع بالبکر ما لم یفض علیھا فانہ کراھۃ العیب علی اھلھا،،

باکرہ عورت سے اور فائدے اٹھالو مگر اس سے مجامعت نہ کرو کہ اس سے ہتک اس کے خاندان کی ہے۔

ان روایات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ متعہ دراصل فعل بد ہے اور اگر برا نہ ہوتا تو باکرہ کے ساتھ متعہ کرنا کیوں معیوب ہوتا، اور اس کے خاندان کو دھبہ کیوں لگتا حالانکہ باکرہ کے ساتھ نکاح کرنے کی اس طرح تعریف کی گئی ہے۔

"تَزَوَّجُوا الْاَبْکَارَ فَاِنَّهُنَّ اَطْیَبُ شَیْءٍ اَفْوَاهًا (کافی جلد۲ صفحہ۱۳۴)

رسالہ تنبیہ المنکرین کے صفحہ ۶۷ پر لکھا ہے:

''باکرہ سے متعہ کرنا مکروہ ہے،،

کیا باکرہ سے متعہ اس لئے مکروہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی عصمت کو ایک مٹھی بھر جَو یا ایک بوسیدہ چادر کے عوض فروخت کرنے کو تیار نہیں ہوتی اور'' رواں شدہ ،، کو چونکہ مجامعت کا چسکہ لگ چکا ہوتا ہے اس لئے وہ تو وہاں سگ کی طرح ایک لقمہ پر بھی قناعت کرسکتی ہے، حلتِ متعہ کی روایات کے وضاعین کو چونکہ اپنے مقلدین میں سہل العمل عام زنا کی اشاعت مقصود تھی، اس لئے انہوں نے غیر سہل الحصول عورتوں کو مکروہ قرار دے دیا، تا کہ ان کے انکار سے متاعی سانڈوں کے حوصلے پست نہ ہو جائیں، وگرنہ باکرہ اور ثیبہ میں اس قسم کی تمسخر خیز تمیز لایعنی ہے۔

باب سوم

دلائل شیعہ

اہل تشیع ایسے صاف حکم کے ہوتے ہوئے محض ہٹ دھرمی سے آیت ''فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ ......الخ، (نساء/۲۴) کو متعہ کی حلت کی دلیل قرار دیتے ہیں اور اپنے دعوے کو اس طرح ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آیۃ ﴿اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ (نساء/۲۴) سے حلال ہونا دونوں قسم کا ثابت ہوتا ہے، نکاح دائمی ہو یا منقطع یعنی متعہ اور بعد آیت مذکورہ کے از قبیل تخصیص بعد تعمیم جناب اقدس الٰہی حکم فرماتا ہے: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ الخ

یعنی وہ عورتیں جن سے تم متعہ کرو پس دو تم انہیں ان کے مہر جن کا دینا واجب ہے۔

جواب: اس امر میں شیعہ سنی علماء سب متفق ہیں کہ آیت فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ الخ (نساء/۳) میں جو احکام متعلق نکاح اور مہر کے مرقوم ہیں وہ از قبیل تعمیم ہیں کیوں کہ ان میں بغرضِ جوازِ نکاح نہ تو محرماتِ ابدیہ کی کوئی تخصیص کی گئی ہے اور نہ مہر کے متعلق بصورتِ تعینِ رقم و بلا تعینِ رقم ادائیگی معاوضہ کی تخصیص کی گئی ہے، خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ طلاق قبل از مقاربت یا بعد از مقاربت عمل میں آئے پس ایسے احکام از قبیل تعمیم صادر ہوئے ہیں، ان کے بعد ان کی تخصیص ضروری تھی، چنانچہ نکاح کے متعلق محرمات اور بعد کا تفصیلاً ذکر کر کے اللہ تعالیٰ از قبیل تخصیص فرماتا ہے: ﴿اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ اور مہر کے متعلق بصورت تعین رقم اگر بعد مقاربت طلاق عمل میں آئے تو اللہ تعالیٰ از قبیل تخصیص فرماتا ہے: ﴿فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

فَرِیْضَۃً﴾ (نساء/۲۴) اور اگر قبل از مقاربت طلاق عمل میں آئی، تو ارشادِ باری تعالیٰ از قبیل تخصیص یوں صادر ہوتا ہے۔﴿فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾ تخصیص تو ضروری تھی منکوحات اور ادائیگی مہر کی نہ کہ نکاح کی جس کی تخصیص تو حکم تعمیم میں ہی نکاح و ملک یمین کی صورت میں پہلے ہی مندرج ہے پھر تخصیص کی تخصیص فعل عبث ہے۔

جواب ۲: اگر حلت کا حکم موبد و موقت ہوسکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ حرمت کا بھی حکم موبد و موقت نہ ہو، کیوں کہ حرام و حلال دونوں الفاظِ اضافی ہیں، جو صفات ایک کے لئے لازم ہیں وہ دوسرے کے لئے بھی لازم ہونے چاہئیں، خصوصا جبکہ دونوں الفاظ ایک ہی مقام اور ایک ہی سلسلہ گفتگو میں استعمال کئے گئے ہوں، اگر یہ بات درست ہے تو ماں اور بہن بھی کبھی حرام موبد ہیں اور کبھی حرام موقت جو عبث محض ہے۔ اغراض بعث کے لئے اگر مان بھی لیں کہ صرف حلت ہی کا حکم مدت معین اور غیر معین کے لئے مختص ہے اور آیۃ ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ الخ﴾ (نساء/۲۴) از قبیل تخصیص بعد تعمیم ہے اس لئے اس کا اطلاق صرف عقدِ متعہ پر ہی ہے تو شیعہ مذہب کے علماء ارشاد فرمائیں کہ ممنوعہ کو بعد مجامعت اگر طلاق دی جائے تو اس کے لئے ادائیگی مہر کی نسبت سندِ قرآن کریم کہاں ہے؟

جواب ۳: محصنین کا مادہ حصن ہے جس کے معنی ہیں پناہ کے، تو محصن کے لغوی معنی ہوئے اپنی پناہ میں لینے والے، اور یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ جو شخص کسی کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے، اس پر حتی الامکان دوسرے کا تصرف و قابو نہیں ہونے دیتا، اب اس لغوی معنی کی مناسبت سے اس کے اصطلاحی معنی یہ قرار دئے گئے کہ محصن وہ شخص ہے جو کسی عورت کو جو اس پر حلال ہوسکتی ہے، مال کے بدلے میں طلب کر کے اپنے گھر میں روک رکھے کہ اس پر کوئی اور شخص قابو نہ پا سکے، یہی وجہ ہے کہ محصن شخص سے اگر زنا سرزد ہو تو اس پر وہ حدِ شرع جاری کی جاتی ہے جس سے بڑھ کر اس کے حق میں

اور کوئی سزا نہیں ہوسکتی۔ اور وہ سزا کیا ہے؟ اس کا سنگسار کیا جانا، اس لئے کہ جب اس کے قبضہ میں اس قسم کی عورت موجود ہے جس پر ہر دم اس کو پورا تسلط حاصل ہے اور کسی دوسرے شخص کو اس پر تصرف نہیں پہنچ سکتا، اور اس قبضہ کی کوئی خاص مدت بھی معین نہیں کہ اس مدّتِ محدود کے بعد قبضہ جاتا رہے بلکہ جس وقت تک دونوں کی عمر وفا کرے اس وقت تک اس کا تسلط قائم رہ سکتا ہے، پھر اس حالت میں بھی اگر وہ کسی غیر عورت کی طرف توجہ کرے اور اس سے زنا کا مرتکب ہو، تو اس کے اپنے تمام قوائے ظاہری و باطنی سزا کے قابل ہیں جو سنگسار کئے جانے کے اندر کامل طور پر متحقق ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اس سے صرف شہوت کا پورا کرنا مقصود نہ ہو جس کو غیر مسافحین کا لفظ ادا کر رہا ہے، کیوں کہ وطی کرنے سے اصلی مقصود توالد و تناسل ہے نہ کہ فقط قضاء شہوت بلکہ مادۂ شہوت کے پیدا کرنے کا مقصودِ اعظم ہی خاص یہی ہے، کہ اس کے سبب سے اس حرکت کی طرف رغبت پیدا ہو، جس کے سبب سے توالد و تناسل کا عالم میں اجراء ہو۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص وطئ نساء سے صرف قضاءِ شہوت ہی مقصود رکھے تو اس میں شبہ نہیں کہ اس نے معاملہ برعکس کیا اور مقصود بالعرض کو مقصود بالذات بنا دیا، اس ہی بنا پر دخول فی الدبر (پاخانہ کی جگہ شہوت پوری کرنا) دین محمدی میں قطعاً حرام قرار دیا گیا ہے کہ اس میں قضاء شہوت تو ہے اور توالد و تناسل کسی طرح حاصل نہیں ہوسکتا، ان دونوں شرطوں سے ادنیٰ غور کرنے کے بعد صاحب طبع سلیم و فہم مستقیم پر صاف یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام میں اللہ جل شانہٗ کا مقصودِ خاص یہی ہے کہ ان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا چاہئے، متعہ نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ یہ امر باتفاق فریقین محلِ کلام نہیں کہ متعہ والی عورت کا نہ تو جیتے جی تک گھر میں رکھنا منظور ہوتا ہے، نہ اس سے توالد و تناسل مقصود ہوتا ہے، بلکہ ایک خاص مدتِ معین تک اس سے فقط شہوت رانی ہی مطلوب ہوتی ہے، اس ہی وجہ سے مطلب

حاصل ہونے کے بعد اس سے انقطاعِ کلی ہو جاتا ہے، غرض اس میں شک نہیں کہ اس آیت میں خاص وہی عورتیں مراد ہیں جن کے ساتھ نکاح کیا جائے، نہ کہ متعہ۔

دوسری بات قابل غور یہ کہ لفظ "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ"، کے سرے پر فاء تفریع و تعقیب کا حرف ہے، نہ واؤ کا، جو بالتصریح اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کلام پہلے کلام کے متعلق بلکہ اس ہی کا ایک جزء ہے، اگر یہ کلام مستقل ہوتا تو اس کے سرے پر واؤ کا ہونا مناسب تھا۔

تیسرے یہ ہے کہ لفظ "مِنْهُنَّ"، مضمر واقع ہے، مظہر نہیں ہے جس سے یہ امر مخفی شیعہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس آیت میں ضمیر نساء کا مرجع فقط وہی خاص نساء ہیں جن کا نکاحی ہونا پہلی آیت میں ثابت کیا گیا ہے نہ وہ عورتیں جو متعہ نامشروع کے ذریعہ سے صرف شہوت رانی کے لئے تصرف میں لائی جاتی ہیں۔

چوتھے یہ ہے کہ اس تمام کلام ہدایت التیام کا اختتام اس خالق علام نے اپنے علیم وحکیم ہونے پر کیا ہے جو اس امر کی جانب نہایت خوبی کے ساتھ اشارہ کر رہا ہے، نکاح سے واسطہ حسنہ کی بدولت مردوں کو عورتوں پر جو کامل تسلط حاصل ہوتا ہے جس کی بقاء کسی مدتِ معین تک محدود نہیں ہوتی بلکہ تادمِ زیست رشتۂ زوجین باقی رہ سکتا ہے، اور ان سے فقط شہوت رانی ہی مطلوب نہیں ہوتی بلکہ اصلی مقصود توالد وتناسل ہوتا ہے، تو یہ خاص اس علام الغیوب وحکیم علی الاطلاق کے علم وحکمت کا تقاضا ہے، اس میں جس قدر مصلحتیں متضمن ہیں وہ اس کے خلاف صورتوں میں متحقق نہیں ہو سکتیں، چنانچہ یہ امر ظاہر ہے کہ جس نیک بخت بی بی کے یہ امر خوب ذہن نشین ہو کہ بلا کسی ضرورت وعذرِ شرعی جیتے جی شوہر سے اس کا ساتھ نہ چھوٹے گا بلکہ بشرطِ خاتمہ بالخیریت میں بھی دونوں میاں بی بی کا جوڑا نہ ٹوٹے گا، اگر اس کا شوہر مر جائے گا، تب بھی اس کے ترکہ سے میراث کا معقول حصہ لے گی، بنابریں زوجین کی اُلفت و

موانست کا رشتہ غیر منقطع ثابت ہوگا، بخلاف متعہ کے کہ اس میں نہ نان ونفقہ اور نہ میراث، اسے کیسے اُلفت وموانست میں لایا جا سکے گا۔

جواب ۴: جب تک شیعہ علماء اس جگہ کے لئے کوئی معقول یا غیر معقول وجہ تخصیص بیان نہیں فرمائیں گے، ہمیں ہر طرح سے حق حاصل ہوگا کہ قرآن مجید میں جہاں لفظ حلال استعمال ہوا ہے ہم اس کے معنی بھی حلال موبد اور حلال موقت کے لیں، سورۂ مائدہ میں ہے: "اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْاَنْعَامِ" (مائدہ/۱) تو اس کے معنی یہ ہونے چاہیں کہ چارپائے تمہارے لئے مدت معین اور مدت غیر معین کے لئے حلال ہیں۔ ہمارے ملک میں موسم گرما میں گوشت کھانا عموماً مضر صحت ہوتا ہے حالانکہ سرد ممالک میں بلاضرر سال بھر ہی کھایا جاتا ہے، اس لئے ہمارے واسطے تو گوشت حلال موقت ہے، اور یورپین لوگوں کے لئے حلال مؤبّد پھر اس سورۃ میں دوسری جگہ ہے: "اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ" (مائدہ/۹۶) تمہارے لئے حلال ہے بحری شکار، تو کیا اس کے یہ معنی ہوئے کہ مچھلیاں وغیرہ کبھی حلال موقت ہیں اور کبھی حلال مؤبد۔ حلال مؤبد وحلال مؤقت کی تقسیم شیعہ نے بہ قائمی ہوش وحواس کی تھی یا متعہ کے نشہ وخمار میں۔

جواب ۵: ان الزامی جوابوں کے بعد ہم تحقیقی جواب دینا چاہتے ہیں جو آیۂ مذکورہ کی ترکیب ومعانی کے لحاظ سے ہو، ہم اگر آیہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ...... ○ (نساء/۲۴) پر از روئے ترکیب ومعانی تنقید کریں اور پھر اسے سیاق وسباقِ عبارت کی روشنی میں پڑھ کر دیکھیں تو اس کے معنی حسب ذیل ہوسکتے ہیں، اس آیت میں، فا حرفِ تفریع وتعقیب ہے، اس لئے بروئے قواعدِ نحو مضمونِ ماقبل ومابعد کو جو اصل وفرع ہیں، اکٹھا پڑھنا چاہئے۔ لفظ ما اسم موصول ہے جو بلحاظ لفظ واحد مذکر اور بلحاظ معنی کے جمع مؤنث ہے، اور اس جگہ مترادف ہے "اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ" (نساء/۲۴)

کے، اور استمتعتم بمعنی انتفعتم ہے، جس کی ضمیر راجع ہے طرف یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے اور لفظ بِہٖ واحد مذکر ہے، جس کی ضمیر راجع ہے طرف ما بلحاظِ لفظ کے "اٰتُوْهُنَّ" وَ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ" "وَاُجُوْرَهُنَّ" کی ضمیریں راجع ہیں طرف ما بلحاظ معنی کے "اجورہن" کے معنی "مہورہن" جیسا کہ آیت کے آگے مذکور ہے:

"فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ" (نساء/ ۲۵)

یا جیسے آیت:

وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (سورہ ممتحنہ/ ۱۵) میں ہے:

یا جیسے سورہ احزاب میں ہے:

اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ (سورہ احزاب/ ۵۰)

یا جیسے سورہ مائدہ میں ہے:

اُحِلَّ لَكُمْ .... غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ (مائدہ/ ۵)

پس آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ الخ (نساء/ ۲۴) کو آیات ماقبل و مابعد سے منقطع رشتہ ہے اور اسے ابتدائے کلام پر حمل کرنا صریحاً باعتبارِ عربیہ باطل ہے۔

اس آیت کو ماقبل و مابعد کے ربط سے پڑھا جائے تو عبارت اس طرح پر ہوگی، اے ایمان والو! .... مت نکاح کروان عورتوں سے جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا تھا، حرام ہیں تم پر واسطے نکاح کے تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں .... اور ان کے علاوہ اور سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں، بشرطیکہ مہر کے بدلے ان سے نکاح کرنے والے ہو، نہ کہ زنا کرنے والے، پس جب ان (منکوحہ عورتوں) سے فائدہ اٹھالو، یعنی جماع کرلو، (کیوں کہ بعد نکاح کے سوائے مجامعت کے اور کوئی تمتع حاصل ہو ہی نہیں سکتا) تو ان منکوحہ عورتوں کو ان کے مقرر کردہ مہر

ادا کر دو، اور حرج نہیں ہے، اگر مقرر کرنے کے بعد مہر کو کم وبیش کرنے پر باہم راضی ہو جاؤ۔

قرآن حکیم میں یہی ایک آیت ہے جسے خواہ مخواہ شیعوں نے حلت متعہ کے حق میں تصور کر رکھا ہے کیوں کہ اس میں لفظ "اِسْتَمْتَعْتُمْ" استعمال ہوا ہے، اس آیۂ کریمہ کے جو معنی ہم نے اوپر درج کئے ہیں اس پر یہ اعتراضات فریق مخالف نے پیش کئے ہیں۔

سوال:

اگر اس آیۃ کو متعہ پر محلول نہ کیا جائے تو نظمِ قرآنی میں خرابی پیدا ہوتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے تینوں نکاح بالترتیب بیان کئے ہیں۔

اول: فَانْكِحُوا مَا طَابَ الخ، (نساء/۳) میں نکاح دائمی کا ذکر ہے اور پھر فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ (نساء/۲۴) میں متعہ کا اور بعد اس کے "فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الخ" (نساء/۲۵) میں لونڈیوں کے نکاح کا ذکر کیا ہے (برہان المتعہ)

جواب

آیہ کریمہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ الخ (نساء/۳) میں جہاں خداوند کریم نے ایک طرف زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے اور دوسری طرف بصورت خوف اسقاط انصاف "فَوَاحِدَةً" (نساء/۳) کا حکم دیا ہے، وہاں ساتھ ہی یہ ارشاد بھی فرمادیا ہے کہ ان کو دے دو "صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً" (نساء/۴) ان کے مہر خوشی سے۔

نکاح کرنے اور حق مہر دینے کے ان اجمالی احکام کے بعد اگر کوئی چیز اشد ترین ضروری ہے تو یہ ہے کہ ان کی مفصل تشریح ہو جائے، کہ نکاح کیا جائے تو کن کن

عورتوں سے؟ اور کس طرح؟ اور اگر حق مہر دیا جائے تو کب؟ کن کن کی تشریح "حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ" (نساء/۲۳) سے لے کر "وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّاوَرَآءَ ذٰلِکُمْ" (نساء/۲۴) تک اور کس طرح کی توضیح "اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ ...... مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ" (نساء/۲۴) میں کر کے اللہ تعالیٰ حق مہر کے متعلق مفصل حکم دیتا ہے "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ الخ" (نساء/۲۴) اگر تم نے منکوحات سے مجامعت کر لی ہے تو ان کو پورا مہر مقرر کردہ ادا کردو۔ اگر باہم رضامندی سے کم وبیش کر لو تو جائز ہے یہاں تک تو خدائے علیم نے کافۃ الناس کے لئے عام قاعدہ کلیہ مقرر کر دیا ہے جو ہر شخص پر اس کے معمولی حالات میں عائد ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص غیر معمولی طور پر افلاس زدہ ہے کہ آزاد عورت سے نکاح کرنے کی وسعت نہیں رکھتا لیکن اسے ضرورت نکاح کی اس حد تک ہے کہ اگر وہ نکاح نہ کرے تو اندیشہ گناہ کر بیٹھنے کا ہے "لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْکُمْ" (نساء/۲۵) تو ایسے استثنائی شخص کے لئے استثنائی حالات کے ماتحت اللہ پاک نے مسلمان لونڈی کے ہمراہ نکاح کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن اس اجازت کے ساتھ ہی یہ حکم بھی دے دیا ہے کہ اگر ایسا نہ کرو اور صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔

اگر اغراضِ بحث کے لئے آیہ کریمہ "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ" (نساء/۲۴) کو عقدِ متعہ پر محمول کریں تو چونکہ متعہ شیعوں کے ہاں آزاد عورت سے بھی ہو سکتا ہے اور لونڈی سے بھی اس لئے نظم قرآن اس امر کی متقاضی تھی کہ نکاحِ حرہ کے بعد نکاحِ مملوکہ کا ذکر آتا، اور پھر دونوں سے متعہ کا حکم دیا جاتا، اور قرآن کی ترتیب عقدِ شرعیہ اس نہج پر ہوتی '' نکاح دائمی کرو، آزاد عورت سے یا لونڈی سے: موجودہ صورت میں تو ترتیب یہ ہے، نکاح دائمی یا متعہ کرو آزاد عورت سے اور نکاح دائمی کرو لونڈی سے'' لیکن متعہ لونڈی سے خارج از حکم متعی ہے جو عقائد شیعی کے برخلاف ہے اندریں

صورت اربابِ بصیرت اس امر کا فیصلہ کریں کہ خرابی نظم قرآنی میں شیعوں کی تاویل سے پیدا ہوتی ہے یا ہماری تاویل سے۔

سوال

اگر ''استمتاع'' کے معنی عقدِ متعہ کے نہ ہوں تو لامحالہ یا تو اس کے معنی مجامعت کے ہوں گے یا نکاح دائم کے۔ بصورت اول بدونِ مجامعت خاوند کے ذمہ کچھ بھی مہر دینا واجب نہ ہونا چاہئے حالانکہ نصف مہر بعد طلاق قبل از دخول واجب ہے۔ اور بصورتِ ثانی کل مہر بنفس عقدِ نکاح واجب ہونا چاہئے، حالانکہ بہ مجرد عقدِ نکاح کل مہر کا دینا کسی طرح بھی واجب نہیں ہے (تفسیر مجمع البیان، برہان المتعہ، تنبیہ المنکرین)

جواب

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ استمتاع سے وقاع (مجامعت) مراد ہے، اور یہ نکاح دائمی پر متفرع ہے مگر اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ عدمِ وقاع کی صورت میں طلاق قبل از دخول سے مہر بھی لازم نہ آئے گا، آخر اس لزومِ عدمِ لزوم کی دلیل کیا ہے، حالانکہ ارشادِ خداوندی ہے:

''وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ ...... فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ '' (بقرہ/ ۲۳۷) اور صورت ثانی ہم نے کبھی تسلیم ہی نہیں کی، ہمارا تو دعویٰ یہی ہے کہ ''استمتاع'' کے معنی وقاع و خلوت صحیحہ کے ہیں، اس لئے کہ قیدِ نکاح تو خود محصنین سے ثابت ہے کیوں کہ تحلیل ''ماوراء'' محرماتِ ابدیہ میں شرطِ نکاح ملحوظ نہ ہو تو بلا نکاح کے نفس تحریم میں محرمات ابدیہ وغیر ابدیہ سب برابر ہیں، پس نکاح کی حلت کے کوئی معنی نہیں تو اب نکاح پر احکام نکاح کی تفریع صحیح ہوگی جس کے لئے لفظ ''فا'' موضوع ہے، اور اگر عقد نکاح

مراد ہو جیسا کہ شیعہ قائل ہیں تو تفریع بے سود اور بالکل بے معنی ہو جائے گی کیوں کہ تفریع میں متفرع علیہ کے ساتھ تعلق اور مغائرت ضروری ہے حالانکہ نکاح کی قید پہلے ہی معلوم ہو چکی تھی، پس نکاح پر تفریع نکاح کے کوئی معنی نہیں ورنہ وحدتِ متفرع ومتفرع علیہ لازم آئے گی، اسی طرح تعقیب الشی عن نفسہ باطل ہے، اور عقد متعہ ہونے کی صورت میں مابعد حرف ''ما'' کو ماقبل سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔

اعتراض

اس جگہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ خلوت صحیحہ کس دلیل سے ازالۂ وہمِ وقاع کی مترادف تصور کی گئی ہے۔

جواب نمبرا

اس کا ازالہ یوں ہے، خلوت صحیحہ کے بعد عورت کی طرف سے تسلیم متحقق ہو جاتی ہے، اب عدمِ وقاع میں اگر قصور ہے تو زوج کا ہے، مطابق ''لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی'' (انعام/۱۶۴) زوج کے قصور کی وجہ سے غریب زوجہ کیوں نقصان اٹھائے، بائع اگر بیع کو مشتری کے حوالہ کر دے تو اس سے نفع اٹھانا اور اس کو استعمال میں لانا مشتری کا کام ہے اس کے عدم استعمال سے بائع کیوں بدل مبیع سے محروم کیا جائے، اور چونکہ بعد خلوت صحیحہ تحقیق وقاع عادۃ کثیر الوقوع ہے، اور نیز وہ منجملہ دواعیٔ وطی کے وطی سے زیادہ قریب ہے اس کو قائم مقام وطی کر دیا اور دواعی وطی کا قائم مقام ہونا قرآن مجید سے بھی مفہوم ہوتا ہے:

وَاِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ ...... الخ (بقرہ/۲۳۶)

اس آیت میں وطی ودواعی وطی کو ''مس'' لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ ''مس'' کے معنی بھی جماع کے نہیں ہیں، علاوہ اس کے شرطیہ وقاع کی صورت

میں کوئی شریر النفس خلوت میں اپنا کام نکال کر مہر دینے کے ڈر سے انکار کرسکتا ہے، لیکن اس کے برعکس خلوتِ صحیحہ کی صورت میں اس کا انکار بوجہ شہادت وردّیتِ اغیار قابل اعتبار نہیں ہوسکتا۔

جواب نمبر۲

ایسا اعتراض آج تک دیکھنے سننے میں نہیں آیا، اعتراض تو بعینہ ایسا ہے جیسے کوئی اس قانون سے کہ جو کوئی قتل عمداً کرے گا اس کو پھانسی کی سزا دی جائے گی، یہ نتیجہ اخذ کرے کہ قتلِ عمد نہ کرنے والے کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی، حالانکہ قتل عمد نہ کرنے والوں میں ضارب الشدید بھی ہوسکتے ہیں جن کے لئے جداگانہ سزائیں مقرر ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ معترض صاحبان کو شرع تو شرع ہندوستان کے دیوانی قانون معاہدات سے مطلقاً مس ہی نہیں ہے۔

معاہدہ کے تین مراحل ہیں ① اقرار ② تکمیل معاہدہ ③ اور تعمیل معاہدہ۔

① اقرار مواخذہ نہیں کیوں کہ اس میں فریق اول کی طرف سے قبولیت نہیں ہوتی۔

② تکمیل معاہدہ میں ایجاب بھی ہوتا ہے اور قبول بھی، لیکن فریقین کی طرف سے اپنے اپنے مقرر فرائض کی ادائیگی عمل میں نہیں آتی۔

③ اور تعمیل معاہدہ میں فرائض کی ادائیگی پر فریقین یا کم از کم ایک فریق عمل پیرا ہوجاتا ہے۔ مقدم الذکر صورت میں اندیشۂ نقصان کم اور مؤخر الذکر صورت میں اندیشۂ نقصان زیادہ ہوتا ہے، اس لئے اگر کوئی شخص معاہدہ کی تکمیل کے بعد اس کو فسخ کردے تو کوئی وجہ نہیں کہ منسوخ کنندۂ معاہدہ بطور ہرجانہ کچھ ادا نہ کرے، چنانچہ باری تعالیٰ نے تکمیل معاہدۂ نکاح بعد تنسیخ ہرجانہ ''فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ'' فرمایا ہے، اور تعمیل معاہدہ نکاح کے بعد تنسیخ ہرجانہ ''اُجُوْرُهُنَّ فَرِيْضَةً (نساء/۲۴) مقرر کیا

ہے، طلاق قبل از دخول کی صورت میں چونکہ عورت کی محض عفت ریزی ہوتی ہے اس لئے نصف مہر کی سزا مقرر ہے اور مجامعت کے ساتھ چونکہ عصمت دری واقع ہوتی ہے اس لئے کامل مہر کی سزا کا حکم دیا جاتا ہے۔

سوال

چونکہ ''استمتاع'' کے حقیقی لغوی معنی مطلق انتفاع ہے اس لئے اخذ وقاع مجاز ہے، اور حقیقت کو چھوڑ کر مجاز سے متمسک ہونا ناجائز ہے۔

جواب

استمتاع سے وقاع کو مجاز کہنا عقل وفہم پرستی کرنا ہے، استمتاع بالنساء کا فردِ کامل بلکہ فردِ مخصوص بجز وقاع کے اور کیا ہے جس کو حقیقت کہیں، بلکہ اگر استمتعتم کے صلہ کو خیال کیجئے اور ''الباء للالصاق'' کا قاعدہ ملحوظ رکھیے تو وقاع کی اور تعین ہو جاتی ہے، بلکہ اگر وقاع کو استمتاع سے مجاز بھی کہیں، حالانکہ مجاز کہنا یقیناً غلط ہے، البتہ مشترک معنوی ہو سکتا ہے کیونکہ قرینہ الصاق موجب تعین وقاع ثابت ہے۔ ایک طرف تو نکاح کے لئے محرمات وغیرہ کو بیان کیا جاتا ہے، آخر نکاح سے مقصود کیا ہے دوسری جانب "نِسَآئُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ" ارشاد ہوتا ہے، پس کوئی کاشتکار ایسا ہوا ہے کہ بے ہل جوتے، بے بیج بوئے کھیت کو محض دیکھ کر پیداوار کا امیدوار رہا ہو، پھر نکاحِ حرائر کے بعد نکاحِ آماء کو بیان کر کے فرماتا ہے: "ذَالِکَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْکُمْ" (نساء/۲۵) کہیں پانی دیکھنے سے پیاس بجھتی ہے اور زوجہ کے دیکھنے سے شبق (کثیر شہوت) کا علاج ہوا ہے۔

سوال

اگر اس آیت سے مراد متعہ ہوتا تو بجائے "اُجُوْرَھُنَّ" کے "صَدُقَاتِہِنَّ" یا

مُھُوْرَھُنَّ" لکھا ہوتا، جیسا کہ دوسری جگہوں پر انہیں الفاظ سے اس مفہوم کو ادا کیا گیا ہے۔ (تنبیہ المنکرین)

جواب

قرآنِ مجید فرقان حمید میں "اُجُوْرَھُنَّ" جس جگہ بہ قرینہ نکاح استعمال ہوا ہے وہاں یہ مُھُوْرَھُنَّ ہی کی جگہ استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو!

(۱) فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (نساء/۲۵)

(۲) لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (ممتحنہ/۵۰)

(۳) اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ (احزاب/۵۰)

(۴) وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ...... اِذَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (مائدہ/۵) نہ صرف "اجور" ہی بجائے مہر کے استعمال ہوا ہے، اللہ پاک نے متاع کو بھی اس معنی میں کئی جگہ استعمال کیا ہے:

"وَمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ...... الخ"()

مفہوم یہ ہے: اپنی وسعت کے اندازہ سے ان کو مہر دے دو۔

سوال

اس آیۃ کریمہ کے حکم میں نکاح اور متعہ دونوں شامل ہیں کیوں کہ لفظ استمتاع میں دونوں مطلب شامل ہیں خواہ استمتاع بصورت تابید ہو یا بہ نہج توقیت، پس جبکہ دونوں قسمیں اس حکم میں شامل ہیں تو متعہ ثابت ہے۔

جواب

شیعہ صاحبان ایک طرف تو اس آیت کو نکاح اور متعہ دونوں پر مشتمل تصور

کرتے ہیں اور دوسری طرف اس کا نزول خاص متعہ میں تسلیم کرتے ہیں اور اس کو ثبوت متعہ میں نص ٹھہرانے کے لئے قراءت شاذہ وروایات مجہولہ سے ''الی اجل مسمی'' بڑھاتے ہیں پس دو ہی صورتیں ہیں یا تو بقول اہل سنت جو قرآن مجید کامل مکمل مانتے ہیں، یہ آیت مثبت متعہ نہیں ہے یا بقول قائلان تحریف فی القرآن خاص درباب متعہ ہے۔

''فالجمع بین القولین کالرکوب علی السفینتین'' ان دو اقوال کا جمع کرنا دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے کے برابر ہے، جو لغو محض ہے۔

سوال

یہ آیت حلت متعہ ہی میں مقصود ہے کیوں کہ ابی ابن کعب وعبداللہ بن عباس کی قراءت پر ثابت ہے، لہٰذا حلتِ متعہ بہ اجماع امت ثابت ہے۔

جواب

اگر اس کے مطابق فقرہ الی اجل مسمی اس آیت میں ہے، اور اس کی قراءت پر کسی نے انکار نہیں کیا، پس اجماع امت اس قراءت پر جمہور صحابہ کا اتفاق ہوتا اور وہ اس کو جزءِ قرآن سمجھتے تو ضرور یہ فقرہ داخل قرآن مجید رہتا اور ہرگز خارج نہ کیا جاتا، اگر ایسا ہوتا تو جناب فاروق رضی اللہ تعالی عنہ ضرور اس کو داخل قرآن رہنے دیتے، کیوں کہ جمع قرآن کے وقت تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بقول شیعہ، منکر متعہ بھی نہ تھے، تاکہ یہ شبہ ہو کہ اپنی بات کی حمایت میں ایسا کیا۔ انکار تو اپنی خلافت کے عہد میں کیا ہے تو جب اس قراءت پر اجماع امت ثابت نہیں بلکہ اس کے جزءِ قرآن نہ ہونے پر اجماع امت ہے، تو نتیجہ یہ نکلا کہ حرمت متعہ پر اجماع امت ہے جب خود علامہ مجلسی اس قراءت کو قراءتِ شاذہ کہتے ہیں، پھر بات ہی کیا رہی جس پر

اس قدر رشد و مد سے کہا جاتا ہے کہ اس قراءت پر اجماع جمہور امت ہے۔

ودر قراء ت شاذه منقول است از عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنه ایشاں رساله متعه ۱۲

سوال

آیتِ ہٰذا میں بجر د ابتغاء بمال استمتاع مذکور ہے اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ بعد استمتاع اُجرت مقررہ ان کو دے دو اور یہ اس امر پر دال ہے کہ جماع بجر د ابتغاء بمال جائز ہے اور یہ صورت صرف عقدِ متعہ ہی میں متصور ہے کیوں کہ نکاحِ دائم میں یہ حالت یعنی جماع بجر د ابتغاء بمال درست نہیں، نکاحِ دائم بغیر حاضری گواہ و اجازتِ ولی منعقد نہیں ہوسکتا، اور بغیر عقد کے جماع جائز نہیں، پس ثابت ہوا کہ اس آیت کو نکاحِ دائم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ متعہ ہی سے متعلق ہے۔

جواب

یہ اعتراض تو بالکل بے معنی اور خبط بے ربط ہے بلکہ مذہب کے بھی مخالف ہے کیوں کہ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ آیۂ کریمہ میں مجرد ابتغاء بالمال مذکور ہے لمہ ''اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ'' (نساء/۲۴) میں چار شرطیں بیان کی گئی ہیں، اول ''ابتغاء'' یعنی زبان سے ایجاب وقبول کرنا اگرچہ ''لغۃً'' اس لفظ کے معنی مطلق طلب کے ہیں مگر طلب منوی تو بالاتفاق معتبر نہیں، علاوہ اس کے مال کا مقابلہ اسی عقد باللسان کو مقتضی ہے کیوں کہ لین دین کا معاملہ بلا گفت وشنید وتراضی طرفین طے نہیں ہوسکتا۔

دوم: ''مال'' یعنی مہر ونفقہ دینا منظور ہو۔

سوم: ارادۂ احصان یعنی تزوج مقصود ہو۔

چہارم: نفیِ ''سفاح'' یعنی نفس کو قضائے شہوت مقصود نہ ہو پس ان دلائل کی

رو سے آیۂ کریمہ کو مجرد ابتغاء بالاموال میں منحصر سمجھنا بالکل غلط ہے یہی وجہ ہے کہ ابتغاء بالمال کے بعد "مُحْصِنِیْنَ" بڑھایا گیا کیوں کہ مجرد ابتغاء بالمال تو زنا میں بھی ہوتا ہے (بازاری رنڈی بھی تو سوائے روپے کے اور کیا چاہتی ہے) پھر تاکید "غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ" سے فرمائی یعنی مال خرچ کرنے سے شہوت رانی مقصود نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے، اگر بغور دیکھا جائے تو ان دو قیدوں سے متعہ و زنا دونوں باطل ہو گئے کیوں کہ متعہ سے ثبوت احصان نہ ہونا مسلمۂ شیعان ہے۔ باقر مجلسی رسالہ متعہ کی فصل حدود میں لکھتے ہیں:

"محصن کسے است کہ اورا فرج حلال باشد دائمی یا بملک کہ صبح و شام باوتواں رسید اگر نکاح متعہ داشتہ باشد موجب احصان نیست۔

محصن وہ شخص ہے جس کے پاس حلال دائمی شرم گاہ ہو یا ملک سے ہو کہ صبح یا شام جب چاہے اس تک اسے رسائی ہو، اگر نکاحِ متعہ رکھتا ہو تو یہ متعہ احصان کو ثابت نہیں کرتا۔

اور تقریر ماسبق سے بمجرد ابتغاء بمال جواز جماع بھی باطل ہو گیا کیوں کہ یہ بات تو فقط زنا میں متصور ہے۔

یہ کہنا بھی بقاعدہ شیعاں غلط ہے کہ نکاح دائم بغیر چار گواہاں واجازت ولی نہیں ہو سکتا، کیوں کہ باقر مجلسی کے رسالہ فقہ کے باب النکاح میں ہے۔

"شرط نیست گواہ در ہیچ نکاح پس اگر پنہاں کنندہ وبرزنان بالغ رسیدہ واگرچہ بکر شد۔

سوال

آیہ کریمہ میں بمجرد استمتاع اُجرت دینے کا حکم ہے۔ اگر استمتاع نہ ہو تو

اُجرت نہیں، نکاحِ دائم میں خواہ استمتاع واقع ہو یا نہ ہو نکاح کے بعد نصف مہر دنیا لازمی ہے نیز شریعت میں نکاح واستمتاع میں فرق ہے (یعنی استمتاع تلذذ کا نام ہے اور مجرد نکاح تلذذ نہیں) پس ثابت ہوا کہ آیت متعہ کے بارے میں ہے۔

جواب

''استمتاع کے بعد اجر دینے کا حکم ہے اور کل اجر کا جیسا کہ لفظ'' فریضہ سے عیان ہے، مگر اس کے برعکس نفس عقد سے کل مہر کا ادا کرنا لازم نہیں، اور جب شریعت نے نکاح واستمتاع میں فرق کیا اور استمتاع تلذذ کا نام ہے، اور بعد استمتاع ادائے مہر کامل کا حکم دیا ہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ پھر آیت سے متعہ کس طرح ثابت ہو گیا، بلکہ جب نفس متعہ استمتاع نہیں اور بلا استمتاع مہر کامل واجب نہیں تو یہی آیت بطلانِ متعہ کے لئے کافی ہے کیوں کہ برخلاف آیہ کریمہ متعہ میں نفس عقد سے ادائے مہرِ کامل واجب ہو جاتا ہے، چنانچہ باقر مجلسی رسالہ فقہ کے باب المتعہ میں لکھتا ہے:

" بمجرد عقد تسلیم واجب میشود ......الخ،،

یعنی بمجردِ عقدِ متعہ تفویضِ اجر لازم ہے۔

شیعہ کی یہ توجیہ اسلامی قانون اجارہ کے بالکل منافی ہے، اجارۂ متعہ کیا عجیب اجارہ ہے جس میں بلا کام کے صرف نفس معاملہ پختہ ہو جانے سے پوری اجرت دے دینی لازم ہو جاتی ہے۔

سوال: اگر اس آیت کو نکاحِ مطلق کے متعلق مانا جائے تو ایک ہی صورت میں دو دفعہ ایک ہی حکم کا صدور ماننا پڑے گا، پس رفع تکرار ضروری ہے، لہٰذا یہ آیت متعہ کی نسبت ہے۔

جواب: یہ بھی بالکل باطل ہے کیوں کہ آیہ ''فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ

الخ''(نساء/۳) میں استمتاع کی قید اور کل مہر کا دینا مذکور نہیں ہے، وہاں ''صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً'' اور یہاں ''اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً'' (نساء/۴) ہے، ان دونوں آیتوں کو ہم معنی قرار دینا اگر حماقتِ مطلق نہیں تو کیا ہے؟ اور اگر اس کو خیال کیجئے کہ کلام مقید میں حکم قید پر ہوتا ہے تو اور بھی مطلب صاف ہو جاتا ہے کہ پہلی آیت میں ''نحلہ'' قید واقع ہے اور سوقِ کلام بھی اس کے لئے ہے اور دوسری آیۃ میں ''فریضۃ'' قید واقع ہے اور سوق کلام بھی بیان ادائے فریضہ یعنی مہر کامل کے لئے ہے۔

نیز پہلی آیت کے مخاطب اولیائے زوجہ ہیں اور دوسری میں بالاتفاق ازواج، پہلی آیت میں اولیائے زوجہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان کے وصول کردہ مہروں میں تعرض نہ کریں، ہاں اگر عورتیں خود خوشی سے کچھ انہیں دے دیں تو وہ ان کا حق ہے۔ اور دوسری آیت میں مقررہ مہروں میں کمی بیشی کے متعلق حکم خداوندی ہے:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ''(نساء:۲۴)
کیوں کہ تراضی طرفین کی وہیں ضرورت ہوتی ہے اور جہاں کہیں اور شخصوں میں کوئی معاملہ ہے ہی نہیں جس میں تراضی کی حاجت ہو ہر چند یہ آیت جسے شیعہ متعہ کے جواز میں پیش کرتے ہیں، الٹا حرمت متعہ ثابت کرتی ہے۔

سوال

ہمارے نزدیک نکاح کی دو قسمیں ہی (۱) نکاح موقت (۲) نکاح غیر موقت، نکاحِ موقت کا دوسرا نام متعہ ہے، جب یہ متعہ نکاح کے اقسام میں ہے تو پھر اعتراض کیوں؟

جواب:

یہی تو ہم کہتے ہیں کہ ایک حرام فعل ''زنا'' کا نام بدل کر حلال بنایا گیا ہے، یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی کہے کہ شراب دو طرح ہے ایک مؤبد اور دوسرا موقت، جو موقت ہے وہ حلال ہے اور دلیل کچھ بھی نہ ہو اور صرف نام بدلا جائے، ایسے ہی یہی متعہ ہے کہ اسے نکاح کے اقسام سے شمار کرنا بوالہوسی نہیں تو اور کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک متعہ میں اور کنجری کے کوٹھے پر جانے میں صرف لفظی فرق ہے، جس طرح کنجری سے کچھ روپے کے عوض ایک رات یا دو رات کے لئے معاہدہ ہوتا ہے، اسی طرح متعہ میں ہوتا ہے، گویا شراب ایک ہی ہے صرف لیبل بدل گیا ہے، اس لئے گذارش ہے کہ متعہ کرنا وہی زنا ہے صرف لفظ کا فرق ہے، البتہ یہ بات دوسری ہے کہ شیعہ مذہب میں متعہ بھی نکاح کی طرح ایک عقد ہے اور یہ بات شیعہ مذہب کے مطابق بالکل ٹھیک کہتے ہیں جیسے ہندو بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاں نکاح قاضی پڑھاتا ہے اور ہمارے ہاں پھیرے پڑتے ہیں، غرضیکہ متعہ ہو یا عقد یا پھیرے ان میں جو بھی فرق ہوگا وہ اپنے اپنے مذہب کے مطابق ہوگا، ایک کی نظر میں ان سب میں کچھ فرق نہیں، یہی حال متعہ اور نکاح کا ہے، شیعہ کے ہاں متعہ جائز ہے ہمارے ہاں یہ زنا ہے، یہ تو اپنا اپنا مذہب ہے، شیعہ کو متعہ مبارک اور ہمیں نکاح، اس میں ہمیں کیا اعتراض ہے۔

غرضیکہ ہم نے تو عوام کو صرف اس قدر بتایا تھا کہ شیعہ مذہب میں زنا اور متعہ ایک ہی شئے ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعہ مذہب کو قائم دائم رکھنے والا یہ ہی متعہ ہے، اگر یہ نہ ہو تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ دنیا میں شیعہ مذہب کا وجود ہی نہ ہو کیوں کہ شیعہ مذہب کی ساری بہار ہی متعہ میں بند ہے، اور اس کی عظمت اور رفعت کا یہ عالم ہے کہ متعہ کرنے والے کو امام حسین (رضی اللہ تعالی عنہ) بلکہ امام حسن (رضی اللہ تعالی عنہ)

بلکہ سیدنا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بلکہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا درجہ مل جاتا ہے (برہان المتعہ صفحہ ۵۰)

واقعی جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ مل جائے تو اس سے بڑی دنیا میں اور کون سی چیز ہے، معاذ اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

متعہ نکاح نہیں زنا ہے

مذکورہ بالا مختصر جواب کے بعد اب تفصیل سنئے۔ متعہ خالص زنا ہے یہ کسی صورت میں بھی زِنا کی کیفیت سے خارج اور نکاح کی صورت میں داخل نہیں ہوسکتا، متعہ وزنا میں تقیہ اور جھوٹ کی طرح صرف نام کا فرق ہے۔

نقشہ ہذا غور سے دیکھئے!

نمبر	نکاح اور اس کی شرائط ولوازمات	زنا یا متعہ
۱	ضروری ہے کہ جن عورتوں سے وطی درست ہوسکتی ہے ان سے نکاح کے وقت ایجاب وقبول، تعین مہر اور دو گواہ کم از کم ضرور ہوں	۱۔ زنا اور متعہ بھی چوری چھپی ہوتا ہے، متعلقہ حوالہ جات تفصیلی طور پر گذشتہ صفحات میں دیکھئے!
۲	بیویاں چار سے زائد کسی وقت جمع نہیں ہوسکتیں۔	ان گنت سودا جس کا جتنا جی چاہے اگرچہ ہزاروں سے ہو (کافی صفحہ ۱۹۱ جلد ۲)
۳	منکوحہ کو کسی خاص وقت تک نکاح میں رکھنے کا قصد نہ ہو۔	ایک وقت مقرر اس کے بعد یہ جا وہ جا (جامع عباسی صفحہ ۱۳۵)

۴	شوہر کی وفات کے بعد میراث کا حق ضروری ہے۔	زنا یا متعہ میں میراث نہیں (الروضۃ البھیہ صفحہ ۲۸۶)
۵	نکاح میں توالد و تناسل مقصود ہوتا ہے۔	صرف شہوت رانی اور ہوس بجھانا (الروضۃ البھیہ صفحہ ۲۸۶)
۶	عورت منکوحہ پر طلاق واقع ہوتی ہے۔	متعہ میں طلاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (الروضۃ البھیہ)
۷	شوہر کی وفات کے بعد یا بعد طلاق منکوحہ کی عدت ہے۔	متعہ میں عدت کیسی؟ (ضیاء العابدین صفحہ ۲۹۱)
۸	مدت نکاح میں نان ونفقہ وغیرہ ضروری ہے۔	نہ نان ونفقہ نہ اور لوازماتِ زوجیت صرف وہی خرچ کافی ہے (ضیاء العابدین صفحہ ۲۹۱)
۹	نکاح کرنے کے بعد جماع یا خلوت صحیحہ سے مرد و عورت کو احصان حاصل ہو گیا زنا کریں تو سنگسار کئے جائیں گے۔	جب سودا ہی چوری چھپے ہوا ہے تو سنگساری کا حکم کیسا۔
۱۰	نکاح کے بعد عورت اپنے شوہر کے نام منسوب ہوتی ہے۔	زنا اور متعہ میں کبھی یہ نسبت سنی ہی نہیں گئی۔
۱۱	نکاح کے بعد بچوں کی پیدائش موجب راحت و فرحت بلکہ صد افتخار ہے۔	زنا اور متعہ میں نہ یہ نہ وہ بلکہ بتانے سے ننگ و عار ہو۔

ان وُجوہ سے اہل دل کو یقین ہو جانا چاہئے کہ متعہ زنا ہے یا نکاح اور اس گندے فعل کے ارتکاب سے زنا کو الٹا تقویت ملتی ہے کہ زن و مرد اگر کہیں اس بدفعلی کے ارتکاب سے پکڑے جائیں تو جان چھڑانے کا بہتر ہتھیار ان کے پاس ہے کہ وہ کہہ

سکتے ہیں کہ ہم نے نکاحِ متعہ کیا ہے۔

اب نہ سنگساری اور نہ ہی رجم، اس سے اسلامی نظام کا شیرازہ بری طرح بکھر جائے گا۔

آخری فیصلہ

ہم بار بار کہیں کہ متعہ زناءِ محض ہے، شیعہ پارٹی ہرگز نہیں مانے گی، ہم کتب شیعہ سے ثابت کر کے دکھاتے ہیں کہ حضرت امامِ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی متعہ مروجہ کو زناءِ محض بتایا ہے۔

وقد روی ابو نصیر فی الصحیح عن عبد اللّٰہ الصادق انه سئل عن المتعة هی من الاربع قال لا ولا من السبعین۔ (فروع کافی صفحہ...... والاستبصار)

ابو نصیر نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ کیا متعہ والی عورت چار نکاح والی آیت نکاح میں داخل ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔

فائدہ: اس روایت میں صریح دلیل ہے کہ عورتِ متعہ، زوجہ منکوحہ نہیں ورنہ وہ چار میں منسوب ہوتی۔

سوال

متعہ زنا نہیں بلکہ نکاح ہے اس لئے کہ شیعہ کی فقہ واصول فقہ میں واضح الفاظ میں لکھ دیا گیا ہے کہ (۱) محرمات (۲) شوہر دار (۳) بازاری (۴) باکرہ عورتوں سے متعہ ناجائز ہے، جب متعہ میں نکاح کے اسباب موجود ہیں تو

پھر اسے نکاح سے خارج کرنے کا کیا معنیٰ ہے؟

جواب: (۱) محرمات کو واقعی متعہ سے بچالیا گیا، لیکن ذکر کو کپڑا لپیٹ کر اپنا منہ کالا کر لینا جائز کیا گیا، جو لفّ حریر کے نام سے مشہور ہے (ذخیرۃ المعاد حوالہ گذر گیا)

۲) شوہر دار سے ڈر کے مارے عدم جواز لکھا گیا، ورنہ کوئی بے غیرت اور دیوث اپنی عورت سے متعہ کرنے دے تو علیحدہ بات ہے۔

۳) کنجری اور بازاری عورت سے شیعہ کے نزدیک متعہ جائز ہے اگر چہ بہ کراہت، چنانچہ ذخیرۃ المعاد کا حوالہ گذرا ہے۔

۴) کنواری کے لئے بھی شیعہ نے عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ اس کی فطرت اور اس کے متولیوں کی عار سے خطرہ کر کے کہ کنواری کو طبعی فطرت جلدی سے کسی قابو میں جانے کی نہیں، ورنہ اگر کوئی کنواری لڑکی کسی کے ہاتھ لگ جائے تو شیعہ مذہب میں متعہ جائز ہے، لیکن متولیوں کا خطرہ بھی سوار ہو، تو شیعہ مذہب نے بد بخت بوالہوس شہوت پرست کو نہ صرف متعہ کی اجازت دے دی بلکہ لواطت جیسی غلیظ عادت کے جواز کا پٹہ ہاتھ میں دے دیا، چنانچہ مروی ہے۔

امامِ نالائق کا فتویٰ

ایک شخص نے امام صاحب سے پوچھا کہ حضرت جی ''باکرہ'' کنواری لڑکی ہے، وہ متعہ کرنا چاہتی ہے مگر اس کے والدین اس پر راضی نہیں، آپ کے نزدیک اس صورت میں کیا کیا جائے؟ اس کے جواب میں امام صاحب نے فرمایا کہ اس کے ساتھ متعہ تو کرلو، مگر اس کی بکارت زائل نہ کرو، بلکہ دوسرے طریق سے اس کے ساتھ صحبت کرلو۔

لطیفہ

استبصار میں تو ہر عورت (منکوحہ بہ متعہ) سے لواطت کے جواز کا فتوی درج ہے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

فقیر کی تحقیق مذکور سے ثابت ہو گیا کہ متعہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں بلکہ وہ عین زنا ہے اور عقلاً ونقلاً وقطعاً نہایت درجہ کا شنیع فعل اور ناروا ہے۔

ایک اور جواب

بر تقدیر تسلیم مان لیا جائے کہ بعض عورتوں سے متعہ نہیں ہو سکتا، تب بھی متعہ زنا کے حدود سے متجاوز نہیں ہو سکتا، زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ زنا اور متعہ میں عموم وخصوص کی نسبت ہے یعنی زنا عام ہے اور متعہ خاص کہ بعض سے جائز اور بعض سے ناجائز اور ظاہر ہے، خصوص اگرچہ خصوص ہے، لیکن ہے تو عموم ہی کی ایک قسم، نتیجۃً یہی کہا جائے گا کہ متعہ زنا کی ایک خاص قسم میں داخل ہے نہ کہ خارج، مثلاً حرام کھانے کی بہت سی صورتیں ہیں جیسے سود، رشوت ، چوری، غصب، غبن، خیانت ودیگر حرام اشیاء، شراب، خنزیر، کتا وغیرہ وغیرہ۔

اگر کوئی شخص اشیائے مذکورہ میں سے بعض اشیاء کو نہ کھائے اور کسی وجہ سے ان کا استعمال نہیں کرتا تو اسے کوئی ذی ہوش یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ وہ صاحب حرام اشیاء میں سے فلاں فلاں اشیاء کا استعمال نہیں کرتا، بنابریں اس کا حرام خوروں میں شمار نہ ہو، بلکہ اس حرام خور کو حرام خور ہی کہا جائے گا، مثلاً رشوت خور اور شراب نوش خنزیر نہیں کھاتا یا پیشاب نہیں پیتا تو کیا ہم اسے حرام خور نہیں کہیں گے۔

ایسے ہی زنا کا حال ہے کہ زانی ماں، بہن وغیرہ سے زنا نہیں کرتا اور اجنبی عورتوں سے کرتا ہے تو اسے زانی نہ کہا جائے گا؟ ایسے ہی جب متعہ میں زنا کی پوری تصویر موجود ہے تو پھر اسے ہیرا پھیری کر کے زنا سے خارج اور زبردستی نکاح میں

کیوں داخل کیا جاتا ہے، یہ صرف اس لئے کہ زنا کی بہار سے گلستانِ رفض وتشیع مہکتا چہکتا ہے لیکن ''تابکے''

شیعہ کے تمام نقلی اور عقلی دلائل کا قلع قمع کر دیا گیا ہے، اب ان کے اعتراضات سنئے جو اہل سنت کی احادیث کو لے کر عوام کو بہکاتے ہیں۔

فصل دوم

مختصر تاریخِ متعہ و تفصیلِ مذاہب

(اعتراضات از احادیثِ اہل سنت)

پیشتر اس کے کہ روایاتِ سنیہ پر بحث کریں یہ امر اشد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کی مختصر تاریخ بیان کر دی جائے۔ جہاں تک اہل سنت کی کتب سیر و حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے، متعہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل سرزمین عرب میں مروج تھا، چنانچہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ابتدائے اسلام میں حرام فرمایا اور پھر فتح مکہ میں تین روز کے لئے محض بضرورت جنگ اس کی اجازت دے کر قیامت تک اسے حرام قرار دے دیا۔

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"اِنَّمَا اُحِلَّتْ لِاَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتْعَةُ النِّسَاءِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ○

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے لئے تین روز متعہ حلال کیا تھا پھر اس سے منع فرما دیا۔

اس قسم کی سینکڑوں احادیث صحاح ستہ میں مروی ہیں، جن کی بنا پر اہل سنت کے چاروں ائمہ کرام یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے متعہ کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ ان کی کتب معتبرہ میں بے شمار سندات موجود ہیں، البتہ امام مالک کے متعلق صاحب ہدایہ کی غلطی کے باعث ہدایہ میں درج ہو گیا ہے حالانکہ اس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے، چنانچہ ہدایہ کی

شرح عینی کے مندرجہ حاشیہ پر ہی اس غلطی کی تشریح کردی گئی ہے۔خود امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے موطا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خیبر والی روایت کی بنا پر متعہ کو حرام کہا ہے،فرقہ مالکیہ کی دیگر کتبِ فقہ میں بھی اسے حرام ہی لکھا ہے۔شرح مختصر میں قلیل مالکی لکھتے ہیں:

"لاخلاف عندنان المتعة نکاح یفسخ مطلقا☆

اور رسالہ ابن ابی زید مالکی میں ہے:

"لایجوز نکاح المتعةاجماعا☆

اور ''منہج الوافیہ فی فقہ المالکیہ''میں بھی ہے:

"لایجوز نکاح المتعة وھو النکاح الی اجل"

علاوہ ازیں امام مالک متعہ پر حد تجویز کرتے ہیں۔علاوہ ان اندرونی سندات کے ایک چھوڑ دو بیرونی سندات اس بات میں ایسی معتبر ہیں جن سے کسی شیعہ کو بھی انکار نہیں ہوسکتا اور وہ یہ ہیں،علامہ حلّی جو شیعہ غالی ہیں ''کشف الحق،، میں فرماتے ہیں:

"ذھبت الامامیہ الی اباحة نکاح المتعةوخالف فیھا الفقھاء الاربع"

اور اسی طرح ''احقاق الحق،، مصنفہ ایضا میں مذکور ہے:

''چاروں ائمہ کے نزدیک متعہ حرام ہے''۔

اس شہادت کے ہوتے ہوئے کوئی شخص اس امر سے انکار نہیں کرسکتا،کہ صاحب ہدایہ نے محض غلطی سے یہ لکھ دیا ہے،وگرنہ اس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے،اس مختصر تمہید کے بعد ہم ان روایات کو سلسلہ وار پیش کرتے ہیں جو شیعوں کی طرف سے حلت متعہ کے ثبوت میں کتب سنیہ میں پیش کی جاتی ہیں اور ساتھ ہی ہم ان کی تردید

بھی کرتے جائیں گے۔

سوال

سب سے اول سیدنا ابن مسعود کی یہ روایت بخاری و مسلم سے بڑے شدومد سے پیش کی جاتی ہے:

كُنَّا نَغْزُوْمَعَ رَسُوْلِ اللهِ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءُ نَا فَقُلْنَا اَلَا نَسْتَخْصِيْ فَنَهٰنَا عَنْ ذٰلِكَ وَرَخَّصَ لَنَا اَنْ نَّتَزَوَّجَ الْمَرْءَةَ بِالثَّوْبِ اِلٰى اَجَلٍ ثُمَّ قَرَءَ عَبْدُ اللهِ ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَآ اَحَلَّ اللهُ لَكُمْ﴾ ○

ابن مسعود کہتا ہے: ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوہ میں تھے اور ہماری عورتیں ساتھ نہیں تھیں، ہم نے عرض کیا: کیا ہم اپنے آپ کو خصی کرلیں؟ آپ نے منع فرمایا اور پھر اجازت دی کہ عورتوں سے نکاح موقت کپڑے کے عوض کرلیں، پھر یہ پڑھا ﴿اے ایمان والو نہ حرام کروان پاک چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں﴾

جواب

ایمانداروں نے یہ روایت تو لکھ دی مگر دوسری روایت کو دیکھ کر سانپ سونگھ گیا جو آگے قلم نہ اٹھ سکا، حالانکہ دوسری روایت بھی ابن مسعود ہی سے مروی ہے، اور کیسی صاف سند تنسیخ متعہ پر ہے، بیہقی ابن مسعود سے روایت کرتا ہے:

قَالَ: اَلْمُتْعَةُ مَنْسُوْخَةٌ فَنَسَخَهَا الطَّلَاقُ وَالصَّدَقَةُ وَالْعِدَّةُ وَالْمِيْرَاثُ ○

انہوں نے کہا کہ متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور اس کو طلاق، مہر، عدت اور میراث نے منسوخ کیا ہے، علاوہ ابن مسعود کی اس روایت کے حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی بھی ایک اسی مضمون کی روایت (تفسیر درمنثور جلد۲ صفحہ۱۱۰) پر درج ہے:

"قَالَ نَسَخَ رَمَضَانُ كُلَّ صَوْمٍ وَ نَسَخَ الزَّكَاةَ كُلَّ صَدَقَةٍ وَنَسَخَ الْمُتْعَةَ الطَّلَاقُ وَ الْعِدَّةُ وَالْمِيرَاثُ وَ نَسَخَتِ الْأُضْحِيَةُ كُلَّ ذَبِيحَةٍ"

سیدنا علی نے فرمایا، رمضان نے کل روزے منسوخ کئے اور زکوۃ نے کل صدقات منسوخ کئے اور طلاق، عدت اور میراث نے متعہ کو منسوخ کیا اور قربانی نے کل ذبیحات منسوخ کئے۔

سیدنا ابن مسعود کی پہلی روایت غزوہ مکہ کے متعلق ہے اور اس کے الفاظ صاف طور پر واضح کر دیتے ہیں کہ غزوہ مکہ سے قبل بھی متعہ ممنوع تھا، اگر ممنوع نہ ہوتا تو صحابہ کرام کو تجرد سے تنگ آ کر خصی بننے کی التجاء کرنے کی کیا ضرورت تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے متعہ کی اجازت دینے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟

پس صحابہ کی التجاء اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اس امر کا بین ثبوت ہے کہ متعہ ممنوع تھا مگر اس کی وقتی اجازت حالات جنگ میں دی گئی تھی، ورنہ صحابہ از خود متعہ کر لیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دینے کی زحمت نہ ہوتی، چنانچہ روایت نمبر۲ ہمارے اس دعوے کی کامل طور پر تائید اور تصدیق کرتی ہے کہ یہ وقتی اجازت صرف تین دن کے لئے غزوہ مکہ میں دی گئی تھی۔

سوال

دوسری روایت سبرہ ابن معبد جہنی سے احمد و مسلم روایت کرتے ہیں: وھو ہذا

"قَالَ اَذِنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ فِيْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ فَخَرَجْتُ اَنَا وَرَجُلٌ ...... ثُمَّ اسْتَمْتَعْتُ مِنْهَا تخرج حَتّٰى حَرَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ○

اجازت دی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال متعۃ النساء کی، پس چل پڑے میں اور ایک اور آدمی...... پس میں نے متعہ کیا۔

جواب

یہاں تک تو ایمانداری سے روایت کو پیش کیا گیا ہے، لیکن اس کے بعد کے الفاظ کو "پس میں وہاں سے نہ نکلا جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام نہ کر دیا" نہایت بددیانتی سے بلا ڈکار ہضم کیا گیا ہے، کیا یہ الفاظ تقیہ سے چھپائے گئے ہیں یا کوئی اور وجہ ہے؟ گو یہی روایت ہی ہمارے دعوے کے لئے کافی ہے، لیکن "بد را بخانہ باید رسانید" کے مطابق سبرہ جہنی کی دوسری روایت انہیں ہر دو کتب احادیث سے پیش کرتے ہیں جو اس معاملہ کو روز روشن کی طرح صاف کر دیتی ہے۔

"يَقُوْلُ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ كُنْتُ اَذَنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ اِلَّا وَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ...... الخ○"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے لوگو! "میں نے تمہیں متعہ کی اجازت دی تھی مگر اب اللہ نے اسے قیامت تک حرام کر دیا ہے"۔

بخاری میں ایک اور مسلم میں دو روایات ابن اکوع سے مروی ہیں وہ یہ ہیں:

(اول) خَرَجَ عَلَيْنَا مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَذِنَ لَكُمْ اَنْ تَسْتَمْتِعُوْا مُتْعَةَ النِّسَاءِ○"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی آیا اور کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعۂ نساء کی اجازت دی ہے۔

(دوم) اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَاَذِنَ لَنَا الْمُتْعَةَ○

خود رسول کریم تشریف لائے اور ہمیں متعہ کی اجازت دی۔

(سوم) قَالَ كُنَّا فِيْ جَيْشٍ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اِنَّهٗ قَدْ اَذِنَ لَكُمْ اَنْ

تَسْتَمْتِعُوْا فَاسْتَمْتِعُوْا۝"

ہم فوج میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم (کا ایک آدمی) ہمارے پاس آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں متعہ کی اجازت دی ہے تو تم متعہ کرو۔

جواب

یہ تینوں روایات ایک ہی وقت بیان کی ہوئی معلوم ہوتی ہیں کیوں کہ الفاظ قریبا قریبا یکساں ہیں، چونکہ مختلف آدمیوں کی وساطت سے یہ روایات محدثین تک پہنچی ہیں، اس لئے قدرے اختلاف لفظی پایا جاتا ہے، پس جہاں ان تینوں روایات کو پیش کیا گیا تھا وہاں اگر چوتھی روایت کو بھی لکھا جاتا تو کیا اچھا ہوتا، نہ ان کو اعتراض کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی اور نہ ہمیں جواب دینے کی زحمت اٹھانی پڑتی، چوتھی روایت احمد و مسلم نے سلمہ بن اکوع وسبرۃ بن معید جہنی سے یہ نقل کی:

"قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا بَعْدَ هَا۝"

ابن اکوع نے کہا کہ فتح مکہ کے سال تین دن کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اس کے بعد منع فرما دیا۔

اسی قسم کی ایک اور حدیث سلمہ بن اکوع کے بیٹے نے اپنے باپ سے روایت کی ہے جو طحاوی کے باب المتعہ میں اس طرح درج ہے:

"قَالَ اَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا۝"

سلمہ بن اکوع نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کی پہلے اجازت دی تھی، پھر منع کر دیا تھا۔

سلمہ بن اکوع کی چاروں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام باوجود شدّتِ تجرد کے متعہ سے رکے رہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے صدورِ اجازت کے بعد مرتکب متعہ ہوئے۔ اگر نکاح کی طرح متعہ کی عام اجازت ہوتی اور یہ بہ نص قرآنی ثابت ہوتا جیسا کہ شیعہ صاحبان آیت "فما استمتعتم" کو اس کی نص صریح قرار دیتے ہیں تو صحابہ کا قبل از اجازت متعہ سے اجتناب کرنا اور بعد صدور اجازت اس کا مرتکب ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا اور اس تفریق کی کوئی وجہ معقول معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں نکاح کے واسطے کبھی صحابہ نے یہ التزام نہیں کیا کہ حضور سے پہلے اجازت بلکہ مشورہ تک لیں اور بعد میں نکاح کریں، اندریں حالات حرمت متعہ میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کیوں کہ اگر متعہ ایسا ہی جلوۂ بے دودھ تھا تو اس کے لئے اس قدر تگ ودو کی کیا حاجت تھی؟ جس کو بھی خواہش ہوتی بے کھٹکے متعہ کر لیتا۔ حدیث سوم میں لفظ "فاستمتعوا" سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلمہ بن اکوع متعہ کنندگان میں نہ تھے بلکہ اور لوگوں نے کیا تھا، بایں ہمہ امام بخاری کی صحیح میں اس حدیث کے بعد دوسری حدیث میں خود حضرت سلمہ بن اکوع کے یہ الفاظ ہیں:

"فَمَا اَدْرِیْ هٰذَا الشَّیْءُ کَانَ لَنَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً" مجھے معلوم نہیں یہ اجازت خاص صحابہ ہی کو تھی یا تمام امت کے لئے تھی۔

سوال

دو روایات مسلم کے باب الحج میں ابوذر سے مروی ہیں:

اول قَالَ کَانَتْ لَنَا رُخْصَةٌ"

متعہ کی ہم کو اجازت تھی۔

دوم لَا تَصْلَحُ الْمُتْعَةُ اِلَّا لَنَا خَاصَّةً"

سوائے ہمارے کسی میں صلاحیت متعہ کی نہ تھی۔

جواب

یہ روایات جیسا کہ ان کے محل وقوع سے ظاہر ہوتا ہے، متعہ حج کے متعلق ہیں، چنانچہ اس جگہ ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک اور روایت درج ہے جس سے خاصۃً متعہ نساء کے متعلق ابوذر سے ہی روایت مروی ہے اور وہ متعہ کی ہسٹری کے بیان میں اوپر ذکر کی جا چکی ہے۔

خلاصہ یہ کہ صحابہ میں بروایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود متعہ کو حرام فرمایا اور صرف تین دن کی اجازت بخشی، بعدازاں تا قیامت دائمی طور پر حرام فرما دیا۔ اور یہ سہ روزہ اجازت بھی غزوۂ اوطاس میں ہوئی۔

اور بروایت حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعہ کی خاندان نبوت میں حرمت اس قدر شہرت وتواتر کو پہنچی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد اور حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد نے روایتیں کی ہیں اور مؤطا و بخاری اور مسلم و دیگر مشہور کتابوں میں بطریق متعدد یہ روایات ثابت ہیں۔

سوال

حرمت متعہ تو غزوۂ خیبر میں ہوئی اس کے بعد اوطاس کی لڑائی میں پھر حلال ہو گیا، یہ کیسے؟

جواب

اس کا یہ ہے کہ یہ سب غلط فہمی ان کی اپنی ہی ہے ورنہ روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل موجود ہے، اصل میں خیبر کی لڑائی کو تَحْرِيْمِ لُحُوْمِ حُمُرِ

الْاَھْلِیَّۃِ ''(یعنی گوشت خرِ اہلی کا حرام) فرمایا ہے نہ کہ تاریخ حرام ٹھہرانے متعہ کی، لیکن عبارت ایسی ہے جس سے وہم دونوں کا ہوتا ہے، بعض محققوں نے نقل کیا ہے:

نَھٰی عَنْ مُتْعَۃِ النِّسَاءِ یَوْمَ خَیْبَرَ☆

عورتوں کے متعہ سے خیبر کے دن منع کیا۔

اور اگر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں حرام ٹھہرانا متعہ کا تاریخ خیبر پر موقوف کر کے بیان فرمایا ہے تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر رد کرنے اور الزام دینے کی کیا ضرورت؟ حالانکہ جس وقت کہ یہ رد والزام تھا اسی وقت یہ روایت فرمائی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو متعہ جائز کرنے پر سخت جھڑک کر کہا:

اَنْتَ رَجُلٌ تَائِہٌ

تو ایک مرد دیوانہ ہے۔

پس جو کوئی خیبر کی لڑائی کو متعہ کو حرام ٹھہرانے کی تاریخ کہے اُس کا جھوٹا دعویٰ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے استدلال میں کرتا ہے اور اس کی نادانی وحماقت پر یہی دعویٰ دلیل کے لئے کافی ہے۔ (تحفۃ اثنا عشرۃ)

سوال

بخاری، صاوی، تفسیر کبیر اور درِ منثور میں عمارہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے:

سَئَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْمُتْعَۃِ اَسِفَاحٌ اَمْ نِکَاحٌ؟ فَقَالَ لَاسِفَاحٌ وَلَا نِکَاحٌ قُلْتُ: مَاھِیَ قَالَ: ھِیَ الْمُتْعَۃُ۔

یعنی میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ متعہ زنا ہے

یا نکاح؟ آپ نے فرمایا: یہ نہ زنا ہے نہ نکاح بلکہ متعہ ہے۔

نیز بخاری میں ابوحمزہ سے روایت ہے:

سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فِيهَا فَقَالَ: لَهُ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ فِي النِّسَاءِ قُلْتُ: وَ الْحَالُ شَدِيدٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ"

سوال کیا گیا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ نساء کے متعلق تو اس نے اجازت دے دی، پھر اس کے نوکر نے اس کو کہا کہ یہ تو اس وقت تھا جب عورتوں کی قلت تھی، اور حالت شدید لاحق ہوتی تھی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ہاں۔

جواب نمبرا

پیشتر اس کے کہ ان روایات کا جواب عرض کیا جائے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ابتدائی زندگی کے متعلق چند واقعات درج کئے جائیں، جن کی روشنی میں مفصلہ بالا روایات کی تفہیم باحسن وجوہ عمل میں آئے گی، آپ ایک سال قبل از ہجرت پیدا ہوئے اور اپنے باپ کے ہمراہ نو سال مکہ میں رہے تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے آٹھویں برس غزوہ مکہ کے لئے اس جگہ تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ انہیں راستہ میں مدینہ کی طرف جاتے ہوئے ملے تو بمعہ ذریات و مستورات مدینہ منورہ بھیج دیا تھا، اس لئے نہ تو کوئی غزوہ سابقہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی موجودگی میں ہوا تھا اور نہ ہی فتح مکہ، علاوہ اس کے آخر آپ تھے بھی بچے ہی، اگر ان کے سامنے بھی یہ غزوات ہوتے، تو آپ میں احکامات شرعیہ کے سمجھنے کی قابلیت ہو بھی کہاں سکتی تھی، لہٰذا آپ کو جو علم متعہ کے متعلق تھا وہ سماعی تھا، بہر کیف ان روایات کی تردید خود ان کی دیگر روایات سے ہوتی ہے، علاوہ ازیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روایت ابن عباس کے

خلاف ارشاد فرمائی تھی، جوان (سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی عدم اطلاع کی تائید کرتی ہے۔ جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تصنیف کردہ تفسیر القرآن موجود ہے تو سب سے اول ہمیں اس تفسیر کا مطالعہ کرنا لازم ہے، نہ کہ ادھر ادھر کی روایات کی جستجو میں سرگرداں ہونا چاہئے۔

آیت "اُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ" ☆ کی تفسیر کے ماتحت آیت "اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً ......الخ" کی تفسیر آپ اس طرح کرتے ہیں:

اَنْ تَبْتَغُوْا تَزَوَّجُوا بِاَمْوَالِکُمْ (الی الاربع) وَیُقَالُ اَنْ تَشْتَرُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مِنَ الْاَمَاءِ وَیُقَالُ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ فُرُوْجَهُنَّ وَهِیَ الْمُتْعَةُ وَقَدْ نُسِخَتُ الْآنَ مُحْصِنِیْنَ مُتَزَوِّجِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ غَیْرَ زَانِیْنَ بِلَانِکَاحٍ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ اسْتَنْفَعْتُمْ بِہٖ مِنْهُنَّ بَعْدَ النِّکَاحِ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً مُهُوْرَهُنَّ کَامِلَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ وَلَا جُرْمَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرَاضَیْتُمْ بِہٖ فِیْمَا تَنْفَعُوْنَ وَتُرِیْدُوْنَ فِی الْمَهْرِ بِالتَّرَاضِیْ مِنْ بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ الْاُوْلٰی الَّتِیْ سَمَّیْتُمْ لَهَا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا فِیْمَا اَحَلَّ لَکُمُ النِّکَاحَ حَکِیْمًا فِیْمَا اَحْرَمَ عَلَیْکُمُ الْمُتْعَةَ ☆

اس آیت کی تفسیر پڑھنے کے بعد سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ بہ نسبت متعہ کے اس قدر واضح ہو جاتا ہے کہ اس کی اور زیادہ تشریح کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ آپ نے صاف الفاظ میں متعہ کے حکم کو منسوخ شدہ تصور کیا ہے، علاوہ ازیں بخاری و تفسیر کبیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ مِنْ قَوْلٍ فِی الْمُتْعَةِ"

اے اللہ! میں نے متعہ کے حلال ہونے کے متعلق اپنے قول سے توبہ کی۔

یہاں تک تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اپنی تفسیر اور روایت سے متعہ کی حلت کی تردید کی گئی ہے، اب ہم ایک روایت حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے درج کر کے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات کے ذکر کو ختم کرتے ہیں۔

موطا امام مالک، بخاری و مسلم میں بروایت سیدنا محمد حنفیہ بن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرقوم ہے:

"اِنَّهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّكَ رَجُلٌ تَائِهٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهٰی عَنِ الْمُتْعَةِ○"

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا: تحقیق تو مرد سرگشتہ ہے، تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ سے منع فرمایا ہے۔

بعینہ یہی حدیث شیعوں کی کتاب محاسن برقی میں بھی درج ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

علاوہ ازیں آپ سے واضح الفاظ میں ثابت ہے کہ آپ تصریح کر کے کہتے ہیں کہ اول اسلام میں مطلقا مباح تھا پھر مضطر یعنی نہایت مجبور کے لئے مباح ہے، جیسے خون اور خوک اور مردار۔

اَسْنَدَ الْجَاوَزِیْ مِنْ طَرِیْقِ الْخِطَابِیِّ اِلٰی سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لَقَدْ سَارَتْ بِفُتْیَاكَ الرُّكْبَانُ وَقَالُوْا فِیْهَا شِعْرًا قَالَ وَمَا قَالُوْ قُلْتُ قَالُوْا:

شعر

فَقُلْتُ لِلشَّیْخِ لَمَّا طَالَ مَجْلِسُہٗ یَاشَیْخُ ھَلْ لَّکَ فِیْ فُتْیَا ابْنِ عَبَّاسٍ

فِیْ غَیْدَۃٍ رُخْصَۃُ الْاَطْرَافِ آنِسَۃٍ تَکُوْنُ مَثْوَاکَ حَتّٰی مَصْدَرِ النَّاسِ

ترجمہ:

جاونی بطریق خطابی، سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت لایا ہے کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ سواروں نے آپ کا فتویٰ مشہور کر دیا ہے اور انہوں نے اس مضمون میں شعر کہا ہے۔ کہا: انہوں نے کیا کہا؟ میں نے کہا: یہ کہا ہے:

پھر میں نے کہا: اس بوڑھے کو ہر گاہ کہ اس کے بیٹھنے میں دیر لگی کہ اے شیخ آیا تجھ کو رغبت فتویٰ کی ہے جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے عورت نازک اندام ملائم ہاتھ پاؤں والی کے بارے میں کہ اُنس پکڑنے والی ہوگی تیرے گھر میں جب تک کہ لوگ لوٹیں۔

فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا لِھٰذَا اَفْتَیْتُ اِنَّمَا ھِیَ کَالْمَیْتَۃِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِیْرِ ○

سو سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: سبحان اللہ! میں نے یہ فتویٰ نہیں دیا ہے وہ متعہ میرے نزدیک مردار اور خون اور گوشت خوک کھانے کے مثل ہے۔

وَرَوَی التِّرْمَذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اِنَّمَا کَانَتِ الْمُتْعَۃُ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ کَانَ الرَّجُلُ یَقْدَمُ بِالْبَلْدَۃِ لَیْسَ لَہٗ بِھَا مَعْرِفَۃٌ فَیَتَزَوَّجُ الْمَرْءَۃَ بِقَدْرِ مَا یَرٰی اَنَّہٗ یُقِیْمُ بِھَا فَحَفِظَتْ لَہٗ مَتَاعَہٗ وَتُصْلِحُ لَہٗ شَیْئَہٗ حَتّٰی اِذَا نَزَلَتِ الْاٰیَۃُ ﴿اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کُلُّ

فَرْجٍ سِوَاهُمَا حَرَامٌ○

روایت کی ترمذی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، کہا: بیشک متعہ شروع اسلام میں تھا کہ کوئی آدمی کسی شہر میں ٹھہرتا تھا اس کی وہاں کوئی جان پہچان نہیں ہوتی تھی پس نکاح کرتا تھا وہ کسی عورت سے اتنے دن کہ جتنے دن وہاں کا رہنا تجویز کرتا تھا، پس محافظت کرتی تھی وہ عورت اس کے اسباب کی اور تیار کرتی تھی اس کے واسطے اس کی چیز یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی "الا علی ازواجھم الخ" سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سوائے ان دو کے سب عورتیں حرام ہیں۔

سوال

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہیں: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى○

پس یہ کہ پکڑو تم تمتع ان عورتوں سے وقت معین تک۔

اور یہ لفظ صریح ہے اس بات میں کہ مراد متعہ سے ہے، "جلی قلم"، یہ لفظ بالاجماع قرآن میں نہیں ہے اور قرآن کا تواتر باجماع شیعہ اور سنی شرط ہے اور حدیث پیغمبر کی بھی نہیں ہے، پھر کس چیز کو دستاویز بنائیں گے، "جلی قلم"، یہ کہ کوئی روایت شاذ منسوخ شدہ ہوگی، اور ایسی روایت کو قرآن کے مقابلہ میں جو محکم اور متواتر ہے لانا اور قرآن کو جو محکم بالیقین ہے چھوڑ کر اس روایت شاذ پر کہ اب تک کسی سند صحیح سے ثابت نہیں ہوئی، تمسک کرنا، کس بات پر قیاس کیا جائے گا۔ اور سنی شیعہ دونوں میں قاعدہ اصولی یہ ہے کہ جب دو دلیلیں قوت و یقین میں برابر باہم جھگڑا کریں حلال و حرام میں تو حرمت کو مقدم کرنا چاہئے، یہاں جو دلیل ہے وہ محض جھوٹ ہے،

اب تک کسی نے یہ قراءت سنی ہی نہیں اور تمام عرب وعجم میں قرآن ہیں، نہ کسی قرآن میں دیکھی، تو پھر کس طرح اسے ہم مقدم کریں گے۔

جواب

عبداللہ اور حسین پسران محمد بن حنفیہ سے اور انہوں نے اپنے باپ اور انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی:

اِنَّہٗ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَادِیَ بِتَحْرِیْمِ الْمُتْعَۃِ○

بیشک حکم کیا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کا کہ متعہ کے حرام ہونے کی منادی کردوں) پس معلوم ہوا کہ حرام ہونا متعہ کا ایک بار یا دو بار زمانہ آں سرور ﷺ کے بھی ٹھہر چکا ہے، جس کو یہ بات پہنچی وہ اس سے باز رہا اور جس کو نہ پہنچی باز نہ رہا، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت یہ فعل بہت پھیلا تو اس کا حرام ہونا مشہور کرنا، اور ڈرانا دھمکانا اس کے کرنے والے کو بیان کیا، تو حرمت اس کی خاص وعام کے نزدیک ثابت ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے صرف متعہ کا ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ثابت ہوتا ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس صفت سے وہ حلال ٹھہرے تو باقی رہنا اس حکم کا لازم آئے اور یہ بات خوب ظاہر ہے (تحفہ اثنا عشریہ)

اور نفس طالب لذت کی موافقت بھی بہ آسانی میسر آتی نہ برعکس امر کہ جو اشیاء مخالف نفس ہوں ان کو تو مخالفت دین کے حاصل کرنے کی وجہ سے اختیار کیا جائے اور جو شے کہ موافق نفس سرکش ہو اس کو اسی مخالفت دین کی بنا پر چھوڑا جائے، ایسے ہی یہاں یہ فضول توجیہ بھی نہیں کرسکتے کہ وہ اپنے دینی امور کا برتاؤ مسلمانوں کے خوف کے سبب سے کیا کرتے تھے، کیوں کہ اول تو ان کو بھلا کسی سے ڈرنا ہی

کیا تھا، دُرّۂ عمری کی لچک اور تیغ فاروقی کی چمک سے موافقین ومخالفین میں سے ہر شخص بیدِ لرزاں کی طرح بڑا کانپ رہا تھا، چنانچہ شیعوں کو بھی اس امر کے تسلیم واقرار کے سوا آخر کار کچھ چارہ کار نہیں بن پڑا، بلکہ ان بھلے مانسوں نے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیبت اور آپ کے رعب وادب کو بڑے زور اور شدومد کے ساتھ یہاں تک ثابت کیا ہے کہ جناب امیر جیسے اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی خوف عمر کے سبب سے عمر بھر کے لئے قلعۂ تقیہ میں پناہ گزیں بنا دیا ہے، حتیٰ کہ اپنی خلافت کے عہد میں بھی ان کے خلاف حکم پر قادر ہونے میں آپ کو مجبور محض ثابت کیا ہے، بلکہ اپنے مذہب کا مدار سب امور سے زیادہ خاص اس ہی امر پر قرار دے رکھا ہے، دوسرے اگر بالفرض وہ کسی کے خوف سے دین کے کسی امر کو بجالاتے تو ضرور تھا کہ اس فعل متعہ کو بھی، جس کو حضرات شیعہ افضل اعمال خیال کیا کرتے ہیں، ضرور عمل میں لایا کرتے، جس میں اوروں کی موافقت بھی ہو جاتی اور اس کے اکتساب میں نفس کو بھی لذت میسر آتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ مذہب شیعہ کی بنا پر ممانعت متعہ کو یا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات خاص کی طرف بالتخصیص منسوب کرنا روا نہیں اور یا آپ کی ممانعت کو برا کہنا بھلا نہیں۔

اب علماء شیعہ ارشاد فرمائیں کہ متعہ شنیعہ کیسا ہے اور اس کو کس نے حرام قرار دیا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باصفا نے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے؟ اور اس فعل حرام کو حلال کس نے کیا ہے، حضرت علی المرتضیٰ نے یا میاں عبد اللہ ابن سبا نے؟

سوال

الی اجل مسمی کے اضافہ سے مطلوب کیا ہے، اگر مان لیا جائے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

جواب: تا کہ کسی کو وہم نہ ہو کہ مہر کا مکمل طور ادا کرنا تمام مدت گزر جانے پر موقوف ہے کہ جب تمام مدت گزر جائے تب تمام مہر ادا کرنا واجب ہے جیسا کہ عرف میں مشہور ہے کہ ایک ثلث مہر معجّل کرتے ہیں یعنی جلدی دینا اور دو ثلث غیر معجّل یعنی کسی وعدے پر جب تک باقی رہے، لیکن یہ وعدہ بسبب تصرف عورت اور اس کے اختیار پر ہوتا ہے ورنہ حکم شرع یہ ہے کہ وہ ایک جماع کے بعد کل مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

اور اگر بقول شیعہ الی اجل مسمی عقد کی قید کے لئے ہے تو چاہئے کہ پھر متعہ شیعہ کے نزدیک عمر بھر ہمیشہ کے لئے جائز نہ ہو، حالانکہ عمر بھر کے لئے بھی متعہ جائز ہے۔ فلہٰذا ثابت ہوا کہ یہ قراءۃِ شاذہ اولاً قابل عمل نہیں، اگر ہو بھی تو شیعہ کو مفید نہیں، بلکہ الٹا مضر ہے۔

سوال

اہل سنت کی کتب احادیث سے بھی یہ پایا جاتا ہے کہ متعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر خلیفہ اول کے عہد خلافت تک برابر جاری رہا لیکن خلیفہ دوم نے اپنے خلافت کے زمانہ میں بہ تشدد اس کی ممانعت کر دی، چنانچہ خود ان کا یہ قول ہے کہ دو متعہ یعنی متعہ نساء و حج رسولِ مقبول کے زمانہ میں جاری تھے، اب میں ان کی ممانعت کرتا ہوں، بس سنیوں کے ہاں حرمت متعہ صرف ممانعت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ پر مبنی ہے نہ کلام اللہ و حدیث پر۔

جواب

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اس کی ممانعت کی اس لئے کہ متعہ میں جس قدر آزادی ولذت نفس حاصل ہے وہ کسی اہل عقل پر مخفی نہیں

جس کا انکار ہدایت کا انکار ہے۔اس صورت میں ظاہر ہے کہ اس قسم کی لذات سے اپنی ذات کو بچانے والا دوسروں کو اس کی جانب سے نفرت دلانے والا ہے، وہ اللہ کا خاص بندہ ہوسکتا ہے جس نے اپنی خواہش نفسانی کو جو توجہ الی اللہ سے اس کو باز رکھنے والی ہے خاص اللہ ہی کے واسطے ترک کر دیا ہو، نفس کے بندوں کا جو ہمیشہ لذاتِ نفسانی میں منہمک رہتے ہیں ہرگز یہ کام نہیں، حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو شیعہ اعلی درجہ کا دنیا دار و بندۂ نفس بلکہ اس سے بھی کہیں بدر جہا زیادہ نعوذ باللہ اپنے خیالِ فاسد میں برا گمان کرتے ہیں۔ان کے اعتقاد مخصوص کی بنا پر تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ مدت العمر خصوصا اپنے عہد حکومت میں، جس سے بڑھ کر خواہشات ولذات نفسانی کے پورا کرنے کے لئے اور کوئی زمانہ نہیں ہوسکتا، خود بھی اس میں غایت درجہ منہمک رہتے اور دوسروں کو بھی رغبت دلاتے تا کہ اس معاملہ میں کوئی ان کو انگشت نما بنانے نہ پائے، نہ یہ کہ خود بھی اس کے ارتکاب سے بچیں اور پھر اوروں کو بھی اس کے گرد نہ پھٹکنے دیں۔اس مقام پہ شیعہ یہ توجیہ غیر وجیہ بھی نہیں کر سکتے کہ ہر چند کہے لذتِ نفس کی وجہ سے تو آپ کا جی ضرور اس کو چاہتا ہوگا لیکن مخالفت دین کے سبب سے آپ نے اس کے برخلاف عمل کیا اس لئے کہ ادنی اہل عقل بھی اس امر بدیہی کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ اگر معاذ اللہ مخالفت دین کی وجہ سے اس کو ترک کیا جاتا تو اس کے سوا باقی اور امور دینیہ کا ترک کرنا اولیٰ تھا جن کے بجالانے میں نفس کو تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔

خصوصًا وہ امور جن کی تعمیل نفس امارہ پر حد سے زیادہ شاق گذرتی ہے کہ اس صورت میں دین کی بھی مخالفت ہو جاتی ہے۔

جواب

چند دنوں تک حلال ہونے کے بعد پھر دونوں ابد الاباد کے لئے قطعًا حرام

کیے گئے مگر چونکہ عام طور پر تمام اہل اسلام کو حرام ہونے کا علم نہ تھا، خاص کر لذتِ متعہ کا لوگوں کو چسکا لگا ہوا تھا جس کے سبب سے دفعۃً اس کا یک بارگی چھوڑ دینا کچھ آسان کام نہ تھا اس لئے بعض بعض شخص خلیفہ بلا فصل رسول مقبول امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت تک نہ پہنچنے پائے، آپ کے زمانۂ خلافت کے ختم ہو جانے کے بعد جب امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت شروع ہوا اور آپ کو اس امر کی خبر پہنچی کہ حرمت متعہ کا حکم عام طور پر سب مسلمانوں کو نہیں پہنچا تو آپ نے نہایت تشدد سے یہ حکم ناطق صادر فرمایا کہ جو شخص متعہ شنیعہ کا مرتکب ہوگا اس پر حد زنا جاری کی جائے گی، امیر عرب و عجم خلیفہ سید ولد آدم کے اس جلالی حکم سننے کے بعد پھر کس کی مجال تھی کہ اس فعل ناپاک کے گرد پھٹک سکے۔ اس جلالی شان والے والی کا یہ فرمانِ عالی سنتے ہی سننے والوں کے بدن میں گویا ایک سناٹا چھا گیا اور متعہ کرنے والوں کے تن بدن کے تمام جوڑ بند ڈھیلے پڑ گئے۔ آخرالامر اس امیر بحر و بر اشد ھم فی امر اللہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قدر تشدد کے ساتھ اس امر کا عمدہ نتیجہ و بہتر اثر یہ ہوا کہ تمام اہل اسلام، عرب و عجم، روم و شام کو اس فعل متعہ غیر مشروعہ کو اور باقی جملہ افعال ممنوعہ کی طرح طوعاً و کرہاً جبراً و قہراً، چھوڑنا پڑا، مخالفین متعصبین کے جنگی رگ و پے میں اس حق و باطل کے جدا کرنے والے کا ناحق بغض سمایا اور اس بغض نفسانی سے ان کی روح کا جو ہر بنا ہوا ہے، اس مقربِ بارگاہ، محبوبِ اِلٰہ پر یہ الزام بے جا قائم کر دیا کہ متعہ کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حلال کیا تھا مگر حضرت عمر نے اس کو حرام کر دیا۔ اب حضرات شیعہ اس منصفانہ تقریر کو سن کر ذرا خدا سے شرمائیں اور خدا کے لئے اپنے دل میں انصاف کر کے صاف صاف فرمائیں کہ اس فعل ممنوع کو کس نے حرام بنایا ہے، امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب نے یا الہ العالمین نے؟

یہ حال تو متعہ نساء کا ہے، رہا متعہ حج کہ بمعنی تمتع یعنی فائدہ مند ہونے کے ہے یعنی عمرہ کرنا حج کے ساتھ ایک سفر میں حج کے مہینوں میں یعنی شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ میں، بغیر اس کے کہ گھر لوٹے، پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو منع نہیں کیا، استمتع کی نسبت حرام ٹھہرانے کی ان پر افتراء صریح ہے، بلکہ حج اور عمرہ دونوں کے اِفراد کو اولیٰ جانتے تھے، دونوں ایک احرام میں اکٹھا کرنا کہ قران ہے یا ایک سفر میں تمتع ہے۔ اب تک مذہب شافعی اور سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ اور دیگر فقیہوں کا یہی ہے کہ ایک ایک کرنا افضل ہے، تمتع اور قران سے اور دلیل اس افضلیت کی قرآن سے صریح ظاہر ہے۔ قولہ تعالیٰ:

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ○ (سورہ بقرہ/۱۹۶)

تمام کرو تم حج اور عمرہ کو واسطے اللہ کے۔

اور تمام کے معنی تفسیر میں یوں مروی ہیں کہ

اِتْمَامُهُمَا اَنْ تُحْرِمَ بِهِمَا مِنْ دُوَيْرَةِ اَهْلِكَ ○

کمال ان دونوں کا یہ ہے کہ احرام باندھے اپنے کنبے کے محلے سے،

اور بعد اس آیت کے فرمایا:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ ○ (سورہ بقرہ/۱۹۶)

پس جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر۔

اور متمتع پر ہدی واجب ہے نہ کہ مفرد پر، پس صریح معلوم ہوا کہ تمتع میں یہ نقصان بھی ہے کہ اس میں ہدی دینا ہوتا ہے، کیوں کہ قطعاً معلوم ہے کہ موافق شریعت کے حج میں ہدی واجب نہیں ہوتا ہے مگر قصور کے سبب سے اور اس کے ساتھ تمتع اور قران بھی جائز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو افراد کو تمتع اور قران کے مقابل اختیار فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے، صریح دلیل افضلیت افراد کی ہے اس سبب سے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں افراد حج فرمایا اور اس عمرۃ القضاء عمرہ جعرانہ سے افراد عمرہ کیا، اور باوجود فرصت عمرہ جعرانہ میں حج نہ ادا کیا، مدینہ منورہ کو لوٹ آئے، اور عقل کی راہ سے بھی افضلیت افراد کی ہر ایک حج وعمرہ سے معلوم ہوتی ہے کہ ہر ایک کے واسطے احرام اور ہر ایک کے ادا کے واسطے سفر جدا جدا ہوگا، ظاہر دُگنی حسنات حاصل ہوں گی، جیسے کہ استحباب وضو ہر نماز کے واسطے یا مسجد میں ہر نماز کو جانا بیان کیا ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس کو منع کیا وہ یہ نہیں ہے، بلکہ متعہ حج کے دوسرے معنی ہیں، یعنی حج کو کرنا عمرہ کے ساتھ اور احرام حج سے نکلنا عمرہ کے افعال کے ساتھ بے عذر، اسی پر اجماع امت کا ہے کہ متعہ حج بلا عذر حرام ہے اور جائز نہیں ہے، ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نسخ اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مصلحتاً کرایا تھا اور وہ مصلحت دفع رسم جاہلیت کی تھی، کہ عمرہ کو حج کے مہینوں میں افجر فجور جانتے تھے اور کہتے تھے۔

اذا عفا الاثر وبرع الدبر وانسلخ الصفر حلت العمرة لمن اعتمر ☆

جب مٹ جائیں نقش قدم اور اچھی ہو جائے پشت زخمی سواری کی اور تمام ہو جائے ماہ صفر تو حلال ہوتا ہے عمرہ اس شخص کو جو عمرہ کرے۔

لیکن یہ نسخ اسی زمانہ سے مخصوص ہے، اوروں کو جائز نہیں ہے کہ نسخ کریں بغیر عذر کے، اور یہ تخصیص بروایت حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ثابت ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ذَرٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَتْ مُتْعَةُ الْحَجِّ لِاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ خَاصَّةً ○

روایت کی مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، بیشک اس نے کہا

کہ تمتع حج میں خاص واسطے اصحاب محمد کے ہے۔

وَاَخْرَجَ النِّسَائِيُّ عَنْ حَارِثِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَسْخَ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً فَقَالَ بَلْ لَنَا خَاصَّةً ۝

روایت کی نسائی نے، حضرت حارث بن بلال سے، اس نے کہا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! فسخ حج کا خاص ہمارے واسطے ہے یا سب لوگوں کے واسطے عام، تو فرمایا: بلکہ خاص ہمارے واسطے ہے۔

قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ الْمُسْلِمِ قَالَ الْمَازِرِيُّ: اُخْتُلِفَ فِي الْمُتْعَةِ الَّتِيْ نَهٰى عَنْهَا عُمَرُ فِي الْحَجِّ فَقِيْلَ فَسْخُ الْحَجِّ اِلَى الْعُمْرَةِ وَ قَالَ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ ظَاهِرُ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَ عُمَرُ اَنَّ ابْنَ حُصَيْنٍ وَ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ الْمُتْعَةَ الَّتِيْ اخْتَلَفُوْا فِيْهَا اِنَّمَا هُوَ فَسْخُ الْحَجِّ اِلَى الْعُمْرَةِ قَالَ وَ لِهٰذَا كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ النَّاسَ عَلَيْهَا وَ لَا يَضْرِبُهُمْ عَلٰى مُجَرَّدِ التَّمَتُّعِ اَىْ الْعُمْرَةِ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ ۝

کہا نووی نے شرح مسلم میں کہ کہا مازری نے، اختلاف کیا گیا ہے متعہ کی بابت کہ منع کیا ہے اس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حج میں، بعض نے کہا ہے کہ مراد حج کا توڑنا ہے عمرہ کے واسطے، اور قاضی عیاض نے کہا ہے ظاہر حدیث حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابی موسیٰ کی بیشک متعہ کی، جس میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اختلاف رکھتے تھے، مراد اس سے حج توڑنا ہے عمرہ کے واسطے، اور کہا قاضی عیاض نے یہی سبب تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو مارتے تھے اس واسطے اور نہیں مارتے تھے ان کو صرف تمتع کرنے پر یعنی عمرہ ادا کرنا حج کے مہینوں میں۔

اور یہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا منع کرنا تمہارے دلوں میں زیادہ تاثیر رکھتا ہے، اس لئے کہ میں وقت کا خلیفہ ہوں، دین کے کاموں میں

میری سختی تم کو معلوم ہے، ایسا نہ ہو کہ ان دونوں کاموں کو سہل جانو اور حقیقت میں نہی ان دونوں کی قرآن میں نازل ہے، اور خود پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قولہ تعالیٰ:

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ (مؤمنون/ ۷)

پھر جو کوئی ڈھونڈھے سوائے اس کے تو وہ لوگ حد سے نکلنے والے ہیں۔

اور قولہ تعالیٰ: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ○ (بقرہ/ ۱۹۶)

اور کامل کرو حج کو اور عمرہ کو۔

لیکن فاسق اور عوام الناس خدا تعالیٰ کے منع کئے ہوئے اور حدیث کو کب خیال میں لاتے ہیں، یہاں بادشاہ کا حکم چاہیے، کیوں کہ مقولہ مشہور ہے کہ ’’

اِنَّ السُّلْطَانَ يَزَعُ اَكْثَرَ مِمَّا يَزَعُ الْقُرْآنُ ☆

یعنی حاکم کا ماجرا قرآن سے زیادہ ہے۔

پس اضافت نہی اپنی طرف اسی نکتہ کے لئے ہے۔

خاتمہ

حرمتِ متعہ عقل والوں کی نظر میں

بفضلہٖ تعالیٰ فقیر نے دلائل قاطعہ سے ثابت کر دکھلایا ہے کہ شرعا ہر پہلو سے متعہ زناءِ خالص ہے، اس کا مرتکب قیامت میں وہی سزا پائے گا جو زانی کے لئے احکم الحاکمین نے مقرر فرمائی ہے۔ اب چند دلائل عقلیہ بھی ملاحظہ ہوں۔

نمبرا

انسان فطرتاً آزاد واقع ہوا ہے، اس لئے جب کبھی کوئی مرسل مذہب کے قیودی احکامات لے کر دنیا میں مبعوث ہوا ہے تو ہمیشہ انسان نے اس کی مخالفت کی ہے اور مرسلان الٰہی کی نسلا بعد نسلا تلقین سے اگر سلسلہ حقہ میں کبھی آ بھی گیا ہے تو پھر اپنی طبعی شہوت کی عنان گذشتہ آزادیوں سے مجبور ہو کر سابقہ وحشیانہ فسق وفجور کی طرف عود کرتا رہا ہے، تاریخ اس کی شاہد اور قرآن کریم اس کا گواہ ہے۔ ابوالبشر علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر خیر البشر علیہ الصلاۃ والسلام تک ہزاروں قسم کے عذاب انسان پر نازل ہوئے مگر وہ اپنی بہیمی خصلت کو معدوم نہ کر سکا اور وقتاً فوقتاً اس کے مہیب مناظر صفحۂ عالم پر نقش ہوتے رہے اور مٹتے رہے، پس جب باوجود پیغمبروں کی تہدید اور خدائے قہار کے عذاب ہائے شدید کے سرکش انسان کی یہ حالت زبوں رہی ہو تو جس صورت میں از روئے مذہب ہی اس کو ایک طرف تو شہوت رانی کا لائسنس بدیں الفاظ ملا ہو،

تَزَوَّجْ مِنْهُنَّ اَلْفًا فَاِنَّهُنَّ مُسْتَاجِرَاتٌ ☆
یعنی ہزار عورت سے متعہ کرو کیوں کہ وہ ٹھیکہ کی چیزیں ہیں۔

تو انسان کو کیا غرض کہ خواہ مخواہ منکوحات کے چکر میں پڑ کر کہیں تو عورت کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اپنے سر لے، اور کہیں بال بچوں کی تعلیم و پرورش کا بارگراں اپنے کندھوں پر اٹھائے، لہٰذا تدبیر منزل تو رخصت ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سیاستِ مدنی بھی گئی، کیوں کہ مقدم الذکر دراصل مؤخر الذکر کے اجزائے ترکیبی ہیں، پس ابتدائے آفرینش میں جو وحشیانہ حالت انسان کی تھی وہی پھر قائم ہو جائے گی، چنانچہ ایسی زندگی کے آثار اب تک افریقہ کی مردم خور وحشی اقوام میں پائے جاتے ہیں۔

نمبر۲

جب اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ "کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ" تو مرد کمبخت کو کیا ضرورت پڑی ہے خواہ مخواہ بقید عدم صرف ایک پرانی بوسیدہ ڈفلی بجاتا رہے اور ہر شب نئے سے نئے ساز طرب سے مزے نہ لوٹے، پھر یہ بھی امر واقع ہے کہ جب ایک دفعہ" مرد قلیل الزحمت کثیر اللذت" اصول پر کاربند ہو جائیں گے تو اس شیر کی طرح جسے جب ایک دفعہ خون آشامی کا چسکہ پڑ جائے تو وہ جنگل میں کسی حیوان کو گزند پہنچائے بغیر نہیں چھوڑیں گے، سوسائٹی میں "میری" اور "تیری" کی قید اٹھ جائے گی، ہر تلوار کا حق ہوگا کہ وہ جس نیام میں چاہے گھسے، اور ہر شمشیر زن جسے چاہے گا، اس پر وار کرے گا، نتیجہ ظاہر ہے، چنانچہ انہیں مناظر تباہی کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے " لَا تُلِحُّوا عَلَى الْمُتْعَةِ ......الخ،، والی حدیث ارشاد فرمائی تھی جو ﴿کافی جلد۲ صفحہ ۱۹۲﴾ میں درج ہے۔

نمبر۳

جب ایک دفعہ مردوں نے اپنا نصب العین "قلیل الزحمت کثیر اللَّذّت،

اصول بنالیا تو عورتوں کا سر پھرا ہے جو وہ خواہ مخواہ حمل کی تکلیف بچوں کی پرورش کی زحمت اور انتظام خانہ داری کی دردسری محض مردوں کی خاطر برداشت کریں گی، کیوں کہ دنیا بھر کے قوانین اس بات پر متفق ہیں کہ بچوں کا حقیقی مالک آخرکار باپ ہی ہوتا ہے اور ماں بیچاری تو بمنزلہ دایہ ہی کے ہوتی ہے، کیوں عورتوں کا جی نہ چاہے گا، کہ بڈھے کھوسٹ خاوندوں کی خدمت کرنے اور ان کے شتر غمرے اٹھانے کے بجائے وہ بھی ہر شب نئے ناز برداروں کے پہلو میں مزے اڑائیں۔ جب اس طرح عورتوں کو بھی نئے لذائذ کی چاشنی کا چسکا پڑگیا تو وہ قدرتی موانعات لذت آفرینی (یعنی قابلیت بچہ کشی وغیرہ) کو ادویات سے زائل کر کے سدا نو بہار دلہن کی طرح رہا کریں گی اور بازاری عورتوں کی طرح اپنی عصمت فروشی کیا کریں گی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر عورت رنڈی اور ہر بستی چکلہ ہوگی۔

نمبر ۴

متعہ کا ایک شرمناک پہلو

ہر علت کا معلول اور ہر سبب کا نتیجہ ہوا کرتا ہے، اگر نہیں ہے تو وطئ متعہ کا نتیجہ کہیں چلتا پھرتا بھی نظر نہیں آتا۔ زنا سے ولدالزنا، کنجری کی اولاد، اپنی قومی حیثیت کو (قوم طوائف کی حیثیت میں) قائم رکھتی ہے، مگر ولدِ متعہ اپنی حیثیت قائم رکھنے سے ایسے عاری ہے کہ ہندوپاک میں کروڑ شیعہ آبادی ہو تو اس میں سے ایک بھی اپنے آپ کو متاعی کہنے کے لئے تیار نہیں، گویا لاکھوں متاعی مومنوں کی اولادہوں گے اور ہونے چاہئیں، پھر جس عورت سے متعہ کیا گیا ہے چونکہ وہ پوشیدہ ہوتا ہے، اور اس کا اعلان واظہار بھی نہیں ہوتا، اور نکاح کی طرح متعہ کے اثرات بھی مرتب نہیں

ہوتے ،تو اب خدا معلوم ایک ہی عورت سے کون کون متعہ کرتا ہوگا اور جو اولاد ہوتی ہوگی اس میں لڑکیوں کا کیا حشر ہوتا ہوگا، اور ان لڑکیوں سے نامعلوم کون کون متعہ ٹھہراتا ہوگا، یہ وہ امور ہیں جن کو قلم لکھتے ہوئے رکتا ہے، قارئین خود ہی اس کا اندازہ لگالیں۔

نمبر ۵

متعہ کا جائز استعمال بھی بُرائیوں کا سرچشمہ ہے

ہر اخلاقی اصول کے صحیح ہونے کا معیار اس کے جائز استعمال کے نتائج حسنہ نہیں بلکہ اس کے ناجائز استعمال کے نتائج قبیحہ ہوا کرتے ہیں، مثلاً اگر کسی اصول کے جائز استعمال سے اس قدر اچھے نتائج مرتب نہ ہوتے ہوں جس قدر اس کی بد استعمالی سے خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو وہ اصول ناقص ہے اور مخرِب اخلاق ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر مصلح قومی نے اس اصول کے قائم کرنے سے گریز کیا ہے جن کا ناجائز استعمال ان کے جائز استعمال کی نسبت زیادہ خطرناک ہے۔نماز اگر انسان محض ریاکاری ہی کی وجہ سے پڑھے یا روزہ محض نمائش تقوی ہی کی غرض سے رکھے پھر بھی مقدم ہوگا، اور مؤخر الذکر حالات میں اگر عند اللہ ثواب حاصل نہ ہوگا تو صحت جسمانی کے فوائد سے تو ضرور بہرہ اندوز ہوگا، چنانچہ اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے شرع اسلام میں شراب خوری اور قمار بازی حرام قرار دی گئی ہیں، کیوں کہ انہیں حدِ اعتدال سے استعمال کرنے میں اس قدر فوائد نہیں ہیں جس قدر انہیں بے اعتدالی سے استعمال کرنے میں نقصانات ہی نقصانات ہیں۔

نمبر ۶

متعہ سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ کس کی کہلائے گی

آدمی نکاح کر کے بیوی کو گھر میں آباد کرتا ہے، پردہ میں رکھتا ہے، اس کے نان ونفقہ کا ذمہ دار بنتا ہے، اس سے پیدا شدہ اولاد کا باپ کہلاتا ہے، مر جاتا ہے تو بیوہ اور اولاد اس کی وارث اور اس کی بقائے نسل کا ذریعہ بنتی ہے، مگر آہ متعہ میں یہ سب باتیں مفقود ہیں، اگر متعہ کو رواج دیا جائے تو ایک عالم اس شعر کا مصداق بن جائے، عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت کے ساتھ ۔

بندۂ نفس شدی ترک نسب کن متعی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اگر اتفاق سے ایسا ہوا کہ نطفہ قرار پا گیا اور اس درمیان میں مدت متعہ گزرنے کے بعد کسی دنیا دار نے کچھ مدت محدود تک گھر بسانے یا محض لذت اٹھانے کے خیال سے یا کسی دیندار نے غیر محدود زمانہ تک خاص ثواب کمانے کی غرضِ خاص سے اس نیک بی بی کے ساتھ متعہ کر لیا تو اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ اس حالت میں جو اولاد اس سے وجود میں آئے گی وہ ضرور مخلوط نسب لوگوں میں شمار کی جائے گی، نہ تو کسی پر یہ بھید کھلے گا کہ اس مجہول النسب کا پہلے حضرت میر صاحب کی اولاد میں اعتبار ہے اور نہ کہیں اس کا پتہ لگے گا کہ اس کا پچھلے جناب میرزا صاحب کی اولاد میں شمار ہے، اس صورت میں اس حرکت مخصوصہ کی بدولت جو خاص متعہ سے پیدا ہوئی

ہے، نتیجہ بد پیدا ہوگا، کہ نہ تو اس اولاد کو ایسے باپ کے ساتھ کسی قسم کی خصوصیت ہوگی جس نے اس کے حق میں ناحق یہ پاپ کمایا ہے، اور نہ اس باپ کو ایسی بد بخت اولاد سے کچھ محبت ہوگی جس نے اس کو یہ منحوس دن دکھلایا ہے۔

لڑکی یا بیوی یا بہن

اگر بالفرض عمل متعہ سے اس اللہ کی بندی کو حمل رہ گیا اور مدتِ متعہ گزرنے کے بعد دونوں میاں بی بی میں جدائی پیش آئی جس کا انقضاءِ مدت کے بعد وقوع میں آنا ظاہر ہے اور اس حمل سے اتفاقیہ کوئی لڑکی پیدا ہوئی اور وہ ہونہار بچی قدرتِ خدا رب العالمین سے پرورش پا کر خیر سے سن بلوغ کو پہنچ گئی ادھر اتفاق سے یہ شدنی معاملہ پیش آیا کہ وہ ذات شریف جن کے نطفہ لطیفہ سے اس کی ولادت باسعادت ظہور میں آئی، مدت دراز کے بعد اِدھر اُدھر سے پھرتے پھراتے کہیں اس شہر میں آ نکلے اور اس حضرت کو رفع ضرورتِ دنیاوی یا ضرورتِ ثوابِ دینی کی غرض سے متعہ کی ضرورت پیش آئی اور بے خبری سے اس کے ساتھ متعہ یا دائمی نکاح کر لے تو علماءِ شیعہ بتائیں کہ اس صورت نازیبا میں ان دونوں کا (حقیقۃً رشتہ باپ، بیٹی یا میاں بیوی ہیں) کیا حشر ہوگا، چونکہ متعہ سے بچنے اور نکاح کرنے میں اسی قسم کی ان گنت مصلحتیں وحکمتیں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں آیت ''فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ''، کے آخر میں فرمایا:

''اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۝'' (نساء/۲۴)

لیکن اس کی مصلحت وحکمت کو وہی سمجھ سکتا ہے جو ان کا مستحق ہے، جو متعہ کی گندی آلائشوں میں ملوث ہو، اسے قرآن کریم کے اسرار ورموز کی کیا خبر۔

نمبر ۷

اولاد کا ہونا ایک نعمت عظمیٰ ہے، انسان فطری طور پر اس کے حصول کا متمنی ہوتا ہے، اولاد نہ ہونے پر مرد اور عورت کو سر کی بازی لگانی پڑتی ہے، بلکہ دنیا و دولت اور گھر کا اثاثہ اولاد کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، اور یہ دائمی نکاح میں بطریق اتم و بوجہ مکمل حاصل ہوتا ہے اور سلسلۂ متعہ میں یوں ہی درہم برہم ہو جاتا ہے، اور ان چند قباحتوں کے سبب سے وہ پیچ در پیچ بن جاتا ہے کہ اول تو متعہ میں اس سے کچھ مطلب ہی نہیں ہوتا کہ اولاد پیدا ہو وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے چند ایک عقلی دلائل پیش کئے ہیں، صرف اہل دانش سے اپیل ہے کہ قطع نظر نزاع مابین المذہبین کے خود سوچیں کہ کیا معاشرہ کے خوبصورت چہرہ کے لئے متعہ جیسے بدنما داغ کی اجازت ہے؟

جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہونا چاہئے تو پھر اس مذہب کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہے جس میں ایک بار کرنے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور چار بار کرنے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کا درجہ ملتا ہے، شکر ہے کہ شیعوں نے پانچویں مرتبہ کا ذکر نہیں کیا ورنہ خدائی منزل میں باقی صرف ایک درجہ رہ جاتا ہے۔

بہر حال یہ متعہ ذاکروں، مرثیہ خوانوں اور واعظوں اور مبلغوں کا من گھڑت ہے، اس سے ان کے پیٹ کے تنور کی آگ بجھتی ہے ورنہ اہل عقل اور سنجیدہ طبقہ میں اس کے جواز کا کوئی مقام نہیں۔

دلیل نمبر ۱

متعہ دَورِیہ ہو یا مشہور الجمھور للشیعہ تمام شرائع واَدیان میں قبیح وشنیع ہونے کے علاوہ عقلی طور بھی ناموزوں ہے، مثلاً انسانی شرافت کا حیوانات کے مابین امتیاز

کا سبب حسب نسب ہے، انسانی دنیا کے تمام اہل عقل واہل اَدیان نے تسلیم کیا ہے ،جو ضروریات نکاح سے مقصود ہیں ان ضروریاتِ خمسہ میں سے ایک یہی حفظ نسب بھی ہے، وہ ضروریات خمسہ یہ ہیں:

(۱)حفظ النفس(۲) حفظ الدین(۳)حفظ العقل(۴)حفظ النسب (۵)حفظ المال، یہی وجہ ہے کہ خون کا بدلہ اسی لئے جہاد اور حدیں قائم کرنا،نشہ آور اشیاء کو حرام قرار دینا،ظلم،زنا،چوری،غصب،متعہ کی حرمت میں ذرا بھر بھی تامل نہیں کہ حیا وشرم اور غیرت وعزت وناموس کی حفاظت ضروری ہے۔

ثابت ہوا کہ اس متعہ کے مفاسد تو بد سے بدتر ہیں، بالخصوص اولاد کا ضائع کرنا، پھر بچ بھی جائے تو تربیت سے اس کا کیا حال ہوگا،خصوصاوہ اولاد از قسم بنات ہو تو اس کی رسوائی کا کیا حشر ہوگا، نہ نکاح کفو میں ہو سکے گا،اور نہ ہی اس کی عزت و ناموس کا معاملہ صحیح ہوگا، پھر خدانخواستہ بے خبری میں متعہ کرنے والا خود یا اس کا لڑکا اس سے نکاح کرے تو پھر شیعہ قوم کی سوچ وبچار میں کیا آتا ہے،اس طرح سے شرعی قواعد نکاح وطلاق ومیراث وغیرہ کا نظام درہم برہم ہوجائے گا،ایک معمولی مسئلہ کو رائج کر کے نظام اسلام کی بربادی وتباہی کی اجازت عقل وشعور کے کس کھاتے میں لکھا جائے گا؟ وغیرہ وغیرہ۔

فیصلہ کن بات

اگر متعہ اتنا بہت بڑا فائدہ مند عمل ہے اور اس کا ثواب حج ودیگر عبادات سے بڑھ کر ہے تو شیعہ اپنے آپ کو ابنِ متعہ (متعہ کی اولاد) کہلوانے سے کیوں جھجکتا ہے،اور فقیر انعام پیش کرنے کو تیار ہے، کسی ایک مشہور اخبار میں ایک بار اپنے آپ کو متعہ کی اولاد کا اعلان کرے،شیعہ پارٹی خود سوچے کہ جب متعہ ثواب کا کام ہے تو پھر اس سے عار وننگ کیوں؟ معلوم ہوا کہ متعہ زنا کا دوسرا نام ہے (فَاعْتَبِرُوْا یَآ

اُولِی الْاَبْصَارِ)

شیعہ مذہب کے عقائد و مسائل کا نمونہ

فقیر نے متعہ کی بحث ختم کر لی تو خیال گزرا کہ شیعہ کے چند عقائد و مسائل بھی درج کر دئے جائیں، تا کہ ایک حقیقت پسند ذہن فتوی دے سکے۔

عقیدہ در بارۂ خدا تعالیٰ

ان محمد رای ربہ فی ھیئۃ الشباب الموفق فی سن ابناء ثلثین سنۃ انہ اجوف الی السرۃ والباقی صمدا......الخ (اصول کافی جلد ا صفحہ ۱۴۹)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس خدا کی زیارت کی وہ کل تیس سالہ تھا اور اوپر سے پولا اور نیچے سے ٹھوس)

فائدہ) غور کرو، جس خدا کا اپنا نصف حصہ پولا ہے وہ اپنی شیعہ مخلوق کے دلوں کو کیوں کر ایمان سے بھر سکتا ہے،

او خویشتن گم است کہ را رہبری کند

عجب خدا ہے کہ جس کی مخلوق میں ایک نبی نوح علیہ الصلاۃ والسلام بھی تھے جن کی ہزار سال سے بھی زائد عمر تھی، مگر خالق صاحب کی عمر تیس سال سے تجاوز نہ کر سکی، گویا خالق چھوٹا اور مخلوق بڑی۔

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام بھول گیا یا خدا تعالیٰ کی غلطی

شیعوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ، خدا جبرئیل را بعلی بن طالب فرستاد او غلط کردہ بہ محمد رفتہ از آنکہ محمد بہ علی مانند بود مثل غراب کہ بغراب شبیہ است (تذکرۃ الائمہ لملا باقر مجلسی صفحہ ۷۸)

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ الْعَلِیَّ الْعَظِیْمَ: اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بھیجا لیکن وہ غلطی کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں چلے گئے، اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم شکل تھے، جیسے کہ ایک کوا دوسرے کوے کے ہم شکل ہوتا ہے۔

یہ عجیب نظریہ ہے کہ اگر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام غلطی کھا کر نبوت کا پیغام غلط دے بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کیوں خاموشی اختیار کرے!! کیا شیعہ مذہب کا خدا تعالیٰ غلط کار تو نہیں!! پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوے کی تشبیہ سے مذہب شیعہ کا بیڑا غرق ہوا یا نہ؟؟؟؟

خدا نسیان کا مارا

امام باقر فرماتے ہیں:

ان اللّٰہ تبارك وتعالیٰ قد كان وقت هذا الامر فی السبعین فما ان قتل الحسین اشتد غضب اللّٰہ علی اهل الارض فاخره الی الاربعین ومأة (اصول كافی صفحه ۲۳۲)

اللہ تعالی نے ظہور امام مہدی کا وقت ۷۰ھ میں پہلے سے مقرر فرمایا، لیکن جب امام حسین شہید ہو گئے تو اللہ تعالی کا غصہ زمین والوں پر بڑھ گیا اور اللہ تعالیٰ نے ظہور مہدی کے وقت کو ٹال دیا اور ۱۴۰ھ مقرر کر دیا۔

پروگرام میں پھر تبدیلی

امام باقر نے فرمایا کہ جب اللہ نے ظہور مہدی کے لئے ۱۴۰ھ مقرر کر دیا تھا لیکن تم لوگوں (شیعوں) نے اس راز کا پردہ چاک کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے، وَلَمْ

يَجْعَلِ اللهُ بَعْدَ ذَالِكَ وَقْتًا عِنْدَ نَا (اصول کافی صفحہ ۲۳۲)

واہ سبحان اللہ، ۱۴۰ھ میں بھی ظہور امام مہدی کو ملتوی کر دیا اور اب اللہ تعالیٰ نے کوئی وقت ہمارے لئے مقرر نہیں کیا۔

شیعوں کا خدا بھی بڑا عجیب وغریب ہے کہ پہلے اس نے ظہور مہدی کے لئے ۷۰ھ مقرر کیا مگر امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رائے بدل دی، پھر ظہور مہدی کے لئے ۱۴۰ھ کی کہ ۱۴۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہوں گے، مگر شیعوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ راز فاش کر دیا اور سب کو بتایا کہ ۱۴۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہوں گے تو شیعوں کی حرکت پر اللہ کو پھر غصہ آ گیا اور اس نے تیسری بار اپنی رائے کو بدل دیا، اور اب ظہور مہدی کے لئے کوئی وقت مقرر نہ فرمایا۔

کیا اس عبارت میں خداوند تعالیٰ کو وعدہ خلاف تو نہیں بنایا گیا، شیعوں کو یقین ہونا چاہئے کہ اس میں امام نے اللہ تعالیٰ کے لئے بدا کا اقرار کرلیا ہے، یعنی خدا نسیان مارا ہے اور اسے اپنا انجام بھی معلوم نہیں (معاذ اللہ)

حضرت علی خدا ہے

شیعہ کا ایک فرقہ ایسا ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو خدا مانتا ہے، چنانچہ باقر مجلسی نے اپنی کتاب تذکرۃ الائمہ صفحہ ۷۷ مطبوعہ ایران میں لکھا ہے:

آنهارا که خدادانستند اور امفوضه میگویند که الله تعالیٰ وگذاشت کاررابه علی مثل قسمت کردن ارزاق خلائق وحاضر شدن درنزد تولد وغیر آں امور دیگر آنچه می خواهد میکند وخدارادراں رخلے نیست، وچوں آنحضرت راشهید کردند گفتند اونمرده است بلکه زنده است ودر ابراراست ورعد آوازاوست وبرق تازیانه اوبذیر خواهند آمد که دشمنان رابکشد گویند ابن ملجم ایں رانه کشت

بلکه شیطان خود را بصورت علی گردید و کشته شد۔

ایک وہ ہے جو حضرت علی کو خدا کہتے ہیں، اس فرقہ کا نام (شیعہ) مفوضہ ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جملہ امور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد کردئے ہیں، جیسے تمام مخلوق کی روزی کی تقسیم، اولاد کی پیدائش کے وقت حاضر ہونا وغیرہ وغیرہ، حضرت علی جیسے چاہتے ہیں ویسے ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کا دخل نہیں، حضرت علی ہی ہر شے ایجاد کرتے ہیں، اور جب حضرت علی شہید ہوئے تو یہی لوگ کہتے ہیں، وہ مرے نہیں بلکہ تا حال زندہ ہیں، بادل کی آواز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آواز ہے اور یہ بجلی کی چمک انہی کے چابک کی چمک ہے، وہ بادل سے اتر کر کسی وقت زمین پہ تشریف لا کر دشمنوں کو قتل کریں گے۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابن ملجم نے حضرت علی کو نہیں مارا تھا، بلکہ شیطان حضرت علی کی شکل میں بن کر آیا تھا، ابن ملجم نے اسی شیطان کو حضرت علی سمجھ کر مار دیا تھا۔

(فائدہ) شیعوں کو سوچ سمجھ کر اپنے مذہب میں رہنا چاہئے۔

عقیدہ دربار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

شیعہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو بلا جنازہ دفن کردیا (فروع کافی جلد اصفحہ ۱۱۲ مطبوعہ نولکشور)

(فائدہ) کیا محبت بھرا عقیدہ ہے، بے شک قاتلان حسین ان جیسے ہی غدار لوگ تھے۔

شیعہ: کا عقیدہ ہے کہ متعہ کا اجراء خود رسول اللہ سے ہوا (استبصار صفحہ ۷۷ مطبع جعفری)

فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ زنا سنت نبوی ہے (معاذاللہ استغفر اللہ)

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی کو کہا کہ تو مانند اس شیر خوار بچے کے ہے جو ماں کے پیٹ میں رحم کے پردہ میں بیٹھا ہے اور مثل ذلیل

نامراد کے گھر میں مفرور ہے۔ (حق الیقین صفحہ ۲۵۴ ہندوستان اسٹیم پریس لاہور)

فائدہ: استغفر اللہ ایسے مضمون ترکِ ادب بنسبت شیر خدا اور سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لکھنے شیعوں کا ہی کام ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بےادب محروم ماند از فضل رب

دختر نبی حضرت فاطمہ الزہراء حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے گریبان کو چمٹ گئیں اور خوب پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا (اصول کافی صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ نولکشور)

فائدہ: کیا کوئی شیعہ بھی جملہ شیعان پاک میں سے ایسے الفاظ اپنی لڑکی کی نسبت سننے کو تیار ہے؟ مسلمہ طاہرہ بی بی پر ایسی اتہام طرازی تم کو ہی مبارک ہو۔

تبرّا کا بیان

تمام اصحاب بدون تین چار آدمیوں کے سب مرتد ہو گئے تھے۔ (نعوذ باللہ من ہفواۃ العظیم) (فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۱۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: سیدنا مقداد بن اسود، سیدنا ابوذر غفاری، سیدنا سلمان فارسی یہی تینوں حضرات مسلمان تھے، باقی کوئی مسلمان نہ تھا، بقول شیعہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مسلمان نہ تھے، معاذ اللہ۔

حضرت اول سے مسلمان نہ تھے، حالت کفر کو چھوڑ کر ایک دن مسلمان ہوئے۔ (اصول کافی ۱۵۳ مطبع نولکشور)

فائدہ: اب شیعہ یہ تو کہہ سکیں گے کہ اصحاب ثلاثہ اول کافر تھے بعد میں مسلمان ہوئے اور علی اول سے مسلمان تھے۔

شیعہ مذہب میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی بوقت ضرورت گالیاں دے لیں تو جائز ہے۔ (اصول کافی صفحہ ۴۸۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: کیا اس وقت منافق خارجی شیعہ کے منہ کو آگ نہ لگے گی۔ یہ ہیں

محبان حضرتِ علی، ظاہر میں محبت اور باطن میں عداوت، ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

بشیر نے امام جعفر صادق سے مسئلہ پوچھا، خلیفۂ غاصب کی اطاعت حلال ہے یا حرام۔

آپ نے فرمایا کہ اس طرح حرام ہے جیسے خنزیر یا مردار میت کا کھانا۔

(فروع کافی جلد اول صفحہ ۲۱۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ اصحاب ثلاثہ خلفائے برحق تھے جبھی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی اطاعت کرتے رہے وگرنہ بقول شیعہ حضرت علی خنزیر اور مردار کھاتے رہے (نعوذ باللہ)

شیعہ اور قرآن

مصحف فاطمہ اِس موجودہ قرآن سے دو چند زیادہ ہے اور قسم بہ خدا تمہارے اِس قرآن کا ایک حرف بھی اُس میں نہیں ہے۔ (اصول کافی صفحہ ۱۴۶ مطبع نولکشور)

فائدہ) اُس قرآن کا ایک حرف بھی اِس میں نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ شیعوں کا قرآن حروف پ، ٹ، چ، ڈ، ڑ، ژ، گ، وغیرہ سے مرکب ہوگا۔

موجودہ قرآن مجید ناقص ہے اور قابل حجت نہیں، بطور نمونہ اصول کافی کے چند صفحات کے حوالہ جات لکھے جاتے ہیں، ملاحظہ ہوں

۲۱۱_۲۶۴_۲۶۳_۲۶۴_۲۶۶

فائدہ: امت شیعہ سے ہماری دلی ہمدردی ہے کیوں کہ ان کی حالت واقعی قابل رحم ہے جن کے پاس آج تک اپنی الہامی کتاب بھی نہ پہنچ سکی، کیا یہ بھی ان پر ایک غضب الٰہی نہیں، کس قدر ڈھٹائی ہے کہ ہمارے قرآن شریف کو بھی تسلیم نہیں کرتے اور اپنے ہاں کا قرآن بھی پیش نہیں کر سکتے۔

آپ آتے بھی نہیں ہمیں بلاتے بھی نہیں
باعثِ ترکِ ملاقات بتاتے بھی نہیں

علاوہ موجودہ قرآن پاک کے شیعوں کا ایک اور قرآن ہے جس پر ان کا پورا پورا ایمان ہے، اس کی مندرجہ ذیل تین علامتیں ہیں۔

پہلی علامت یہ ہے کہ: موجودہ قرآن سے تین حصے زیادہ ہے (گویا ۹۰ پارے کا ہے) سیدہ بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر نازل ہوا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔

دوسری علامت یہ ہے کہ لمبائی اس کی ستر گز اور موٹائی اونٹ کی ران کے برابر ہے۔

تیسری علامت یہ ہے: کہ آیات اس کی سترہ ہزار ہیں۔

فائدہ: شیعوں کی بیان کردہ تین علامتوں میں سے موجودہ قرآن میں ایک بھی نہیں لہٰذا موجودہ قرآن پر ان کا ایمان نہیں ہے، اسی لئے وہ اس پر عمل نہیں کر سکتے، نیز بقول شیعہ اصل قرآن (بیان کردہ تین علامتوں والا) غار میں گم ہے، اس کے یہ معنی ہوئے کہ شیعانِ علی دونوں قرآنوں میں سے کسی ایک پر بھی عمل کرنے سے مجبور ہیں، سننے میں آیا ہے کہ اب شیعانِ پاک غور کر رہے ہیں کہ آیا گورو گرنتھ صاحب پر عمل درآمد شروع کر دیں یا کوک شاستر پر؟ افسوس صد افسوس!! لاکھ ہزار افسوس!!! دھوبی کے کتے نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے، مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ ۝

☆ اگر شیعہ اپنی عورت سے سوموار کی رات کو جماع کرے تو اس سے فرزند حافظ قرآن پیدا ہوگا (تحفۃ العوام ۲۸۰ مطبع نولکشور)

فائدہ یقیناً اصحاب ثلاثہ کی بد دعا کا اثر ہے کہ ہر سوموار کی رات کو شیعانِ بد عقیدہ

کی قوتِ مردمی سلب ہو جاتی ہے اسی لئے آج تک بے چارے ایک حافظ قرآن بھی پیدا نہ کر سکے۔

مسائل شیعہ

مسئلہ: اگر شیعہ نماز میں ہو، اور مذی، ودی بہہ کر ایڑیوں تک چلی جائے تو نہ وضو ٹوٹے گا اور نہ ہی نماز فاسد ہوگی، بلکہ مذی تھوک کے برابر ہے۔ (فروع کافی جلد اصفحہ ۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ) گویا شیعوں کے نزدیک مذی، ودی، مثل تھوک کے ہے، جس طرح تھوک سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح مذی، ودی کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ ہم پوچھتے ہیں کیا کوئی شیعہ یہ سننا گوارا کرے گا کہ جو چیز اس کے ذکر میں ہے وہی اس کے منہ میں موجود ہے۔

مسئلہ: اگر پانی نہ ملے تو استنجاء تھوک سے کر لینا چاہئے بشرطیکہ تھوک اپنی ہو۔ (فروع کافی جلد اصفحہ ۱۱ مطبع نولکشور)

فائدہ) اس میں کیا شک ہے کہ مرد شیعہ کے لئے یہ مسئلہ کم خرچ بالانشین ہے، مگر شیعہ عورتوں کے لئے سخت مصیبت کا سامنا ہوگا ایسا کرنے سے، کیا زیادہ گچ مچ اور گڑبڑ پلیدی کی نہ ہوگی؟

مسئلہ: جب تک دبر شیعہ سے ریح گونج کر آواز دے کر نہ نکلے یا بدبو دماغ کو محسوس نہ ہو معمولی پھوسی سے شیعہ کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ (فروع کافی صفحہ ۱۹ مطبع نولکشور)

(ف) سبحان اللہ! کیوں نہ ہو، شیعہ کا وضو رہا، ہندوستانی ہے، چھوٹی سی ریح سے تو وضو ٹوٹ نہیں سکے گا مگر بہرے شیعہ کے لئے جرمنی، توپ ہی آواز پہنچا سکے گی یا پھر دبر شیعہ ہی کو یہ قدرت حاصل ہے، مسلمانوں کو خدا اس شر سے محفوظ

رکھے۔(استبصار جز اول صفحہ ۴۵ مطبع جعفری)

فائدہ) اچھی بات یہ ہے کہ ایسی تماشہ بازی اور گتکا بازی مسجد میں نہ ہو، پھر طرفہ غضب یہ کہ بحالت نماز، نماز تو انسان کو خشوع و خضوع سے ادا کرنی چاہئے نہ کہ ایسی نفس پرستیوں سے یاد کی جائے، ایسی کھیلیں کھیلنے کے لئے کیا شیعانِ پاک کوئی اور ٹائم مقرر نہیں کر سکتے۔

کتا کنویں میں گرا تو پانچ بو کے پانی نکالنا چاہئے۔

(فروع کافی جلد ا صفحہ ۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: شاید غسل کر کے گرا ہوگا، پانی نکالنے کی کیا ضرورت ہے ہمارا ان کتا پرور شیعوں کو تو دور ہی سے سلام ہے۔

☆ خنزیر کے بالوں کی رسی سے جو پانی کنوئیں سے نکالا جائے پاک ہے، اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ ۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: اس مسئلہ نے شیعانِ پاک کی پلیدی کو نمایاں طور پر ظاہر کر دیا، ہائے افسوس ایسے ایسے مسائل شیعوں کے نزدیک جز و اسلام ہیں، سچ ہے یہی ہیں، بدنام کنندہ نیکو نامے چند۔

خنزیر کے چمڑے کا جو بوکا بنا ہوا اس سے جو پانی نکالا جائے پاک ہے(من لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۵ مطبع تہران)

فائدہ: اتقاء اور پرہیز گاری کی حد ہوگئی، الٰہی! شیعوں کے دلوں سے گندگی دور کرتا کہ وہ ایسے خبیث مسائل سے توبہ کریں اور توبہ بھی سچی۔

نماز ایک جس شخص نے ترک کی

تو خون اس نے اپنا کیا بے چھری

اگر دو نمازوں کا تارک ہوا

تو گویا کہ خون ایک نبی کا کیا
ہوئی تین وقتوں کی جس سے قضا
تو کعبے کو اس شخص نے ڈھا دیا

دیا چار وقتوں کا گر ہاتھ سے، تو ایسا ہے جیسے کہ اس شخص نے زنا اپنی مادر سے ہفتاد بار کیا کعبے میں۔ (تحفۃ العلوم صفحہ ۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: حساب لگاؤ کتنے شیعہ روزانہ اپنا بے چھری خون کرتے ہیں؟ تم ہی ایمان سے کہو کتنے نبی تمہارے ہاتھوں قتل ہوئے ہوں گے؟

ٹوٹا اگر چہ کعبہ تو کچھ غم نہیں امیر

عام مشاہدہ کی رو سے تقریباً ۹۹ فیصد شیعہ حضرات اپنی ماؤں کی روزانہ آبرو ریزی کرتے ہوں گے، شرم! شرم!! اے فرزندان ارجمند شرم!

جو تارک نماز ہے وہ کافر ہے۔ (اصول کافی صفحہ ۵۱۲ مطبع نولکشور)

فائدہ: ملنگان شیعہ و بھنگیانِ رافضیہ جو آج کل پیشوایانِ شیعہ بنے بیٹھے ہیں بجائے نماز کے علی علی پکارتے ہیں، کافر مطلق ہوئے، اُن کے چیلے چانٹوں کی کیا پوچھ؟

گورو جنہاں دے ٹپنے چیلے جاہن شڑپ

شیعوں کا جنازہ

شیعوں کو حکم ہے کہ جب جنازہ سنی میں شامل ہوں تو یہ دعا مانگیں:

اے اللہ! پر کر اس کی قبر کو آگ سے، جلدی لے جا اس کو آگ میں، یہ متولی بنا تا تھا دشمنوں کو یعنی ابوبکر و عمر و عثمان کو (فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۰۰ مطبع نولکشور)

فائدہ: اسی لئے حضرت غوث الاعظم نے کتاب ''غنیۃ الطالبین،، میں فتوی لکھا ہے کہ شیعہ کو نماز جنازہ میں نہ آنے دو کہ بجائے رحمت کے قہر مانگیں گے، یہ لوگ

دلی دشمن ہیں اِن سے علیک سلیک، میل جول، کھانا پینا ترک کر دینا چاہئے۔

آج کل جواذان یعنی باگ شیعہ لوگوں نے ایجاد کی ہوئی ہے (جسے رُبعہ پارہ کہہ دیں تو مبالغہ نہ ہوگا) جس میں شہادتین کے علاوہ شہادت ولایت علی بڑھاتے ہیں، اسی پر شیعہ مصنف کا فتویٰ لعنت ہے۔ (من لایحضرہ الفقیہ صفحہ ۹۳ مطبع تہران)

فائدہ: اصحاب ثلاثہ کی بد دعا ایسی ایسی پیچیدہ شکلیں پیدا کر دیتی ہے جیسے اب شیعہ حضرات سختی کے منہ میں آ گئے ہیں۔ اگر بانگ مروجہ چھوڑ دیں تو شیعہ نہیں رہتے، اگر بانگ مروجہ دیں تو فتویٰ لعنت کی کڑک مارتی ہے، خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ط ذَالِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○

شیعہ مذہب میں ہے کہ جو جزع فزع کرے (یعنی چیخے یا اپنے بال کھینچے یا منہ پر ہاتھ ملے یا سینہ یا ران پر ہاتھ مارے) تمام نیک اعمال اس کے برباد ہو جاتے ہیں۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: بات تو بالکل سچ ہے مگر نیک اعمال بھی اسی کے برباد ہوں گے، جس کے پاس ہوں، جن کا نہ خدا ہے نہ رسول، محرم میں بیشک پیٹیں، مریں، کیا حرج ہے، افسوس ہماری تعلیم سے تو انہیں دشمنی تھی ہی یہ بد بخت اپنے بزرگوں کا کہا بھی نہیں مانتے۔

سیاہ لباس اس لئے پہننا حرام ہے کہ لباسِ فرعون ہے اور دوزخیوں کا نشان ہے (حلیۃ المتقین صفحہ ۸ مطبع نولکشور)

فائدہ: محرم کے مہینے میں خصوصیت کے ساتھ شیعہ سیاہ لباس پہنتے ہیں جس سے ان کا آل فرعون ہونا اور دوزخی ہونا ثابت ہوتا ہے، اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلٰی فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا ط ○

شیعوں کے فتویٰ کے مطابق جزع فزع کرنے والا کافر مطلق ہے۔

(فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اس فتویٰ کی ہم بھی پرزور تائید کرتے ہیں۔

گر قبول افتدز ہے عز و شرف

شیعہ خود قاتل حسین ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ عریضہ شیعوں اور فدویوں و مخلصوں کی طرف سے بخدمت حضرت امام حسین ابن علی ابن ابی طالب ہے۔

امابعد! بہت جلد آپ اپنے دوستوں، ہواخواہوں کے پاس تشریف لائیے، کہ جمیع مردمانِ ولایت منتظر قدوم میمنت لزوم ہیں اور بغیر آپ کے دوسرے شخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں، البتہ تعجیل تمام ہم مشتاقوں کے پاس تشریف لائیے، و السلام۔ (جلاء العیون اردو صفحہ ۴۳۱ مطبع شاہی لکھنوی)

فائدہ: یہی وہ خطبہ ہے جس کی وجہ سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر کوفہ منظور فرمایا، تو اب ظاہر ہو گیا کہ انہی جاں نثارانِ امام نے دھوکہ دے کر امام مظلوم پر وہ وہ ظلم کئے جس کی یاد سے ہم مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور امام حسین کی روح لحد میں یہ شعر پڑھتی ہوئی بے قرار رہتی ہے۔

من از بے گانگاں ہرگز نہ نالم کہ با من ہر چہ کرد آں یار آشنا کرد

خطبہ امام زین العابدین

یا ایہا الناس!

اے لوگو! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں، تم جانتے ہو کہ میرے پدر کو خطوط لکھے اور ان کو فریب دیا، اور ان سے عہد و پیمان کی، ان سے بیعت کی، آخر کار ان سے جنگ کی اور دشمن کو ان پر مسلط کیا، پس لعنت ہو تم پر تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کو اختیار کیا......الخ (جلاء العیون اردو صفحہ ۵۰۶ مطبع شاہی لکھنؤ)

فائدہ: اس خطبہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قاتلانِ حسین یہی شیعہ لوگ تھے، جنہوں نے خط لکھ کر امام حسین کو کوفہ میں بلایا اور آخر کار خود ہی ان کو قتل کر دیا۔

تقریر بی بی ام کلثوم ہمشیرہ امام حسین

☆ اے اہل کوفہ! تمہارا حال اور مآل برا ہو، تمہارے منہ سیاہ ہوں، اور تم نے کس سبب سے میرے بھائی کو بلایا اور ان کی مدد نہ کی، انہیں قتل کر کے مال و اسباب لوٹ لیا، ان کی پردگیان عصمت و طہارت کو اسیر، وائے ہو تم پر، لعنت ہو تم پر۔

(جلاء العیون صفحہ ۵۰۵ مطبع شاہی لکھنؤ)

فائدہ: بے شک پاک بی بی سیدہ امِ کلثوم کے جلے دل کی بد دعا ان دھوکہ بازوں کے شامل حال ہے، اسی ظلم کی پاداش میں سال بسال اپنے سینوں پر کینوں کو زخمی کرتے رہتے ہیں۔

☆ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیعہ کو مرتد کہا۔

(فروع کافی صفحہ ۱۰۷ مطبع نولکشور)

فائدہ: واقعی امام برحق کی یہی شان ہے کہ وہ سچی بات منہ پر کہہ دیتا ہے، اس میں امام کو ذرہ دریغ نہیں ہوتا، ہم بھی امام صاحب کے بہت بہت ممنون ہیں۔

☆ امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کی بلکہ اپنے آپ کو اس کا ایسا غلام بتلایا کہ حق فروخت کرنے کا دے دیا۔ (فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۱۰ مطبع نولکشور)

فائدہ:

تمہیں کہو یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

یزید تمہارا امام ہے یا سنیوں کا ذرا از راہِ انصاف کہنا، ہائے! بیدینوں نے امام صاحب کی کس قدر توہین کی ہے، انشاء اللہ میدانِ قیامت میں امام صاحب ان کو دریدہ دہنی کی سزا دلائیں گے، منتظر رہو۔

☆ عورت کی دبر سے صحبت کرنی مذہب شیعہ میں جائز ہے، فقط یہ شرط ہے کہ عورت رضا مند ہو جائے۔ (استبصار جزو ثالث صفحہ ۱۳۰ مطبع جعفری)

فائدہ: جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

سرکاری سڑکیں کھلی ہیں جس سڑک سے دل چاہا گزر گئے، ایک شیعہ صاحب نے ظریفانہ طور پر فرمایا کہ ذکر، دبر کے لئے ہے، اس لئے کہ دونوں مدور (گول) ہیں۔

☆ ایک عورت نے علی کو عرض کیا کہ میں جنگل میں گئی، وہاں مجھ کو پیاس محسوس ہوئی، ایک اعرابی سے پانی مانگا، اس نے پانی پلانے سے انکار کر دیا مگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے اوپر قابو دوں، جب پیاس نے مجھے مجبور کیا تو میں راضی ہو گئی، اس نے مجھے پانی پلا دیا اور میں نے جماع کرا لیا، علی نے فرمایا قسم ہے ربّ کعبہ کی یہ تو نکاح۔

(فروع کافی صفحہ ۱۹۸ جلد ۲ مطبع نولکشور)

فائدہ: اہل عالم کو شیعوں کا مشکور ہونا چاہئے جنہوں نے اس روایت سے زنا کا وجود ہی دنیا سے مفقود کر دیا، بازاروں میں جن نورانی سیاہ خانوں میں زنا کا ارتکاب ہوتا ہے اس میں بھی مرد عورت راضی ہو ہی جاتے ہیں، یہاں اگر پانی پلایا گیا تو وہاں اس اجرت سے بڑھ کر روپیہ دیا جاتا ہے، گواہ اور صیغہ نکاح کی شرط نہ یہاں نہ وہاں، تو گویا مذہب شیعہ میں زنا علی الاعلان جائز ہو گیا۔

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

نیز متعہ کا ثبوت تو اس روایت سے نہ ہوا کہ لفظ نکاح ہے، غور کریں! یہ الگ بات ہے کہ یہ روایت غلط ہے، دوسرے زنا کو نکاح کہہ دیا گیا ہے، بہر حال متعہ کسی صورت ثابت نہ ہوا، جسے ثابت کرنے چلے تھے نہ کر سکے، قادری

☆ عورت کی دبر سے صحبت کرنی جائز ہے۔

فائدہ: غالباً اسی وجہ سے شیعہ لونڈے بازی مباح سمجھتے ہوں گے۔ اور یہ وہ حرکت ہے جسے کوئی بھی جانور نہیں کرتا۔

☆ وہ عورت جس کی دبر زنی کی جائے اس پر غسل واجب نہیں، اگرچہ دبر زنی کرتے ہوئے دبر زن میں مرد کو انزال بھی ہو جائے۔

(فروع کافی جلد ا صفحہ ۲۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: کیسا پاکیزہ مذہب ہے، سبحان اللہ! مذہب کیا ہے، پلیدی اور خباثت کا مجموعہ ہے۔

☆ بوسہ ماں کا لینا جائز ہے البتہ شہوت نہ ہو تو رحمت ہے اور اگر شہوت ہو کراہت ہے مگر جائز یہ بھی ہے کہ کراہت منافی جواز نہیں۔

(فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۰۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: ضرور جی ضرور (ہم خرما وٴ ہم ثواب) ایسے افعال سے ہی ادائیگی حقوق والدہ ہوتی ہے۔ لعنت: نفس پرست عیاشی کی عجیب عجیب راہیں نکالتے ہیں، اس میں یہاں تک اندھے ہوئے جاتے ہیں کہ ماں بہن کی بھی تمیز نہیں کر سکتے، آپ کے لئے کسی نے کہا ہے۔

دو چیزوں کی درخواست ہے اے رحمت باری
مے خانہ کا دروازہ نہ ہو توبہ کا در بند

☆ ننگ دو ہی ہیں، قبل یا دبر، دبر تو خود ہی چھپی ہوتی ہے، سامنے کی طرف کو ہاتھ سے ڈھانک لینا چاہئے۔(فروع کافی جلد۲ صفحہ ۶۰ مطبع نولکشور)

فائدہ: اگر ہاتھ سے نہ چھپ سکے تو شلغم کا پتا کفایت کرسکتا ہے، شیعوں کی شریعت میں اتنا ہی ستر کافی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً شیعانِ بے حیاء سے

☆ عورت میت کی دبر اور قبل کو روئی سے خوب پر کیا جائے اور کچھ خوشبو بھی ملا کر سخت باندھ دیں، یعنی کپڑے سے۔(فروع کافی جلد ا صفحہ ۶۷ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعانِ پارسا ایسے شریعت کے دلدادہ ہیں، کہ بعد از مرگ بھی وضو کے لئے ٹوٹنے کا خیال رکھتے ہیں، مگر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ روئی کسی لکڑی سے داخل کی جائے یا انگشت سے ہی دبا دینا کافی ہوگا یا پھر اس بے زری کے زمانہ میں جاپان کو آڈر دے کر کوئی سستا آلہ بنوانا پڑے گا، دیکھئے! حضرات شیعہ اور دردمندانِ قوم اس آلہ کے اخراجات کے لئے کب قوم سے اپیل کرتے ہیں؟

☆ شیعہ مذہب میں ہے کہ اگر انسان اپنے بدن پر چونا لگا لے تو ننگا بالکل نہیں رہتا بیشک اپنے سارے کپڑے اتار دے، شیعوں کے امام بھی ایسا کر لیا کرتے تھے، چنانچہ بقول شیعہ جب امام باقر نے ایسا کیا تو غلام نے امام کا ذکر وغیرہ نکلا ہوا دیکھا تو ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ حضور! ہم کو کیا کہتے ہو اور خود کیا کرتے ہو؟ امام نے فرمایا چونا لگا ہوا ہے۔(فروع کافی جلد۲ صفحہ ۶۱ مطبع نولکشور)

فائدہ) منہ توں لائی لوہی تے کی کرے گا کوئی

خدا سے نہ ڈرنے والے نبی پر زنا جاری کرنے کی ہمت دھرنے والے امام عالی مقام کا رتبہ کیونکر پہچانیں، یا اللہ ان بدبختوں کو ہدایت فرما تا کہ تیری اور تیرے نیک بندوں کی قدر و منزلت جانیں، آمین یا رب العالمین۔

☆ جو عورت یا مرد مسلمان نہ ہو شیعہ اس کے فرج کو دیکھ سکتا ہے یعنی جائز ہے، وجہ یہ فرماتے ہیں کہ اس ننگ کا دیکھنا ایسا ہے جیسے کوئی گدھا گدھی کا فرج دیکھے۔

فروع کافی جلد۲ صفحہ ۶۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: سنی تو ایسے مسئلوں پر لعنت بھیجتے ہیں، البتہ شیعوں کو کوئی فرقہ ڈھونڈھنا چاہئے جن کے اس طرح پاپ جھڑتے ہوں۔

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

☆ اپنی لونڈی کی فرج عاریتاً بلا نکاح اپنے دوست یا بھائی کو دینی مذہب شیعہ میں جائز ہے۔(استبصار جز و ثانی صفحہ ۷۶، ۷۵ مطبع جعفری)

فائدہ: اگر کوئی صاحب شیعہ مذہب اختیار کرے تو ہدیئے اور تحفے اچھے اچھے دستیاب ہوں گے، عجیب عجیب ڈیزائن کی فرجیاں (شرم گاہیں) ملیں گی، مگر اسی طرح پھر اسے بھی دوستوں کو دعوت دینی پڑے گی، بے غیرتی کی بھی کوئی حد ہے؟

☆ ایک ٹکڑا کھجور کی سبز شاخ کا بقدر ایک ہاتھ میت کی داہنی بغل میں، دوسرا دو زانوں کے درمیان کیا جائے، پھر پگڑی باندھی جائے۔

(فروع کافی جلد ا صفحہ ۴۷ مطبع نولکشور)

فائدہ: قبر کی طرف بھی لیس ہو کر مارچ کرنا چاہئے، منکر نکیر کو مرعوب کریں گے جب ہی تو چھٹکارا ہو سکے گا، ورنہ کیسۂ اعمال میں کیا دھرا ہے، خاک؟

☆ شیعہ مذہب میں ہے کہ اگر سالے کی دبرزنی کی جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

(فروع کافی جلد۲ صفحہ ۱۷۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعہ فلسفہ کی حماقت ملاحظہ ہو، کریں داڑھی والے اور پکڑے جائیں مونچھوں والے۔

☆ اگر زوجہ منکوحہ حرہ کی بھانجی یا بھتیجی سے متعہ یا نکاح کرے اجازت زوجہ مذکورہ کی درکار ہے (یعنی بھانجی اپنے خالو جان اور بھتیجی اپنے پھپھا جان سے نکاح کرسکتی ہے)

فائدہ: شیعوں کی تہذیب پرستی کے ہاتھوں جب ان کی مائیں بھی عصمت نہیں بچاسکتیں تو یہ بیچاریاں کس گنتی شمار میں ہے۔

سچ ہے۔ صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں

تحفۃ العوام صفحہ ۲۷۲ مطبع نولکشور)

☆ شیعہ مذہب میں سالی اور ساس سے جماع کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۷۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: دیکھو مسئلہ سالی اور ساس سے سالہ کی عصمت زیادہ قیمتی ہے، واقعی مردوں کو مردوں کی اسی طرح رعایت کرنی چاہئے، یہ شیعوں کا ہی حصہ ہے

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

☆ عورت کی شرمگاہ کو چوم لے تو بھی جائز ہے۔

(حلیۃ المتقین صفحہ ۷۷ مبطع نولکشور)

فائدہ: بس! یہی کسر رہ گئی تھی مرحبا!! شرمگاہ نہ ہوئی کربلاءِ معلٰی کی زیارت گاہ ہوگئی، نعوذ باللہ من سوء العقیدہ۔

☆ عورت کی شرمگاہ کو چومنا شیعہ مذہب میں درست ہے۔

(چومنا کی بجائے چوسنا ہوگا کیونکہ چومنا تو پہلے گزر گیا ہے، قادری)

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعوں کو مبارک رہے۔

☆ محارم عورتوں (یعنی بہن، بھانجی، بھتیجی، خالہ وغیرہ) سے اپنے ذکر کے گرد

ریشمی کپڑا لپیٹ کر جماع کرنا حرام نہیں ہے۔

(حق الیقین اردو صفحہ ۷۴۶ مطبع سٹیم پریس لاہور)

فائدہ: پہلے مودب شیعہ تو ماں، بہن کا احترام کرتے ہوئے ٹاکی لپیٹ کر جماع کرتے ہوں گے مگر زمانہ حال کے بے ادب گستاخ شیعہ نے یہ شرط بھی اڑا دی اور لکھ دیا کہ ٹاکی لپیٹ کر حرام ہے جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ ٹاکی لپیٹ کر حرام ویسے حلال۔

واہ شیعاں دی پاکی یارو واہ شیعاں دی پاکی
ماواں نال زنا کریندے بنھ ذکر تے ٹاکی

☆ شیعہ مذہب میں ہے کہ انسان مرتا ہی تب ہے جب اس کے منہ سے منی کا نطفہ نکل پڑتا ہے یا کسی اور جگہ بدن سے۔ (فروع کافی جلد اصفحہ ۸۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: جس ناپاک منہ سے تمام عمر صحابہ کرام کو گالیاں دیتے رہے بھلا اس میں سے آخری وقت اگر منی وغیرہ بہہ نکلے تو ہرگز مقام تعجب نہیں، میدانِ قیامت میں دیکھنا کیا درگت ہوتی ہے۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ط وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ط لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

(پارہ ۲۹ سورۂ قلم/ آیت نمبر ۳۳)

عذاب اسی طرح ہے، اور آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے، اگر وہ جانتے (تو ان کے لئے بہتر تھا)

مسلمانوں کے منہ سے آخری وقت ہمیشہ کلمہ شریف ہی نکلتا ہے۔

لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (بقرہ/۱۳۲)

ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

☆ شیعہ مذہب میں ہے کہ جو شخص محارم عورتوں (یعنی ماں، بہن، بھانجی، بھتیجی

،خالہ پھوپھی ،وغیرہ) سے نکاح کر کے جماع کرے اس کو زنا نہیں کہتے بلکہ من وجہ یہ فعل حلال ہے ،جو اولاد پیدا ہو اس کو اولادِ زنا کہنا جائز نہیں ،جو ایسے مولود کو ولد الزنا کہے وہ قابل سزا ہوگا ،مخلصاً۔

(فروع کافی جلد۲ صفحہ۱۲/ مطبع نولکشور)

فائدہ: ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ایسے مولود مسعود کو حرام زادہ کہیں جبکہ شیعوں کے مذہب میں زنا زنا ہی نہیں سمجھا جاتا بلکہ عبادت سمجھ کر اس کے جواز کی متعدد صورتیں قائم کی جا چکی ہیں تو ہم سوائے اس کے کہ ایسے بہائم صفت وحشیوں سے گریز کریں اور کیا کر سکتے ہیں۔

☆ اگر ایک شخص نے کتے کو شکار پر چھوڑا ،کتے نے شکار کو پکڑ لیا اور شکاری پہنچ گیا ،مگر اس کے پاس چھری نہ تھی کہ ذبح کرے ،وہ کھڑا تماشہ دیکھتا رہا ،کتے نے اس کو مار کر کچھ کھا لیا وہ شکار حلال ہے۔

فائدہ: کیوں نہ ہو غالباً کتے کی صفت وفاداری کے انعام میں اس کا پس خوردہ حلال سمجھا گیا ہے ،شیعوں کے نزدیک تو ایک ساتھ اکٹھے ایک دستر خوان پر بیٹھ کر کھا لینے میں بھی کوئی قباحت نہ ہوگی۔ (فروع کافی جلد۳ صفحہ۱۳۱)

فائدہ: جب شرع ہی نہیں تو حد کیسی جب ستر گز لمبا قرآن آئے گا تو حدود شرعی بھی قائم کر لی جائیں گی۔

☆ اگر چوہا گوشت میں پک گیا ہو تو شوربا گرا دیا جائے اور گوشت دھو کر کھا لیا جائے۔ (فروع کافی جلد۲ صفحہ۱۰۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: واہ جی واہ!! کیا کہنے!!! سچ ہے۔

''شوربا حرام تے بوٹی حلال''

☆ کتا گھی یا تیل میں جا پڑے تو وہ گھی یا تیل پاک رہتا ہے بشرطیکہ کتا زندہ

برآمد ہو۔

(فروع کافی جلد۲صفحہ۱۰۵مطبع نولکشور)

فائدہ: بالکل ٹھیک! زندہ کتا بہر حال مردہ کتے پر فضیلت رکھتا ہے کیسی عمدہ عمدہ بخشیں ہیں، کتے کا اشیاءِ خوردنی میں گرنا اور پھر اس کی حیات وممات بھی شیعوں کے پیش نظر ہے۔

(شیعوں کے دماغ کی رسائی ملاحظہ ہو، وہاں پہنچا کہ فرشتوں کا بھی مقدور نہ تھا)

☆ گدھا حرام نہیں ہے، خیبر کے دن اُس کے کھانے سے اس لئے منع کیا گیا تھا کہ یہ جانور لوگوں کے بوجھ اٹھانے والا تھا، بار برداری میں تکلیف تھی (فروع کافی جلد۲صفحہ۹۸مطبع)

فائدہ: پھر نواب شاہ (سندھ) کے قصابوں و دیگر متعدد بلادوں کے گوشت چوروں نے کون سا جرم کیا جنہیں جیل میں ٹھونسا گیا جب کہ شیعہ ازم میں اس کے جواز کا ثبوت موجود ہے

☆ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ناصبی (یعنی سنی) آدمی کتے سے بھی بدتر ہے۔

(فروع کافی جلد۱صفحہ۸مطبع نولکشور)

فائدہ: سنیو! تمہاری قدر ومنزلت شیعوں کے نزدیک یہ ہے، عبرت پکڑو شیعان! اگر کچھ بھی سلیم الطبعی کا جوہر تمہارے اندر ہے تو توبہ کرو، گندے، بے حیا اور واہیات عقائد کو آخری سلام کر کے صراط مستقیم (مذہب اہل سنت وجماعت) کی طرف آؤ!

☆ پاخانے میں پڑی ہوئی روٹی دھو کر کھالے تو جہنم سے آزاد ہے۔

(ذخیرہ المعاد صفحہ۴۵)

فائدہ: شیعہ مذہب کی یہ بھی خوب غذا ہے، مسائل تو ان صاحبان کے بہت

ہیں وقت کی قلت کے پیش نظر انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

اگر مزید ان کے مسائل وعقائد کی فہرست مطلوب ہو تو فقیر کے رسالہ ''آئینہ شیعہ نما،، کا مطالعہ فرمائیں! جو آگے جا کر اس کتاب کے آخر میں درج کر دیا گیا ہے۔

شیعوں کو خوشخبری

مسئلہ ''متعہ'' کے جواز میں شیعہ تنہا نہیں بلکہ ان کے دو بڑے دین کے ٹھیکے دار (۱) ''غیر مقلدین،،

(۲) ''منشی ابوالاعلیٰ مودودی'' بھی ساتھ ہیں جنہوں نے بڑی شد ومد سے اس مسئلہ کے جواز پر فتوی صادر فرمایا: اور شیعوں کو مبارک باد کہ انہیں اس مسئلہ کی تائید میں دو بڑے ہمنوا مل گئے، اگر چہ وہ ان کو بھی ہم اہل سنت کے ساتھ ملاتے ہیں لیکن ہم انہیں خارجی کہتے ہیں، یہ شیعوں کی دوسری برادری کا نام ہے جنہیں سیدنا شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جماعت سے دور رکھا۔ ان کی تائید میں فتاوی ملاحظہ ہوں۔

غیر مقلدین کے مذہب میں متعہ حلال ہے

غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں اور عوام انہیں وہابی کہتے ہیں، خیر سے ان کا رشتہ بھی بہت سے مسائل میں روافض سے ملتا ہے مثلاً ''رفع یدین ایک وتر وغیرہ وغیرہ،، جس کی تفصیل فقیر نے ''وہابی نامہ،، کے باب ''غیر مقلدین کے دلچسپ مسائل'' میں عرض کر دی ہے۔ منجملہ ان کے یہ متعہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک جائز ہے، اگر چہ لفظاً انکار کرتے ہیں، لیکن ممکن ہے کہ ان کا یہ انکار مبنی بر تقیہ ہو

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے معتبر محقق اور کثیر التصانیف عالم دین مولوی وحید الزمان خان اپنی مشہور کتاب ''نزل الابرار،، جلد۲ صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے:

''نکاح المتعه فجوزوهالانه كان ثابتاجائزا فى الشريعةالخ

اس کے جواز پر بڑا زور لگایا ہے۔ صفحہ ۳۳ تا ۳۵ جلد دوم ملاحظہ ہو۔

ازالہ توہم

وہابیوں غیر مقلدوں پر لازم ہے کہ اگر ان کے نزدیک یہ مسئلہ ناجائز ہے یا مولوی وحید الزمان خان نے غلطی کی ہے تو جیسے وہ احناف کے مسائل کی تردید میں رسائل اور کتابوں، اشتہارات اور دیگر ذرائع سے زور وشور سے تردید کرتے ہیں، اس مسئلہ کی بھی تردید کریں، اس وقت تک نہ تو اس مسئلہ پر مستقل طور پر کوئی رسالہ لکھا گیا ہے اور نہ ہی وحید الزمان خان سے براءت کا اعلان ہوا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کچھ ہے اندرون خانہ میں۔

چیلنج

فقیر غیر مقلدین کے تمام اصاغر واکابر کو چیلنج کرتا ہے کہ متعہ کے جواز میں دلائل قائم کرو! اگر تمہارے نزدیک ناجائز ہے تو وحید الزمان خان کے متعلق وضاحت کرو، ورنہ یقین ہوگا کہ۔

ہے کوئی راز اندرون خانہ میں

مودودی اور متعہ

سابق امیر جماعت اسلامی مسٹر ابو الاعلیٰ صاحب مودودی نے اپنی تفسیر ''تفہیم القرآن،، کے زیر عنوان ''ترجمان القرآن،، اور اگست کے شمارہ میں سورۃ مومنون کی آیت:

اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ط کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

''متعہ کا جب ذکر آ گیا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دو باتوں کی اور توضیح کر دی جائے۔

اول: یہ کہ اس کی حرمت خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرام کیا درست نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حکم کے موجد نہیں تھے بلکہ صرف شائع اور نافذ کرنے والے تھے۔ چونکہ یہ حکم حضور نے آخر زمانے میں دیا تھا اور عام لوگوں تک نہ پہنچا تھا، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عام اشاعت کی اور بذریعہ قانون اسے نافذ کیا۔

دوم:۔ یہ کہ متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقا مباح ٹھہرانے میں سنیوں اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں بحث ومناظرہ نے بے جا شدت پیدا کر دی ہے ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں، انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آ جاتا ہے جن میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، ایسے حالات میں زنا کی بہ نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے، مثلاً فرض کیجئے کہ ایک جہاز سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور ایک مرد وعورت کسی تختے پر بہتے ہوئے ایک ایسے سنسان جزیرے میں جا پہنچتے ہیں، جہاں کوئی آبادی موجود نہ ہو وہ ایک ساتھ رہنے پر بھی مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان نکاح بھی ناممکن ہے، ایسی حالت میں ان کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ باہم

خود ہی ایجاب وقبول کر کے اس وقت تک کے لئے عارضی نکاح کر لیں جب تک وہ آبادی میں نہ پہنچ جائیں یا آبادی ان تک نہ پہنچ جائے، کم و بیش ایسی ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہوسکتی ہیں متعہ اسی طرح کی اضطراری حالتوں کے لئے ہے" (ترجمان القرآن لاہور اگست ۱۹۵۵ء)

فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ مودودی صاحب کے لئے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے شیعہ مسلک اختیار کر کے متعہ کا فتوی صادر فرمایا اور شیعہ حضرات چونکہ متعہ کو جائز سمجھتے ہیں اور مودودی صاحب بھی شیعہ ہیں اس لئے وہ ایک شیعہ مفتی کی حیثیت سے فتوی صادر فرما رہے ہیں

مگر چونکہ مودودی صاحب ہمیشہ اپنے آپ کو مسلک اہلسنت و جماعت سے متعلق ظاہر کرتے ہیں اس لئے متعہ کے بارے میں ہمیں مجبوراً اہل سنت و جماعت کا مسلک اور نظریہ واضح کرنا پڑا۔

مودودی صاحب کی بہت سی تحریریں نظر سے گزری ہیں جن میں آپ کسی ایسے دینی مسئلہ کے متعلق جو نادر الوجود ہو ایک مفروضہ قائم کر کے بالکل انوکھا فتوی صادر فرما دیتے

نومبر ۱۹۵۵ء کے ترجمان القرآن میں اسی طرح ایک مفروضہ قائم کر کے دو متحد الجسم توام لڑکیوں کے متعلق فتوی صادر فرما دیا تھا کہ یہ دونوں بہنیں اگر ایک ہی مرد کے نکاح پر راضی ہو جائیں تو ایک ہی مرد کے ساتھ ان کا نکاح جائز ہے حالانکہ قرآن پاک میں اس بات کا صاف اور واضح حکم موجود ہے، کہ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ ○ (نساء/۲۳) اور دو بہنوں کو تمہارا (ایک آدمی کے نکاح میں) اکٹھا کرنا (حرام ہے)

قطعی طور پر حرام ہے، اس دور ترقی میں اس بات کا ثبوت پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا ہے کہ دنیا کے فلاں خطہ میں فی الواقع ایسی جڑواں لڑکیاں موجود ہیں اور وہ نکاح کے لئے بے تاب ہیں، حتیٰ کہ ایک ہی مرد کے ساتھ ایسی لڑکیوں کے نکاح کے بارے فتویٰ صادر کرنے کی سعادت کی ضرورت پڑی اسی طرح ایک مفروضہ اضطراری حالت کی آڑ میں جواز متعہ مودودی صاحب نے فتویٰ کی ابتدائی سطروں میں اس بات کا خود اعتراف کیا ہے کہ خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو خود حرام قرار دے دیا تھا، لیکن مودودی صاحب کے نظریئے میں یہ حرمت ان ایمر جنسی اور اضطراری حالات پر اثر انداز نہیں ہو سکتی بلکہ انسان کو بعض دفعہ ایسے حالات سے سابقہ پیش آ جاتا کہ انسان متعہ یا زنا دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، مودودی صاحب نے اس کے لئے سمندر میں جہاز ٹوٹ جانے اور اس کے حادثہ میں ایک مرد اور عورت کا بچ کر کسی جزیرے میں پہنچ جانے کی ایک مثال بھی دی ہے اور اس مثال میں صرف اس بات کا اشارہ کر دیا گیا ہے کہ شرع کی شرائط کے مطابق اس مرد اور عورت کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں ہے یعنی وہ عورت منکوحہ ہے اور اس کا خاوند زندہ ہے، ایسی حالت میں ان کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ وہ باہم خود ہی ایجاب وقبول کر کے اس وقت تک کے لئے عارضی نکاح کر لیں جب تک کہ وہ آبادی میں نہ پہنچ جائیں۔

جواز متعہ کے لئے مودودی صاحب نے اضطراری حالت کی جو مثال پیش کی ہے اول تو وہ مثال غلط ہے کیوں کہ مرد اور عورت کا ایک جگہ اکٹھے ہو جانا کوئی ایسا اضطرار نہیں ہے کہ ان کے لئے نکاح یا مجامعت کے بغیر زندہ رہنا محال ہے یا ایسے مرد اور عورت ایمر جنسی حالات میں بھائی بہن کی حیثیت میں بھی اپنی زندگی کے ایام پورے کر سکتے ہیں، اور اگر مرد اور عورت کا ایک جگہ اکٹھے ہو جانا ہی اس امر کی دلیل

ہے کہ بس اب وہ مجامعت کے بغیر زندہ ہی نہیں رہ سکتے، شرعی شرائط کے مطابق ان سے ناممکن ہو، علاوہ ازیں وہ عورت پہلے منکوحہ ہو، پھر کیسے اس کے لئے اضطراری حالت میں عارضی یا ٹمپریری نکاح............(Temporary Marriage) ناگزیر ہوجاتا ہے تو پھر موجودہ حالات میں ایسی کئی اضطراری صورتیں جنم لیں گی، کہ مودودی صاحب اوران کی جماعت پوری کوشش کے باوجود بھی ان کے لئے فتاویٰ فراہم نہیں کرسکیں گے، مثلاً۔

(۱) کسی ملک میں ایک مرد اور عورت کو کسی جرم کی پاداش میں عمر قید کی سزادی جائے اور فیصلہ یہ ہو کہ ان دونوں کو ہمیشہ ایک ہی کمرہ میں محبوس کیا جائے گا، ان دونوں کے درمیان شرعی شرائط کے مطابق مستقل نکاح تو ممکن نہیں، کیا یہ دونوں خود ایجاب وقبول کر کے اس وقت تک کے لئے عارضی نکاح کرسکتے ہیں جب تک کہ جیل خانہ سے رہا نہ ہوجائیں؟

(۲) ایک عورت کے خاوند کو ۱۶ سال کی طویل مدت کی قید کی سزادی گئی ہے اس عورت کے چھ/ساتھ بچے ہیں، وہ ہزار کوشش کے باوجود ذریعہ معاش تلاش کرنے میں ناکام رہی ہے قرض اسے کوئی دیتا نہیں ہے، بھیک مانگتی ہے تو اسے دربدر دھکے پڑتے ہیں، گھر سے وہ بالکل قلاش ہے، وہ خود اور اس کے بچے فاقہ کشی کی زندگی بسر کررہے ہیں وہ عورت عصمت بیچنے پر آمادہ ہوتو اس کے کئی گاہک موجود ہیں، وہ اس اضطراری حالت میں اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے کسی مرد کے ساتھ ایک ماہ کے لئے ایک سو روپے کی شرط پر عارضی نکاح کرسکتی ہے اور اس مدت کے بعد پھر کبھی ایسی ویسی ہی ضرورت پیش آ گئی تو کیا وہ اپنے حقیقی خاوند کی رہائی تک کے لئے عارضی نکاح کرسکتی ہے؟

میں مودودی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ وہ خود ہی غور فرمائیں کہ وہ اس

شہوت پرست ماحول میں کس قسم کے نظریات کی اشاعت کر رہے ہیں اور غضب یہ ہے کہ ایسے نظریات پر اسلام کی مہر بھی ثبت فرما رہے ہیں۔

مودودی صاحب نے اپنی اس تفسیر میں اس بات کا اقرار کر لینے کے بعد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حرام قرار دے دیا تھا اور چونکہ یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانے میں دیا تھا، عام لوگ ابھی اس حکم سے مطلع نہ ہوئے تھے، صرف اپنے فتویٰ کی تائید کے لئے پھر بھی اس بات کا اعادہ ضروری سمجھا ہے کہ متعہ ایسی ہی اضطراری حالتوں کے لئے ہے، اور صحابہ میں سے حضرت ابن عباس وغیرہ نے اسی لئے اس کو جائز رکھا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح حکم کے بعد صحابہ کا قول کس طرح حجت بن سکتا ہے؟

اگر حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم نے متعہ کو حرام قراد دے دیا تھا تو دوسرے مسائل کی طرح اضطراری حالتوں کیلئے جواز کی صورت بھی خود ہی بیان فرما دیتے، اور پھر جب کہ مودودی صاحب کی تفسیر میں اس بات کا اقرار موجود ہے کہ عام لوگوں تک حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا حکم نہیں پہنچا تھا اور اس حکم کی تشہیر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کی، اس کے باوجود مودودی صاحب نے جن صحابہ کرام کا حوالہ دیا ہے، کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے مطلع ہو جانے کے بعد بھی جواز متعہ کا فتوی صادر فرماتے رہے ہیں؟

مودودی صاحب ایسی کوئی دلیل پیش کریں گے؟

مودودی صاحب نے اپنے فتوی کی تائید وحمایت میں بعض صحابہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی پیش کیا ہے، حالانکہ دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ حرمت متعہ کی تاریخ ذکر کر کے پھر صحابہ کرام کا کوئی قول پیش کرتے تا کہ حجت قائم کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آتی۔

متعہ کے بارے میں حضرت ابن عباس کا حکم یہ ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدِمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهُ بِهَا مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْءَةَ بِقَدْرِ مَا يَرٰى اَنَّه يُقِيْمُ حَتّٰى اِذَا نَزَلَتِ الْاٰيَةُ ﴿اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَاهُمَا حَرَامٌ (ترمذی شریف صفحہ ۱۳۳/۱۳۴/)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ متعہ اسلام کے ابتدائی ایام میں مباح تھا اس لئے کہ آدمی مسافر کی حیثیت سے کسی شہر میں جاتا اور وہاں اس کی کوئی جان پہچان نہ ہوتی تھی۔ پس وہ مسافر کسی عورت کے ساتھ مدت قیام کے لئے متعہ کر لیتا تھا پس جب یہ آیت ﴿اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ﴾ نازل ہوگئی تو اب سوائے حقیقی نکاح اور لونڈی کے اور تمام عورتیں حرام ہیں۔

متعہ کیا ہے؟

متعہ کے معنی ہیں فائدہ اٹھانا یا نفع حاصل کرنا، اس کے متعلق روایات منقول ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں اجازت تھی کہ دو گواہوں کے روبرو ایک خاص مدت کا تعین اور مہر کا تقرر کر کے ولی کی اجازت سے کسی عورت کے ساتھ عارضی نکاح کر لیا جاتا؟

چنانچہ تفسیر ابن جریر میں لکھا ہے کہ:

فَهٰذِهِ الْمُتْعَةُ الرَّجُلُ يَنْكِحُ الْمَرْءَةَ يَشْتَرِطُ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى وَيُشْهِدُ شَاهِدَيْنِ وَيَنْكِحُ بِاِذْنِ وَلِيِّهَا (تفسیر ابن جریر طبری جلد ۵ پارہ پنجم صفحہ ۹ سطر ۱۶)

یعنی متعہ یہ تھا کہ مرد کسی عورت کے ساتھ دو گواہوں کی موجودگی میں مدت معینہ کے لئے نکاح کر لیتا، یعنی مروجہ نکاح تاحین حیات یا زندگی تک کے لئے ہے اور وہ متعہ جس کے جواز کا مودودی صاحب فتوی صادر فرما رہے ہیں مدت معینہ کے لئے ہوتا تھا، باقی مہر کا تقرر اور گواہوں کی موجودگی ویسے ہی شرط تھی جیسے موجودہ نکاح میں۔

اور یہاں مودودی صاحب بغیر گواہوں کے خود ہی ایجاب وقبول کرنے پر عارضی نکاح کے جواز کا فتوی صادر فرما رہے ہیں، یہ نکاح ہے یا زنا؟

نوٹ: اس سلسلہ میں جو بات ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جیسے ظہور اسلام سے قبل شراب پینے کا رواج تھا، اسی طرح متعہ کا بھی رواج ظہور اسلام سے قبل ہی جاری تھا پھر جب حرمت شراب کے حکم آنے کے بعد شراب حرام ہوگئی اسی طرح حرمت متعہ کے آنے کے بعد متعہ حرام ہوگیا۔

اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ:

''متعہ فتح مکہ کے موقع پر صرف تین دن کے لئے مباح قرار دیا گیا تھا، لیکن پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس حکم کو منسوخ فرمادیا''

چنانچہ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے:

وقیل نزلت الآیۃفی المتعہ التی کانت ثلثۃ ایام حین فتحت مکۃ ثم نسخت لما روی انہ علیہ الصلاۃ والسلام اباثم اصبح یقول یا ایھا الناس انی کنت امرتکم بالاستمتاع من ھذہ النساء الا ان اللہ حرم ذالک الی یوم القیامۃ وجوزھاابن عباس ثم رجع عنہ (بیضاوی شریف)

''بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت نکاح متعہ کے متعلق ہے جو فتح مکہ کے موقع پر صرف تین دن کے لئے مباح قرار دیا گیا تھا لیکن بعدازاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کے مباح ہونے کا حکم منسوخ کرتے ہوئے اعلان فرمادیا کہ:

لوگو! میں نے تمہیں ان عورتوں کے ساتھ متعہ کی اجازت دی تھی، خبردار سن لو! اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک آپ کو حرمت متعہ کی حدیث نہیں پہنچی تھی، اس وقت تک متعہ کو مباح قرار دیتے رہے مگر جب حرمتِ متعہ کا علم ہو گیا تو آپ نے حلت متعہ سے رجوع کر لیا۔

بیضاوی وغیرہ میں قیل کے لفظ کے ساتھ جو روایت آئی ہے اس کا مطلب بھی یہ ہی ہے کہ چونکہ اس وقت تک متعہ کی حرمت کا حکم نہیں آیا تھا، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی حرمت کا حکم نہیں دیا، مگر جب حرمت کا حکم آ گیا تو آپ نے حرام کر دیا۔

ہمارا مقصد اس نوٹ سے یہ بتانا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے از خود متعہ کو حلال کیا ہی نہیں بلکہ صورت حال یہ تھی کہ شراب کی طرح متعہ کا بھی تھا اور یہ بات ظہورِ اسلام سے پہلی ہی جاری تھی پھر جب تک متعہ کے متعلق کوئی ہدایت نہ آئی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حرمت کا اعلام نہیں فرمایا اور متعہ جاری رہا، مگر جب حرمت کا حکم آ گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی حرمت کا اعلان فرما دیا جیسے شراب کی حرمت کا اعلان فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دوسرے بعض صحابہ کرام اس وقت تک اضطراری حالت میں متعہ کو مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ مباح سمجھتے رہے، جب تک کہ انہیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان کا علم نہیں ہوا، مگر جب حرمت کا علم ہو گیا تو انہوں نے متعہ کے فتاوی سے رجوع کر لیا، اس کے متعلق روایت ہے: (تفسیر کشاف جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۶۲، نووی شرح مسلم جلد نمبر ۱ ص ۴۵۰ باب المتعہ، تفسیر غرائب القرآن پارہ پانچواں از علامہ نیشاپوری مصری) میں ہے:

(حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے) اباحت متعہ سے رجوع کرتے ہوئے کہا:

''اے اللہ! میں اپنے قول (جواز متعہ) سے توبہ کرتا ہوں''۔

ہم خوف طوالت کی وجہ سے فی الحال ان مختصر حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہوئے بعض دوسری ضروری باتوں سے متعلق معروضات پیش کر کے اس بحث کو ختم کیے دیتے ہیں۔

قانون میں لچک

مودودی صاحب کی طرح اگر ہم بھی ایک مفروضہ قائم کر کے ایک وقت یہ تسلیم کر لیں کہ اسلام نے عام زندگی کے لئے جن قوانین کے نفاذ کا حکم دیا ہے وہ کسی وقت ناقابل عمل بھی ہو سکتے ہیں اور کسی وقت احکام کے ظاہری مفہوم پر عمل کے بجائے ان کی روح کا تقاضا پورا کیا جا سکتا ہے تو پھر اسلام ایک قانون یا لاء (law) کی حیثیت کبھی اختیار نہیں کر سکتا، کیوں کہ اس صورت میں ہر برائی کے ارتکاب اور ہر قانون شکنی یا حکم عدولی کے بعد مجرم اپنی صفائی میں پوری بے باکی کے ساتھ اس بات کا اعلان کر سکتا ہے کہ مجھ سے یہ جرم صرف اضطراری حالت میں سرزد ہو گیا ہے مثلاً:

ا۔ موجودہ معاشی بدحالی اور اقتصادی ناہمواری کے وقت ایک چور یہ کہہ سکتا ہے کہ میں انتہائی تنگی اور فاقہ کشی کے ایام گزار رہا تھا اور بالآخر میرے لئے سوائے اس کے چارۂ کار نہ تھا کہ چوری کر کے اپنی جان بچاؤں، اور دیکھئے، میں نے چوری کرتے وقت صرف اسی قدر مال و اسباب اٹھایا ہے جس قدر مجھے اس کی ضرورت لاحق تھی، جس جرم کا مجھ سے اضطراری حالت میں ارتکاب ہوا ہے اس کی پاداش میں مجھے سزا کیسے دی جا سکتی ہے؟

۲۔ایک زانی مرد جب گرفتار ہو کہ عدالت کے روبرو پیش ہو گا تو وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں انتہائی مفلس اور قلاش جواں مرد ہوں، تنگ دستی کی وجہ سے میں کسی عورت کے ساتھ آج تک شادی نہیں کر سکا ہوں، میرا گھر دو دریاؤں کے درمیان واقع ہے، اتفاقاً دریاؤں میں طغیانی آ گئی اور ایسا قیامت خیز تباہ کن سیلاب آیا کہ ہمارے ارد گرد کا تمام علاقہ حتیٰ کہ ہمارا گاؤں بھی تباہ ہو کر نیست و نابود ہو گیا اور چاروں طرف پانی ہی پانی دکھائی دیتا تھا تباہ شدہ گاؤں کے ملبہ پر میں اور ایک دوسری منکوحہ عورت زندہ بچ گئے، ہفتہ عشرہ تو میں نے اپنے نفس پر قابو پایا مگر جب اپنے نفس امارہ پر قابو پانا میرے بس کی بات نہ رہی تو میرے لئے سوائے اس کے چارۂ کار نہ تھا کہ یا زنا کروں یا متعہ! بالآخر ہم دونوں نے خود ہی ایجاب وقبول کر کے اس وقت تک کیلئے عارضی نکاح کر لیا جب تک کہ سیلاب کا پانی نہ اتر جائے اور ہم دوسری آبادی میں نہ پہنچ جائیں، لہٰذا ہم زنا کے قصوروار نہیں ہیں، ان کے علاوہ دوسری اضطراری مثالیں بھی ہو سکتی ہیں، فرار کا مفروضہ بنایا اور سزا سے نجات پالی، اگر قوانین میں ذرہ برابر بھی لچک رکھی جائے گی تو ان صورتوں میں کوئی جرم قابل گرفت نہیں رہ سکتا ہے اور اس طرح دنیا بھر کی حرام چیزیں حلال ہو سکتی ہیں۔

پس منظر

جواز متعہ کے فتویٰ سے قبل بھی مودودی صاحب نے تنقید و تبصرے میں کبھی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مین میخ نکالتے ہوئے انہیں (خاکم بدہن) حکومت کے لئے نا اہل قرار دیا اور کہیں اپنا زور قلم دوسرے صحابہ کرام کی خامیاں اجاگر کرنے میں صرف کیا، اور اب جواز متعہ کا فتویٰ صادر کر کے انہوں نے جماعت اسلامی میں شریک یا مخالف شیعہ گروپ کو خوش کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

مگر ہم بلاخوف تردید یہ بات عرض کریں گے کہ جماعت اسلامی اور

مودودی صاحب ایسی قابل اعتراض تحریروں کی اشاعت اور مضحکہ خیز فتاوی کے بغیر بھی شیعہ گروپ کو اپنے ساتھ ملا سکتے ہیں۔

ایسی تحریروں سے اگر مودودی صاحب یا جماعت اسلامی احتراز کرے یا وقتی طور پر ایسی باتوں کو کسی دوسرے وقت کے لئے روک لیں تو آخر اس سے کون سی قیامت برپا ہونے کا خطرہ لاحق ہے۔

مودودیوں سے

مودودیو! تم متعہ کو جائز سمجھتے ہو تو کھلم کھلا اعلان کروتا کہ ہمیں شیعہ یہ طعن نہ کریں کہ مودودی سنی ہیں اور متعہ کے مسئلہ میں ہمارے ساتھ ہیں جب کہ ہم تمہیں خارجی مانتے ہیں، اگر تمہارے نزدیک متعہ حرام ہے تو مودودی اب زندہ ہے اس سے اس کی وضاحت کراؤ ورنہ اس سے توبہ کرا کے اخبارات میں اس کا اعلان کرو ورنہ ہم سمجھیں گے کہ

"رل بیٹھے ہیں دیوانے دو"

بلکہ کہو تین، یعنی غیر مقلدین بھی ساتھ۔

تتمۃ الکتاب

فقیر نے اپنی وسعت کے مطابق چند سطور پیش کئے ہیں، شائد کسی مرد مومن کو حقیقت کا دامن نصیب ہو جائے اور بھٹکا ہوا مسافر صحیح راہ پالے تو فقیر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سرخروئی حاصل کرے کہ آپ کے امتی کو فقیر کے قلم کی خدمت سے آپ تک پہونچنے کا موقع ملا ہے، اس سے فقیر کا بھی بیڑا پار ہو۔ آمین!۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سید المرسلین

وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مذہب شیعہ کی حقیقت پر جامع کتاب

آئینہ نما

تالیف

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ اویسیہ رضویہ

(ملتان روڈ) بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَ عَلٰی آلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○

فی زمانہ سینکڑوں شیطان ہرکارے اپنے ہاتھوں میں عقائد باطلہ کے شرانگیز ہتھیار لئے راہ ایمان پر راہزنی کرتے ہیں، ان میں بعض فتنہ پرور ایسے ہیں جو سری طور پر مسلمانوں کی متاع عزیز یعنی ایمان کی لازوال دولت پر حملہ کر کے مار آستین ثابت ہوتے ہیں جیسے دیوبندی، اہل حدیث، غیر مقلدین وغیرہ اور بعض شرانگیز ایسے ہیں جو اپنے چہرے پر اسلام کا دلکش نقاب اوڑھے اعلانیہ طور پر ایمان کی راہ پر گھات لگائے بیٹھے ہیں جیسے شیعہ رافضی، قادیانی وغیرہ۔

گروہ شیعہ جب سے معرض وجود میں آیا ہے اس نے صحابہ کرام پر تبراء و افتراء بازی کو اپنا اولین فرض سمجھا ہوا ہے خصوصاً خلفائے راشدین کی ذوات مقدسہ میں تنقیص کا پہلو نکالنا گروہ شیعہ کا شیوہ ہے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے کے باوجود ان کے تمام اقوال افعال نہ صرف یہ کہ روح اسلام کے منافی ہیں بلکہ حیاء سوز اور انتہائی حد تک شرمناک ہیں۔

فاضل مصنف نے پیش نظر کتاب میں اپنی فاضلانہ تحقیق کے ذریعے شیعہ مذہب کے پر فریب چہرے پر پڑی ہوئی نقاب کو سرکا کر اس کے مکروہ اور گھناؤنے

چہرے سے عوام کو روشناس کرایا ہے جس کو جمیعت اشاعت اہلسنت اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نمبر ۲۳ کڑی کے طور پر شائع کرنے کا شرف حاصل کیا اور اب اشاعتِ ثانی آپ کے ہاتھ میں ہے۔

عام الناس سے گزارش ہے کہ وہ دل کی آنکھوں سے اس کتاب کا مطالعہ کریں تا کہ نہ صرف یہ کہ ان پر شیعیت کے مکروفریب کی قلعی کھل سکے بلکہ وہ ان کے غلیظ وحیا سوز عقائد ونظریات سے آگاہ ہو کر اپنے ایمانوں کی حفاظت کر سکیں۔

سگ وقارالدین علیہ الرحمۃ

محمد عرفان وقاری

کارکن جمیعت اشاعت اہلسنت

فہرست شیعہ عقائد

حوالہ جات	نام کتاب	صفحہ
اس فرقہ کے دو نام ہیں (۱) ابدیہ (۲) ابدیشہ شیعوں کا ایک فرقہ ایسا ہے جو حضرت علی کو خدا کہتے ہیں، معاذ اللہ!	تذکرۃ الائمہ مطبوعہ ایران	۷۷
حضرت جبریل بھول گئے کہ وحی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو پہنچا دی ورنہ حکم حضرت علی کا تھا، اس فرقہ کا نام ہے علویہ۔	= =	۷۸
حضرت امام اعظم کا علم حضرت امام جعفر صادق تک پہنچتا ہے۔	تذکرۃ الائمہ	۹۴
عصمنی عن الخلق الخ: کذا قال علی رضی اللہ عنہ پھر تقلید کیوں؟	= = =	۱۲۹
حضرت امام جعفر صادق کا نانا جان حضرت صدیق، پھر ان کو گالیاں کیوں؟	= = =	۱۲۹
مسئلہ لف حریر (ماں وغیرہ سے ریشم لپیٹ کر جماع کرنا)	= = = =	۱۳۰
باب التزویج بغیر بینۃ (گواہوں کے بغیر نکاح)	فروع کافی جلد۲	۲۳
ان العارفۃ لاتوضع الا عندعارف	فروع کافی جلد۱	۱۲
انسان بلا وضو نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔	فروع کافی جلد۱	۴۹
ممانعت جزع وفزع	= = =	۶۱
تزوج ام کلثوم بہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ	۲ = = =	= = = =
سیاہ لباس جہنمیوں کا کپڑے پر	۲ = = =	۲۰۵

تھوک سے ذکر دھونا۔	ا = = =	۷
حضرت عمر کے وصال کے بعد حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کو اپنے گھر لے گئے۔	= = = ۲ =	۱۱۶
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَابَيْنَ مِنبَرِيْ وَبَيْتِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ	= = = ۲	۳۱۶
ریح خفیف سے وضو نہیں جاتا بلکہ صوت عظیم چاہیے۔	فروع کافی جلدا	۱۳
حوا آدم سے پیدا ہوئی۔	فروع کافی جلدا	۷
خنزیر کے بالوں کی رسی ڈول میں ڈال کر کنویں سے پانی الخ	فروع کافی جلدا	۳
غلام اور مشرک اور آزاد ایک عورت سے جماع کریں تو قرعہ اندازی کرو جب بچہ پیدا ہو۔	======	۵۵
حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت علی کو روکا کہ فلاں وقت جماع نہ کرنا۔	======	۵۸
سنی کا پس خوردہ پانی ولدالزنا اور یہودی و نصرانی سے بدتر۔	===ج ا	۴
کتاب العقیقہ میں چار ابنات کا ثبوت	===ج ۲	۵۲
کتاب النکاح سے	===	۲۰
تمام محرمات حلال	====	۸۰
حلف بغیر اسم اللہ ناجائز	====	۳۷۱
داڑھی بقدر قبضہ لازم اور مونچھیں کٹوانا لازم	======	۲۱۵
حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات اہل بیت ہیں۔	ترجمہ مقبول لاہور	۲۹۹
امام حسین نے نہ اپنی ماں کا نہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیا بلکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی انگلی مبارک چوستے تھے الخ۔	ترجمہ مقبول لاہور	۱۰۴

بہتر اصحاب خصوصاً اصحابہ ثلاثہ		
دیگر صفحات ۶۷۶/۴۳/۱۰۲۱۸/۱۹۰/۱۹۸ ۲۷۲/۵۷۶	ترجمہ مقبول لاہور	۴۴/۱۱۹/
تحریف قرآن اور اس کے چند نمونے (لاتعداد میں صرف چند حوالہ جات دیئے جاتے ہیں)	ترجمہ مقبول لاہور	۴۰۴
جہاں کا خمیر وہاں دفن (اس سے سیدنا صدیق وسیدنا عمر کے فضائل کا اندازہ)	======	۶۲۷
امام مہدی کے ظہور پر صرف لا الہ الا اللہ کا چرچا	===	۱۱۹
تمام انبیاء (رجعت کر کے امام مہدی کی مدد کریں گے۔	===	۱۱۸
بدر والے ملائکہ تاحال موجود ہیں (زمین پر صاحب الامر کی امداد کریں گے۔	===	۱۲۸
اللہ سب کو ازل سے جانتا ہے	===	۱۳۳
یستبشرون بنعمة الله الخ سے شیعہ مراد ہے	===	۱۴۲
لفظ بنات عام ہے، بیٹیاں ہو یا کوئی اور	===	۱۵۹
انسان صرف شیعہ ہیں، باقی نسناس ہیں (شیطان بندر یا لنگور۔	۱۷۱ =	۵۵
حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بددعا سے ایک جھوٹا آدمی معہ کنبہ جل گیا۔	====	۲۳۲
یہودی نصرانی عورت سے متعہ کا جواز	===	۲۱۳
حضرت مدین بن ابراہیم (غیر معروف ہونا اولاد ہونے کے منافی ہے)	====	۳۲۰

ہارون علیہ الصلاۃ والسلام موسیٰ علیہ السلام سے تین برس بڑے تھے، انت منی بمنزلة هارون الخ جواب۔	====	۳۳۴
حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ''میرے اور سوائے اولاد علی کے کسی کے لئے جائز نہیں کہ میری مسجد میں عورتوں سے مقاربت کرے یا جنب حالت میں شب باش ہو۔	====	۴۳۴
مسئلہ تولا	ترجمہ مقبول لاہور	۲۲۹
مسئلہ بدا	====	۲۵۳
صدیق اکبر کی افضلیت اعمال سے بلکہ اخلاص وعقیدت سے ہے	مجالس المومنین	۸۸
صدیق اکبر کا ہجرت میں ساتھ جانا بفرمانِ خداوندی تھا۔	====	۲۱۳
نبی کی دختر (بیٹی، ام کلثوم) عثمان کو، علی کی دختر عمر کو نکاح میں دی گئی	====	۸۷
محمد بن حنفیہ پسر علی ۲۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے، لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ وہ کوہ رضوی میں زندہ ہیں۔	====	۱۱۵
حضرت حسن کثیر الطلاق واقع ہوئے	====	۵۷
لا يجوز آمين فى آخر الحمد وقيل هو مكروه الخ	المدارک	۱۸۰
شیعوں کی موجودہ اذان کی تردید	====	۱۶۴ ۱۶۶
بی بی فاطمہ نے اپنی بہن کا جنازہ پڑھا دختران نبی	الاستبصار	۲۷۵
عارية الفرج لا باس به	الاستبصار	۵۳۵
حرمت متعہ کی احادیث عقلیہ پر محمول نہیں	الاستبصار	۵۳۸

متعہ کی اجازت قرآن مجید میں نازل ہوئی اور سنت رسول خدا کے ذریعہ سے اس کا اجراء ہوا۔	ترجمہ مقبول لاہور	۱۴۱
پیشاب کر کے تین دفعہ ذکر کو نچوڑے پھر اگر ساق تک پانی بہتا		
چلا جاوے تو کوئی پرواہ نہیں۔	===	۲۰
امام جعفر سے پوچھا گیا کہ استنجاء کے لئے کتنا پانی چاہئے؟ آپ نے فرمایا کہ ذکر کے سوراخ کی تری سے دوگنا۔	===	۲۰
عورت وراثت کی حق دار نہیں پھر فدک کی لڑائی کیوں؟	====	۷۶۹
ابواب المتعہ	====	۵۳۷
نسخ المتعہ	====	۵۳۸
متعہ صرف شہوت رانی ہے	====	۵۴۳
لواطت کے مسائل	====	۶۰۶
موجودہ قرآن شیعہ کے قرآن کے مطابق نہیں۔	صافی	۱۳،۱۲
حضور علیہ السلام کے وصال پر ملائکہ اور مہاجرین وانصار نے جنازہ پڑھا۔	===	۴۰۲
وَلَقَدْ عَهِدْنَا الخ تحریفِ قرآن	== ۳۱۸	۴۰۳
بی بی حوا بائیں پسلی سے پیدا۔	===	۱۰۳
خلافت صدیق کے بعد خلافت عمر کا اعتراف	===	۵۰۳
شرم گاہِ زن سے کھیلنا اور بوسہ دینا	حلیۃ المتقین تہران	۴۱
جو تنہا سفر کرے وہ لعنتی ہے	==	۱۷۸

نیا کپڑا پہنے تو، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ،...... یہ کلمہ شیعہ عقیقہ کا گوشت لڑکے کے ماں باپ کو نہ کھانا چاہیے بلکہ اس......	===	۷
کفر میں جو بھی ماں باپ رشتہ دار ہوں سب کا برابر حصہ ہے	==	۵۱
مذی و ودی سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ بہہ کر پاؤں تک پہنچ جائے	فروع کافی جلد ا	۱۳
وطی فی الدبر اور مشت زنی جائز	=====	۱۵/۱۹
پاخانہ کی روٹی کا واقعہ	من لا یحضرہ الفقیہ	۱۶
اذان کی صورت اہلسنت کے مطابق	من لا یحضرہ الفقیہ	۶۷
خنزیر کے چمڑے سے ڈول بنا کر پانی کھینچنا جائز ہے۔	====	۷
جزع وفزع سے ممانعت	====	۸۸
بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔	====	۱۰۱
حیض والی عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے۔	====	۱۰۲
تھوک سے استنجاء جائز ہے۔	====	۳۹
مرتے وقت منہ سے یا آنکھ سے منی نکلتی ہے۔	====	۸۱
جس کپڑے کو شراب اور خنزیر کی چربی لگ جائے اس کپڑے پر نماز جائز ہے۔	====	۴۱
جس کپڑے عمامہ ٹوپی یا جراب کو منی یا پیشاب لگ جائے جائز ہے	====	۴۱
پیشاب خانہ میں جو کپڑا اگرے وہ پاک ہے۔	====	۳۵
نجس پرنالہ کا پانی پاک ہے۔	====	۵
جو شخص سنی کے پیچھے نماز پڑھے گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔	من لا یحضرہ الفقیہ	۲۱۲

زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث۔	====	۵۰۳
مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ (اس سے صدیق وعمر کی شان معلوم ہوئی)	====	۵۰۴
قبر حسین علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق مذکور حدیث اور اس حرام		
کا احاطہ ۱۵ میل بھی بہشت۔	====	۵۰۹
ابو بکر جلدی وولد نی الصدیق مرتین کذا الامام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ احقاق حق نور اللہ	شوشتری	۵
امام اعظم امام جعفر صادق کے شاگرد ہیں۔	====	۲۰۰
سیدنا عمر بن عبد العزیز نے فدک بنو ہاشم یا اولاد فاطمہ کو واپس دیا۔	====	۲۲۵
حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا، میری خلافت تیس سال ہوگی۔	====	۲۶۵
حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی دختران کا انکار اور خلفاء پر الزامات۔	ضمیمہ متقبل لاہور	۴۴
حضرت علی نے حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی۔	====	۴۱۵
عمر سراج اھل الجنۃ ولو نزل العذاب مانجی الاعمر السکینۃ تنطق علی لسان عمر لو لم ابعث لبعث عمر۔	احتجاج طبرسی مطبع	نجف ۲۴۷
فلصدیق ھو فرق الصحابۃ بسبب سبق اسلام الا تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ذھب بہ لیلۃ الغار و لما علم انہ یکون الخلیفۃ۔	احجاج طبرسی مطبع نجف	۲۵۷
انہ (ای الصدیق) الخلیفۃ من بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امتہ...... ان الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ موقوفۃ (الاربعۃ ابو بکر وعمر و عثمان وعلی رضی اللہ تعلی عنہم	====	۲۶۰

حتی لم یبق من المھاجرین والانصار الا صلی علیہ۔ اس سے حضور علیہ السلام پر صحابہ کرام کا نماز جنازہ ادا کرنے کا ثبوت ملا۔	=====	۵۲
واما اھل السنة فالمتمسکون بما سنه الله ورسوله۔ اہلسنت کی حقانیت کا ثبوت۔	====	۹۰
اختلاف اصحابی لکم رحمة (صحابہ کرام کی جنگوں کا جواب)	====	۱۹۴
بیعت کے لئے حضرت علی کے گھر گھس جانا وران کے گلے میں کالی رسی ڈالنا، اور بی بی فاطمہ کی توہین: معاذ اللہ۔	====	۵۳
ان القرآن الذی بین اظهر نالیس بتمامه کما انزل علی محمد بل هو خلاف ما انزل و اما اعتقاد مشائخنا کان یعتقدون التحریف والنقصان فی القرآن۔الخ۔	صافی	۳/۱۲
جماع در فرج محارم بالف حریر جائز است	ذخیرۃ المعاد	۷۹
جماع در رمضان شریف برائے مسافر مکروہ است۔	طبع تہران	۴۳۵
اثنا عشرۃ فی النار (گویا اشارہ ہو گیا شیعوں کے جہنمی ہونے کا کیوں کہ یہ اپنے آپ کو اثنا عشری کہتے ہیں۔	احتجاج طبرسی نجف	۱۴۱
ان ابا بكر افضل من علی ومن جمیع اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم هو ثانی	====	==
مع رسول الله ای ثانی اثنین الخ آخر صلوة قبل وصال نبوی وهو صدیق هذه الامة الخ	احتجاج طبرسی	۲۰۵ ۲۰۶
ثم قام الصلوة وحضر المسجد وصلی (ای علی) خلف ابی بکر	==== مطبع مرتضویہ	۶۰

اللہ تعالی نے جبریل کو بھیج کر فرمایا کہ ابو بکر سے راضی ہوں، ابو جعفر نے فرمایا لست بمنکر فضل ابی بکر الخ۔	====	۲۴۷
حضرت علی نے حضرت صدیق کی بیعت کی۔	====	۵۴
حضور علیہ السلام نے عرش پر لکھا دیا لا الہ الا اللہ محمد رسول		
اللہ ابو بکر صدیق۔	====	۸۳
مصحف فاطمہ ستر گز لمبا تھا۔	====	۲۰۳
ان مثل ابی بکر و عمر نی الارض کمثل جبریل و میکائیل فی السماء	====	۲۴۷
شیعوں نے حضرت زبیر پر لعنت کی۔	اصول کافی	۱۷۱
حضرت علی کے سوا قرآن کریم کسی نے جمع نہیں کیا اگر کوئی دعوی کرے تو وہ جھوٹا ہے: الخ۔ اصول کافی مطبع	لکھنوی	۱۱۳
قرآن ستر گز تھا، جواب موجود نہیں اور مصحف فاطمہ بھی موجودہ قرآن سے تین حصہ زائد ہے۔	====	۱۱۸
شیعوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے۔	====	۱۲۹
لا دین لمن لا تقیة له الخ التقیة من دین اللہ باب التقیة	====	۴۱۷
التقیة من دینی و من دین آبائی الخ قال جعفر الصادق	====	۴۱۹
چہار بنات کا ثبوت۔	====	۲۳۸
امام جعفر نے فرمایا: اگر مجھے صرف تین خالص شیعہ مل جاتے تو میں اپنی حدیث نہ چھپاتا (اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ حقیقی منافق اور اہل بیت کے دشمن ہیں۔	====	۲۴۵

موضوع	کتاب	صفحہ
حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نماز جنازہ ادا کرنا (صحابہ کرام کا بہترین جواب)	اصول کافی مطبع لکھنوی	۲۴۵
تحریف قرآن کے نمونے۔ ۲۲۳/۲۲۴/۲۲۵	====	۲۲۵
امام جعفر سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو کسی کو کچھ جواب دیتے اور کسی کو کچھ	اصول کافی	۳۳
باب البدا (ہر نبی علیہ السلام اس بدا کا مکلف رہا)	====	۷۳
امام جعفر صادق پر جھوٹی پیشین گوئی کا الزام	====	۵۹۱
شیعہ کو مذہب کا چھپانا عزت اور ظاہر کرنا ذلت۔	=====	۴۲۰
انبیاء علیہم السلام کی وراثت علمی ہوتی ہے نہ کی دراہم ودنانیر۔	====	۱۷/۱۶
شیعوں کا خدا بھولا اور صرف تیس سالہ ہے (معاذ اللہ)	====	۴۹
حضور علیہ السلام کا ارشاد کہ بدعات کے ظہور کے وقت عالم کو اپنا علم ظاہر کرنا واجب ورنہ لعنتی (اس حکم کے بعد خلفاء ثلاثہ کی خلافت حق ورنہ حضرت علی اور دوسرے حضرات اہلبیت پر اور حضرت مہدی پر یہ فتوی لاگو ہوگا۔	====	۲۷
آئمہ کو ہر ایک کے ایمان کی حقیقت اور نفاق معلوم ہوتا ہے (جب یقیناً مومن تھے۔	اصول کافی	۲۳۷ ۱۱۰
ان الائمة لم یفعلوا شیئا الا بعهد من الله و امر منه لا یتجاوزونه...... الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے اللہ تعالی کے حکم سے کیا۔	====	۱۴۰
امام جعفر کی تصدیق کہ صحابہ کرام کی تمام روایات صحیح ہیں۔	====	۳۳
حضرت آدم علیہ السلام میں کفر کے اصول پائے گئے (معاذ اللہ)۔	====	۴۴۷

موضوع	کتاب	صفحہ
واقعہ خلافت سیدنا صدیق اور مولیٰ علی کی کمزوری کا بیان۔	جلاء العیون تہران	۱۴۵
امام حسین کو مکہ سے کوفہ میں شیعوں نے دعوت دی۔	====	۳۵۶
امام حسین کو شہید کرنے والے شیعہ تھے۔	====	۳۵۷
شیعوں کا قرآن امام مہدی کے پاس ہے، وہ خود ساتھ لائیں گے۔	====	۱۴۳
امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کی۔	====	۵۰۰
امام جعفر برادر امام عسکری کو شیعوں نے کذاب اور شرابی لکھا ہے۔	====	۵۷۶/
پہلا ماتمی یزید ہے۔	جلاء العیون	۴۴۱
حضرت علی نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔	====	۱۵۰
کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے، شیعہ کا کلمہ غلط۔	=====	۲۴۲
یزید کے گھر تین دن ماتم رہا۔	جلاء العیون	۴۴۵
امام حسن نے فرمایا: امیر معاویہ شیعوں سے بہتر ہیں اس لئے کہ شیعہ امام کو لوٹنے اور قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔	====	۲۶۱
امام حسین کی ولادت مکروہ طریقہ سے۔	====	۲۸۰
حضرت علی کے صاحب زادوں کا نام ابوبکر و عثمان تھا۔	====	۴۰۲
حضور علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کا نکاح عثمان سے کیا۔	====	۴۱۸
اہل کوفہ نے ماتم کیا اور منہ پر طمانچے مارے اور کپڑے سیاہ پہنے اور مرثیہ جات پڑھے، بی بی ام کلثوم بنت فاطمہ نے انہیں لعن طعن کیا۔	====	۴۲۶
حضور علیہ السلام کی وصیت کہ مجھ پر گریہ نوحہ اور شق الجیوب نہ کرنا۔	====	۷۵
حضور علیہ السلام نے ایسے ہی بی بی فاطمہ کو فرمایا:	====	۶۵

بی بی فاطمہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں	====	۱۵۵
بی بی فاطمہ ام کلثوم کو لے کر علی سے ناراض ہو کر چلی گئیں	=====	۱۵۱
بی بی فاطمہ کے وصال کے بعد ام کلثوم حضور علیہ السلام کے روضہ پر	====	۱۵۷
حضور علیہ السلام نے فرمایا مَا بَیْنَ مَسْجِدِی وَ قَبْرِی رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ ○	جلاء العیون	۱۵۸
صحیح قول یہ ہے کہ بی بی فاطمہ اپنے گھر میں مدفون ہوئیں۔	====	۱۵۸
اذان میں علی ولی اللہ الخ کہنا بدعت اور حرام ہے۔ (ذخیرۃ المعاد	مجلس کتب خانہ گلی بہادریان	۱۸۶
محبان علی کو تڑپی کر اور جنت کے میوے کھا کر مرتے ہیں اور بہشت میں صدیقوں کے ساتھ ہونگے (واہ، واہ)	====	۳۷۷
تقیہ تمام عبادات یہاں تک کہ نماز، روزہ، زکوۃ و جہاد سے افضل ہے (یہ کتاب ترجمہ ہے تفسیر امام عسکری امیہ کتب خانہ لاہور)	اثار حیدری	۲۸۸
حضرت عباس نے ابوبکر کی بیعت کی۔	====	۳۱۳
حضرت آدم سے خطا ہوئی اور پنج تن کے وسیلہ سے معاف ہوئی۔	====	۱۹۳
ہذہ الشجرۃ سے علم محمد و آل محمد مراد ہے۔	آثار حیدری	۱۹۵/۱۹۴
آدم علیہ الصلاۃ والسلام دھوکہ کھا گئے۔	====	۱۹۷
تقیہ کر کے منافق کے پیچھے نماز پڑھنے سے سات سو نمازوں کا ثواب		
اور ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمین کے فرشتے رحمت بھیجتے رہے۔	====	۵۱۶
حضرت علی ہر خطا سے معصوم۔	=====	۱۲۴
حضرت بلال کو حضرت ابوبکر نے آزاد کرایا۔	====	۵۴۷

تقیہ کے عوض اعلیٰ علیین میں جگہ ملی۔	آثار حیدری	۳۲۱
خیر الناس بعد رسول اللہ ابوبکر۔	====	۳۱۹
یا ساریۃ الجبل (قول حضرت عمر)	====	۲۹۳
شب ہجرت کا واقعہ اور حضرت ابوبکر کی رفاقت۔	====	۴۰۱
محبان علی ملائکہ سے بہتر (افضل)	====	۴۰۱
حضرت ابوبکر جانثار رسول، بہترین واقعہ	====	۴۰۳
ہر نماز کے بعد صحابہ کرام پر تبرا (گالی دینا)	عین الحیوۃ تہران	۶۱۲
امام جعفر کا فرمان کہ شیعہ وہ ہے، کہ اطاعت الٰہی وائمہ کا پابند ہو۔	====	۱۵۱
کوفہ دار السلام ہے۔	====	۱۵۸
مالِ غنیمت بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام ان کا خلیفہ مصالح پر خرچ کرسکتا ہے، اس کے سوا کسی اور کو جائز نہیں (مسئلہ فدک کا حل)	خلاصۃ المنہج مطبوعہ تہران جلد ۲	۱۷۵
اثنائے خطبہ تمام منافقوں کو نکالنا۔ (معاذ اللہ اگر اصحاب وغیرہ منافق ہوتے تو وہ بھی نکالے جاتے)	====	۲۵۷
قصبہ تعلبہ مکمل طور = = = = = = = = = = = = = =	====	۲۴۶
موسیٰ علیہ السلام کو فرشتوں نے جزع سے منع کیا اور صبر کی تلقین کی۔	====	۱۴۲
امام مہدی بدعات کو مٹا کر قرآن وسنت قائم کریں گے۔ مجمع المعارف	مدینۃ المتقین	۱
دابۃ الارض سے مراد حضرت علی ہیں۔	===	۷۱
فرمانِ نبی فرمانِ حق ہے۔	====	۷۲
سب الشیخین یعنی ابوبکر وعمر (معاذ اللہ)		۲۱۵

موجود قرآن شیعہ کے قرآن کے مخالف ہے۔ کتاب الروضۃ	الکلینی قلمی	۷۶
خطبہ امیر المؤمنین: قال قد عملت الولاۃ قبلی اعمالا: الخ خلافت کا ثبوت	====	۳۲
الا ان عثمان و شیعتھم الفائزون	= = =	۱۴۸
ارتداد صحابہ ء کا بیان سوائے تین صحابہ کرام کے (اس سے حضرت علی بھی نہیں بچ سکتے)	====	۱۱۸
منافقین شیعہ ہیں، اسی طرح ائمہ معصومین نے فرمایا	====	۱۱۱
امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کا اقرار کیا۔	====	۱۱۴
حضور علیہ السلام کے ساتھ غار میں صدیق اکبر تھے۔	====	۱۲۶
امام جعفر فرماتے ہیں، کہ شیعوں کا رافضی اللہ نے نام رکھا ہے۔	====	۱۹
خود کہتے ہیں، کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد آذر تھے۔	====	۱۷۲
ابوبکر صدیق ہے (امام جعفر کا نانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)	کشف الغمہ	۳۲۲/۲۰۵/۱۱۰۵
حضرت علی کا عقد نکاح اور شیخین کے تعلقات۔	====	۱۰۷
امام جعفر اور صدیق کا رشتہ۔	====	۲۲۰/۲۱۱
حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی۔	====	۱۲۳
نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق جس نے ان کی صداقت نہ مانی اس کا کوئی عمل قبول نہیں، نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔	====	۲۲۰
عمر بن عبدالعزیز نے فدک امام باقر کو واپس کردیا۔	====	۱۲۷
احسلسلش پیغمبری است وفرعش امامت است ،اما پیغمبری		
پس از محمد است و امامت علی است۔ حیات القلوب	مطبع تہران	

اس سے معلوم ہوا کہ امامت کا مسئلہ فرعی ہے نہ اصلی۔	ج۲	۵
آدم علیہ السلام نے عرش پر دیکھا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔	===	۹
جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبر سے نکال کر سزا دیں گے (معاذ اللہ)	===	۶۱۱
غار میں صدیق اکبر کو ساتھ لے جانے کا حکم ربانی تھا۔	====	۳۲۱
حضور علیہ السلام کی بی بی فاطمہ کو جزع فزع سے ممانعت کی وصیت	= =	۶۵۷
ثلثة یکذبون علی رسول اللہ ابو ھریرۃ انس الخ خصائص شیخ	صدق جلد ۲	۱۲۶
المؤمن اعظم حرمة من کعبة اللہ :الخ	خصائص شیخ	۱۷
شیعوں کا حشر مرسلین وصدیقین وغیرہ کے ساتھ (سبحان اللہ واہ واہ)	حیات القلوب	۳۲
حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے بعد خلفاء ثلاثہ ہونگے۔	====	۱۴۷
شیعہ کے جماع کرتے وقت اس کی عورت کے رحم میں فرشتہ نطفہ ڈالتا ہے۔	====	۱۴۸
شیعوں کے گناہ فرشتے مٹاتے رہتے ہیں۔	====	۱۴۸
حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ تمام امت اتباع علی کرے، لیکن قبول نہ ہوئی۔		
ہر زمانہ میں امام کا ہونا ضروری اور شیعہ کے نزدیک کون ہے؟	====	۴
مرتبۂ امامت نبوت سے بالاتر ہے، اور امام کا حقیقی تصور	====	۳
فرق نبی وامام میں کوئی نہیں صرف لفظی فرق (مرزا قادیانی بھی یونہی کہتا ہے)	====	۴

امام علی رضا نے فرمایا، شیعہ اکثر مرتد اور بے دین ہیں سوائے چند ایک کے (مجمع المعارف مرجیۃ المتقین تہران)	مجمع المعارف	۷
حضرت لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ اسلام کے بھتیجے تھے۔	خلاصۃ المنہج	۱۲۰
لواطت کے فاعل ومفعول کو قتل کیا جائے۔	====	۱۲۱
زنا لواطت قبیح ترین افعال است۔	==جلد ۳	۸۸
دختران خود را وتحت ایت (خلاصۃ رنج	جلد ۴)	۳۱۸
حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی خاتم پر تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ		
(کلمہ شیعہ کارد) حیات القلوب	تہران جلد ۱	۳۱
سبب نبوت یوسف علیہ السلام (معاذ اللہ)	====	۱۸۵
ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فوت ہوئے۔ (بمنز لہ ہارون والی حدیث کا جواب)	====	۳۰۰
حضرت آدم علیہ السلام وسیدہ حوا، بی بی فاطمہ وحضرت علی پر حسد کرنے کی وجہ سے بہشت سے نکالے گئے۔	====	۵۰
آدم نافرمانی کردہ گمراہ شد۔	====	۳۴۱
حوا آدم سے پیدا ہوئی۔	====	۲۴
بعد از رسول اصحاب مرتد شدند مگر سہ نفر......الخ	===	۶۷۶
از حضرت صادق حدیث کردہ اند چوں گریبان علی را گرفتند برائے بیعت ابوبکر......الخ۔	===جلد ۲	۷۰۳
پہلے حضرت علی نے حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھی، پھر باقی صحابہ کرام نے دس دس آدمی مل کر نماز پڑھی۔	====	۶۹۷

حضرت خدیجہ کے بطن سے بنات	====	۵۸۸/۲۳
حضرت علی وسائر ائمہ حضرات انبیاء سے افضل ہیں۔		
لا الہ اللہ محمد رسول اللہ (کلمۂ شیعہ کارد)	حیات القلوب	۳/۶/۳
هل ا رلكم على اهل بيت كفتند برود و ا ورا بيارد و كلثوم مادر را بيارد	المنہج	۴۹۳
سلمان اہل سے ہیں۔	اصول کافی	۲۵۴
ان العلماء هم آل محمد	بصائر	۳
ولد لرسول الله من خديجه القاسم والطاهر وام كلثوم ورقية وفاطمة وزينب فزوج على من فاطمة وتزوج ابوا لعاص بن ربيعة زينب ......الخ	قرب الاسناد	۸
یہی حدیث مذکورہ۔ (کتاب فضائل لابن بابویہ	جلد۲)	۳۸
حضرت فاطمہ نے اپنی ہمشیرہ زینب پر نماز جنازہ پڑھی۔ الاستبصار	جلدا	۲۴۵
اللهم صلى على رقية بنت نبيك والعن من ازى نبيك فيها الخ	تہذیب الاحکام	۲۸۴
حضور کی چار لڑکیوں کا ثبوت۔(ابن شہر آشوب جلدا ص ۱۱۰ ج ۱ ☆ اخبار ماتم صفحہ ۸۵ ☆ حیات القلوب جلدا صفحہ ۳۳۰ جلد۲	حیات القلوب جلد۲	صفحہ ۷۱۸
ماتم ونوحے کی ممانعت، تفسیر شیعہ واحادیث شیعہ سے (فروع کافی ۲۲۸ جلد۲ ☆ تفسیر قمی ۳۳۵ ☆ جلاء العیون فارسی ۵۸	رب الاسناد	۱۶۳
امام باقر علیہ السلام نے فرمایا سب مہاجر وانصار وفرشتے وغیرہ نے حضور کی نماز جنازہ پڑھی۔ (الصافی شرح اصول کافی	جزء سوئم جلد۲	۱۷۲

	متن	کتاب	صفحہ
۴	ملاں باقر مجلسی نے اسی طرح کہا۔	جلاء العیون	۷۲
	قال باقر علیه السلام من اطعنا فهو منا اهلِ البيت قال: نبيكم قال منا۔	تفسیر صافی	۲۶۱
	عن ابى جعفر عليه السلام انى قول الله تعالى ثم ليقضوا انفسهم تقسهم قال قص الشوارب والاظفار۔	من لا یحضره الفقیه	۲۰۲
	قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يطولن احدكم شاربهٗ فان الشيطان يتخذه مخبا يستربه۔	فروع کافی جلد۲	۵۳
	قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حفوا الشوارب واعفوا اللحى۔	من لا یحضره الفقیه	۲۴
	قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يطولن احدكم شاربه كان الشيطان يتخذه مخبايستربه۔	= =	۲۳
	حضرت امام جعفر صادق کے نزدیک مونچھیں کٹانے کا فائدہ		
	عن ابى عبد الله الصادق قال تقليم الاظافير واخذ الشارب من الجمعة الى الجمعة امان من الجذام۔	کتاب الامالی الصدوق	۱۸۳
	...... قال قلت لابى عبد الله عليه السلام علمنى دعاء استنزل به الرزق قال لى خذ من شاربك واظفارك ولكن ذالك فى يوم الجمعة۔	خصائل لابن بابویہ جلد۲	۳۰
	وامیر المومنین فرمود که درهر جمعه شارب گرفتن		
	امان مید هد از خوره۔	حلیۃ المتقین	۱۰۲
	حدیث مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کہ مونچیں لمبی رکھنے والا امت مصطفٰی	====	۶۰

متن	کتاب	صفحہ
سے نہیں ہے۔ ودر حدیث دیگر فرمود که شارب را ز تہ نگیرید و ریش را بلند بگزارید وبه یهودواں و گبراں خود راشبیه مگردانید وفرمود که از ما نیست هر که شارب خود انگیرد۔	(درنجفیہ صفحہ ۱۵، (اصول کافی ۲۵۷، کشف الغمہ بصائرالدرجات	
سنت سمجھ کرداڑھی رکھنے والے کے قریب شیطان بھٹک نہیں سکتا۔	من لایحضرہ الفقیہ	۲۴
مردعورت کے درمیان امتیاز داڑھی ہے۔ ج ۲	خصائل ابن بابویہ	۹۸
داڑھی منڈوانے والے اور مونچھیں بڑھانے والے مسخ کیے گئے۔	اصول کافی	۲۱۷
امام جعفر صادق نے فرمایا: عقل مند اور بے عقل کی پہچان داڑھی ہے	خصائل لابن بابویہ	۵۱
مونچھیں بڑھانے اور داڑھی منڈانے والے پر حضرت علی نے لعنت کی	خصائل لابن بابویہ	۱۴۳
عمامہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شیعہ احادیث سے	فروع کافی جلد۲	۳۹
حضرت باقر علیہ السلام کا فیصلہ۔ جبرئیل علیہ السلام کا سفید نوری عمامہ	فروع کافی جلد۲	۳۹
عمامہ کے متعلق حضرت امام صادق علیہ السلام کا فیصلہ۔	====	۳۹
شیعہ کتب سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کے قاتلین کفار مکہ کے ننگے سروں پر مٹی ڈالی۔	ابن شہر آشوب جلد اول	۹۹
شیعہ احادیث سے لباس نبوت وامامت۔	حلیۃ المتقین	۵
سفید لباس مصطفیٰ علیہ السلام کے نزدیک اچھا ہے۔	فروع کافی جلد۲	۳۲
حضرت علی المرتضیٰ کی زبانی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ لباس کی مذمت کی۔ عیون الاخبار صفحہ ۱۳۷ ☆ حلیۃ المتقین صفحہ ۶	من لایحضرہ الفقیہ تحفۃ العوام جلد دوم	۵۱ ۱۹۱
احرام اور کفن سیاہ کپڑے میں جائز نہیں۔	من لایحضرہ الفقیہ	۱۸۱

سیاہ لباس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا مذہب حلیۃ المتقین، صفحہ ۶، ۵، ۹، تحفۃ العوام جلد ۲ صفحہ ۲۹۱، کتاب العلل	من لا یحضرہ الفقیہ علل الشرائع	جلد ۲ صفحہ ۵۱
شیعہ کتب سے قیامت کے سیاہ جھنڈے والوں کا حال	حیات القلوب	۳۵
سیاہ لباس پہننے سے حضرت عباس کی اولاد سے امامت جاتی رہی۔	کتاب العلل	۱۲۳
علی کے معنی کی تحقیق شیعہ تفسیر سے۔ تفسیر صافی صفحہ ۵۰۹، تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰/صفحہ ۳۷۷ و ۳۸۴/تفسیر منہج صفحہ ۸۲۷ و تفسیر جوامع	قرآن ترجمہ مقبول الجامع ۹۵	/۱۱۲۰ ۱۱۴۸
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فیصلہ کمبل کے متعلق شیعہ از حدیث	فروع کافی جلد ۲	۳۴
شیعہ کتب سے آپ کے بستر کی چادر حضرمی تھی، ابن شہر آشوب	حیات القلوب	
جلد۔۔۔ صفحہ ۱۹۹	جلد ۲	۳۷۸
حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے متعلق۔	ابن شہر اشوب جلد ۲	۱۴
شیعہ حدیث سے مقام حضرت عائشہ صدیقہ، طاہرہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	من لا یحضرہ الفقیہ	جلد ۱ ۵۰
آیت کے معنی شیعہ تفاسیر سے۔ جلد ۷	مجمع البیان	۱۳۱
دخول جنت کے وقت بھی بیویاں اولاد سے پہلے داخل ہوں گی۔	== جلد ۳	۱۳
رب کریم نے دعا میں بھی بیوی کو اولاد پر مقدم رکھا۔	الفرقان جلد ۸	۱۹
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقدم ہونا شیعہ کتب و حدیث سے۔	قرب الاسناد	۱۸۵
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ دنیا کے مومنین سے بہتر ہیں۔	الاحزاب جلد ۵	۲۲
حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے خلاف کہنے والا گناہ	الاحزاب	

کبیرہ کا مجرم ہے۔	جلد ۷	۲۲
اس آیت کریمہ کی مصداق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شیعہ تفسیر سے۔	مجمع البیان جلد ۷	۱۳۵
اہل بیت کی تحقیق شیعہ تفاسیر سے	القصص جلد ۱	۳۵
هل اراكم على اهل بيت (تفسير المنهج)	۲۷۶	۴۹۳
شیعہ تاریخ سے اہل اور آل کی تحقیق۔ اہل بیت شیعہ احادیث سے۔		۴ جلد ۱،۵
اہل کا اطلاق بیوی پر۔ کتاب العلل والشرائع جلد ۱ صفحہ ۴۳	من لا یحضرہ الفقیہ	۱۶۱
تحقیق اہل بیت ترجمہ القرآن محشی شیعہ سے ماریہ قبطیہ کو مصطفیٰ علیہ السلام نے اہل بیت فرمایا۔	حاشیہ ترجمہ مقبولی	۲۹۸
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فیصلہ	اصول جلد ۱	۳۲
تحقیق آں شیعہ احادیث سے (بنات کی تحقیق) اثبت کی تشریح شیعہ کتب سے۔ کتاب الامالی، بصائر الدرجات ۳/ ۲۹۱،	تفسیر مجمع البیان مولفہ طبری	۲۸
سوتیلی لڑکیوں کی اصلاح شیعہ تفسیروں سے۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۳،	تفسیر عمدۃ البیان	ج ۲۷ ۲۳۵
شیعہ احادیث سے حقیقی اربعہ بنات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ آپ کی حقیقی بنات اربعہ کے متعلق	خصائل الابدن بابونہ جلد ۲	۳۷
حدیث امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کا فرمان ہے۔ اصول کافی جلد ۱	الصافی شرح	۲۹،۱۱۰
حضرت امام جعفر صادق و امام محمد باقر علیہ السلام کا عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کے متعلق۔ (قرب الاسناد لابی العباس،	بن جعفر الحمیدی	۸

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ بنات حقیقی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔	خصائل لابن بابویہ جلد۲	۳۷
نوح کی ممانعت، اللہ قرآن کریم کی تفسیر شیعہ احادیث سے	تفسیر مجمع البیان ج	۹،۴،۲۷
ماتم کے متعلق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تفسیر قرآنی۔	فروع کافی جلد۲	۲۲۸
قرآن کریم کی آیت ممانعت ماتم کا ترجمہ امیر المومنین علیہ السلام حضرت امام باقر کی زبانی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اپنی صاحبزادی فاطمہ کو، مجھ پر ماتم نہ کرنا۔	کتاب العلل وشرائع جلد۲ جلاء العیون	۱۱۰ ۵۸
جو شخص ماتم کرتا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتا ہے	من لا یحضرہ	۳۵۷
حلیۃ المتقین ۸۸، کتاب الامالی المصدوق صفحہ ۴۵۲، حلیۃ المتقین	الفقیہ جلد۲	
صفحہ ۶/۷ قرب الاسناد صفحہ ۱۶۳/ حلیۃ المتقین ۱۸۹/ اصول کافی ۴۲۔	جلاء العیون	۶۹
عورتوں کو ماتم میں بھیجنے کے متعلق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان۔	خصائل لابن بابویہ	۹۲

عقیدہ دربار خدا تعالیٰ

ان محمدا رای ربه فی هیئة الشاب الموفق فی سن ابناء ثلثین سنة انه اجون الی السرة والباقی صمدا......الخ ☆ (اصول کافی جلد ۱/صفحہ ۴۹)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس خدا کی زیارت کی، وہ کل تیس سالہ تھا (اور اوپر سے پولا اور نیچے سے ٹھوس)

دوستو! غور کرو جس خدا کا اپنا نصف حصہ پولا، وہ اپنی شیعہ مخلوق کے دلوں کو کیوں کر ایمان سے بھر سکتا ہے۔

اور خویشتن گم است کرا رہبری کند

عجیب خدا ہے کہ جس کی مخلوق میں ایک نبی نوح علیہ الصلاۃ والسلام بھی تھے جن کی ہزار سال سے بھی زائد عمر تھی، مگر صاحب کی عمر تیس سال سے تجاوز نہ کر سکی، گویا خالق چھوٹا اور مخلوق بڑی۔

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام بھول گیا یا خدا تعالیٰ کی غلطی

شیعوں نے یہ بھی لکھا ہے، کہ:

خداجبرئیل رابعلی بن ابی طالب فرستادُ اوغلط کرده به محمد رفتـه از آنـکه محمد به علی مانند بود مثل غراب که بغیر اب شبه است (تـذکـرۃ الائـمـه لـمـلا بـاقـر مـجلسی صفحه /۷۸)(استغفر الله العلی العظیم۔

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کو حضرت علی کے پاس بھیجا، لیکن وہ غلطی کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں چلے گئے اس لئے کہ حضرت علی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم شکل تھے، جیسے کہ ایک کوّا دوسرے کوّے کے ہم شکل ہوتا ہے۔

عجیب نظریہ ہے کہ اگر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام غلطی کھا کر نبوت کا پیغام غلط دے بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کیوں خاموشی اختیار کئے رہا، کیا شیعہ مذہب کا خدا تعالیٰ غلط کار تو نہیں، پھر حضرت علی اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوّے کی تشبیہ سے مذہب شیعہ کا بیڑا غرق ہوا یا نہ۔

خدا نسیان کا مارا

امام باقر فرماتے ہیں:

ان اللہ تبارك وتعالی قد كان وقت هذاالامر فی السبعین فلما ان قتل الحسین استغضب اللہ علی اهل الارض ناطره الی ابربعین ومائة☆(اصول كافی صفحہ/ ۲۳۲

اللہ تعالی نے ظہور امام مہدی کا وقت ۷۰ھ میں پہلے سے مقرر فرمایا لیکن جب امام حسین شہید ہو گئے، تو اللہ تعالی کا غصہ زمین والوں پر بڑھ گیا، اور اللہ تعالی نے ظہور مہدی کے وقت کو ٹال دیا اور ۱۴۰ھ مقرر کر دیا۔

پروگرام میں پھر تبدیلی

امام باقر نے فرمایا:

اللہ نے ظہور مہدی کے لئے ۱۴۰ھ مقرر کر دیا تھا لیکن تم لوگوں (شیعوں) نے اس راز کا پردہ چاک کر دیا، تو پھر اللہ تعالی نے۔

ولم یجعل اللہ بعد ذالك وقتا عندنا☆(اصول کافی صفحہ/۲۲۲ واہ سبحان اللہ)

۱۴۰ھ میں بھی ظہور امام مہدی کو ملتوی کر دیا، اور اللہ تعالی نے کوئی وقت ہمارے لئے مقرر نہیں کیا۔

شیعوں کا خدا بھی بڑا عجیب وغریب ہے، کہ پہلے اس نے ظہور مہدی کے لئے ۷۰ھ مقرر کیا، مگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رائے بدل دی، پھر ظہور مہدی کے لئے طے پایا کہ ۱۴۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہوں گے، مگر شیعوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ راز فاش کر دیا، اور سب کو بتایا کہ ۱۴۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہوں گے، تو شیعوں کی اس حرکت پر اللہ کو پھر غصہ آ گیا، اور اس نے تیسری بار اپنی رائے کو بدل دیا، اور ظہور مہدی کے لئے کوئی وقت مقرر نہ فرمایا۔

کیا اس عبارت میں خداوند تعالیٰ کو وعدہ خلاف تو نہیں بنایا گیا، شیعوں کو

یقین ہونا چاہئے کہ اس میں امام نے اللہ تعالی کے لئے بدا کا اقرار کرلیا ہے یعنی خدا نسیان کا مارا ہے، اورا سے اپنا انجام بھی معلوم نہیں (معاذ اللہ!)

حضرت علی خدا ہے

شیعہ کا ایک فرقہ ایسا ہے، جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو خدا مانتا ہے چنانچہ ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب تذکرۃ الائمہ صفحہ ۷۷ مطبوعہ ایران میں لکھا ہے:

انہارا کہ خدا دانستند او را مفوضہ میگویند کہ اللہ تعالی واگذاشت کارا بہ علی مثل قسمت کردن ارزاق خلاق وحاضر شدن در نزدتولد وغیرآں امور دیگر آنچہ می خواہد میکند وایجاد میکند وخدا را دراں مدخلے نیست و چوں آنحضرت را شہید کردند گفتند او نمردہ است بلکہ زندہ است ودرابرست و رعد آواز اوست وبرق تازیانہ او بزید خواہد آمد کہ دشمناں را بگشد گوئند ابن ملجم ایں را نہ گشت بلکہ شیطان خود را بصورت علی گردید و کشتہ شد۔

ایک وہ ہے جو حضرت علی کو خدا کہتے ہیں اس فرقہ کا نام (شیعہ) مفوضہ ہے ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے جملہ امور حضرت علی کو سپرد کر دیئے ہیں، جیسے تمام مخلوق کی روزی کی تقسیم اور اولاد کی پیدائش کے وقت حاضر ہونا، وغیرہ وغیرہ حضرت علی جیسے چاہتے ہیں ویسے ہوتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کا دخل نہیں، حضرت علی ہی ہر شے ایجاد کرتے ہیں، اور جب حضرت علی شہید ہوئے، تو یہی لوگ کہتے ہیں وہ مرے نہیں، بلکہ تا حال زندہ ہیں، بادل کی آواز حضرت علی کی آواز ہے، اور یہ بجلی کی چمک انہی کی چابک کی چمک ہے، وہ بادل سے اتر کر کسی وقت زمین پر تشریف لاکر اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں، کہ ابن ملجم نے حضرت علی کو نہیں مارا تھا، بلکہ شیطان حضرت کی شکل میں بن کر آیا تھا، ابن ملجم نے اسی

شیطان کو حضرت علی سمجھ کر مار دیا تھا۔

فائدہ: شیعوں کو سوچ سمجھ کر اپنے مذہب میں رہنا چاہئے۔

عقیدہ دربار نبی پاک ﷺ واہلِ بیت کرام کے متعلق

شیعہ کہتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کو بلا جنازہ دفن کر دیا۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ/۱۱۲ مطبع نولکشور)

فائدہ: کیا محبت بھرا عقیدہ ہے، بے شک قاتلان حسین ان جیسے ہی غدار لوگ تھے۔

شیعہ کا عقیدہ ہے، کہ متعہ کا اجراء خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا (استبصار صفحہ ۷۵ مطبع جعفری)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ زنا سنت نبوی ہے (مَعَاذَ اللہِ ! اَسْتَغْفِرُ اللہَ)

حضرت فاطمۃ الزہرہ نے حضرت علی کو کہا کہ تو مانند اس شیر خوار بچے کے ہے، جو ماں کے پیٹ میں رحم میں کے پردہ میں بیٹھا ہے، اور مثل ذلیل نامراد کے گھر میں مفرور ہے۔ (حق الیقین صفحہ/۲۵۴ ہندوستان اسٹیم پریس لاہور)

فائدہ: اَسْتَغْفِرُ اللہَ ایسے مضمون ترک ادب نسبت شیر خدا اور سیدۃ النساء رضی اللہ تعالی عنہا کے لکھنے شیعوں کا ہی کام ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب

دختر نبی حضرت فاطمۃ الزہراء حضرت عمر کے گریبان کو چمٹ گئیں اور پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا، (اصول کافی صفحہ/ ۲۹۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: کیا کوئی ایک شیعہ بھی شیعان پاک میں سے ایسے الفاظ کی اپنی لڑکی سے نسبت کرنے کو تیار ہے؟ مسلمہ طاہرہ بی بی پر ایسی اتہام طرازی تم کو ہی مبارک ہو۔

اصحاب ثلاثہ اور اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا (اصول کافی صفحہ/ ۱۹۱ مطبع نولکشوری)

فائدہ: بقول شیعہ اگر فرضاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ مومن نہ تھے، تو کیوں حضرت علی نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا، کبھی کوئی مسلمان بھی اپنے بیٹے کا نام کسی کافر کے نام پر رکھتا ہے؟ دکھاؤ فرعون)

حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم (فاطمہ الزہرہ کی حقیقی بیٹی اور امام حسن اور امام حسین کی حقیقی ہمشیرہ) کا نکاح بتولیت خود حضرت عمر قریشی خلیفۂ رسول سے کردیا۔ (فروع کافی جلد دوم صفحہ/ ۱۴۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: کبھی کسی مسلمان نے اگرچہ ادنی وکمزور اور بے عزت کیوں نہ ہو اپنی دختر کسی ہندو یا کافر کو نہیں دی، اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی صاحب ایمان تھے، وگرنہ بقول شیعہ شنیعہ علی مرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ عمر کو کبھی لڑکی نہ دیتے، حضرت علی کی آٹھویں پشت میں جو دادا کعب ہے، وہ حضرت عمر کا نواں دادا ہے، اس حساب سے حضرت عمر حضرت علی کے خالص رشتہ دار بنتے ہیں۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا۔ (اصول کافی صفحہ/ ۲۲۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: کیا کسی مسلمان نے اپنے بیٹے کا نام شدّاد یا نمرود رکھا ہے،؟ ثابت یہ ہوا کہ حضرت عمر کامل ایمان والے تھے، اسی لئے تو حضرت علی اور امام زین العابدین نے نیک فالی سمجھ کر یہ نام رکھے۔

کل اصحاب یعنی دونوں قسم مہاجرین اور انصار اور ملائکہ نے بھی جنازہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھا بہت جماعتیں باری باری آتیں اور جنازہ پڑھتیں۔

(اصول کافی صفحہ/ ۲۸۶ مطبع نولکشور)

فائدہ: تو اب جاہل شیعہ کس منہ سے کہتے ہیں، اپنی کتابوں کو بھی نہیں دیکھتے اور عمداً بطلان حق کرتے ہوئے اصحاب ثلاثہ کا جنازہ رسول میں شریک نہ ہونا، بیان کرتے ہیں، کیا یہ حضرات مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟

شیعہ کے نزدیک اسلام نے عورتوں کو زمین کا وارث قرار نہیں دیا۔

(استبصار جز ۳ صفحہ/ ۲۷۲)

فائدہ: تو اب بتاؤ شیعہ کس منہ سے کہتے ہیں، کہ بی بی فاطمہ نے فدک طلب کیا تھا، کیا مائی صاحبہ شریعت شیعہ سے ناواقف تھیں، اس مسئلہ کی رو سے ثابت ہو گیا، کہ باغ فدک کا جھگڑا شیعوں نے بغض وحسد کی بناء سے بنا رکھا ہے۔

حضرت علی نے کل شہروں میں ایک پروانہ گشتی تمام معززین کے نام اپنے اور امیر معاویہ کے متعلق ارسال فرمایا: جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''ہماری اس ملاقات لڑائی کی ابتداء جو اہل شام کے ہاتھ واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے، رسول ایک ہے، دعوت اسلام ایک ہے، جیسے کہ وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، ویسے ہی ہم بھی، ہم خدا پر ایمان لانے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں نہ وہ ہم پر فضل وزیادتی کے طلب گار ہیں، ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں، مگر وہ ابتداء یہ ہوئی کہ خون عثمان میں فرق ہو گیا، حالانکہ ہم اس سے بری تھے۔

(نیرنگ فصاحت ترجمہ اردو نہج البلاغت صفحہ/ ۳۰۷ مطبع اثنا عشری دہلی)

فائدہ: نتیجہ یہ ہوا کہ جب علی رضی اللہ تعالی عنہ فرما رہے ہیں، کہ میرا ایمان اور اہل شام (یہاں مراد امیر معاویہ ہیں) کا ایمان ایک ہے، تو معلوم ہوا کہ جو امیر معاویہ کو ایمان والا نہیں کہتے وہ علی کو ایمان والا نہیں سمجھتے، کیوں کہ جو ایمانِ معاویہ ہے، وہی ایمانِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین کا واقعہ فریقین کی اجتہادی جنگ کا نتیجہ تھا، اب ہم فیصلہ قارئین کرام اور ناظرین عظام کی رائے پر چھوڑتے ہیں، کہ آیا انہیں علی مرتضیٰ کے قول مبارک کو درست تسلیم کرنا چاہیے، یا ان خلف شیعان پاک کی حرزہ سرائی کو؟ اے شیعان پاک! اپنی آنکھوں سے ضد اور ہٹ دھرمی کی پڑی اتار کر ایسے لغو اور واحیات عقائد سے توبہ کرو!

مانو نہ نانو جانِ پدر اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جائیں گے

تبرّا کا بیان

تمام اصحاب بدون تین چار آدمیوں کے سب مرتد ہو گئے تھے (نعوذ بالله من الحفواة العظيمة) (فروع کافی صفحہ ۱۱۵ جلد ۳ مطبع نولکشور)

فائدہ: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، سلمان فارسی یہی تینوں حضرات مسلمان تھے باقی کوئی مسلمان نہ تھا، بقولِ شیعہ حضرت علی مرتضیٰ بھی مسلمان نہ تھے (معاذ اللہ)

حضرت اول سے مسلمان نہ تھے، حالت کفر کو چھوڑ کر ایک دن مسلمان ہو گئے۔

(اصول کافی ۱۵۳ مطبع نولکشور)

فائدہ: اب شیعہ یہ تو نہ کہہ سکیں گے، کہ اصحاب ثلاثہ اول کافر تھے بعد میں مسلمان ہوئے اور علی اول سے مسلمان تھے۔

شیعہ مذہب میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی بوقت ضرورت گالیاں دے لیں تو جائز ہے(اصول کافی صفحہ/۴۸۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: کیا اس وقت منافق خارجی شیعہ کے منہ کو آگ نہ لگے گی یہ ہیں محبان علی ظاہر میں محبت اور باطن میں عداوت، ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

بشیر نے امام جعفر صادق سے مسئلہ پوچھا، خلیفہ غاصب کی اطاعت حلال یا حرام آپ نے فرمایا، کہ اس طرح حرام ہے، جیسے خنزیر یا مردار میت کا کھانا(فروع کافی جلد اول صفحہ/۶۱۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ اصحاب ثلاثہ خلفائے برحق تھے، جبھی تو حضرت علی ان کی اطاعت کرتے رہے، وگرنہ بقول شیعہ حضرت علی خنزیر اور مردار کھاتے رہے۔(نعوذ باللہ)

شیعہ اور قرآن

مصحف فاطمہ اس موجودہ قرآن سے دوچند زیادہ ہے ،اور قسم خدا تمہارے اس قرآن کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے(اصول کافی صفحہ ۱۴۶ مطبع نولکشور)

فائدہ: اس قرآن کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ شیعوں کا قرآن حروف پ۔ٹ۔ڈ۔ڑ۔گ۔چ وغیرہ سے مرکب ہوگا۔

موجودہ قرآن ناقص ہے اور قابل حجت نہیں بطور نمونہ اصول کافی کے چند صفحات کے حوالہ جات لکھے جاتے ہیں، ملاحظہ ہوں۔ ۳۶۱/۲۶۲/۲۶۳/۲۶۳/۲۶۴/ ۲۶۶/

فائدہ: امت شیعہ سے ہماری دلی ہمدردی ہے، کیوں کہ ان کی حالت واقعی قابل

رحم ہے، جن کے پاس آج تک اپنی الہامی کتاب بھی نہ پہنچ سکی کیا یہ بھی ان پر ایک غضب الٰہی نہیں کس قدر ڈھٹائی ہے، کہ ہمارے قرآن شریف کو بھی تسلیم نہیں کرتے، اور اپنے ہاں کا قرآن بھی پیش نہیں کر سکتے۔

آپ آتے بھی نہیں ہمیں بلاتے بھی نہیں
باعث ترک ملاقات بتاتے بھی نہیں

علاوہ موجودہ قرآن کے شیعوں کا ایک اور قرآن ہے، جس پر ان کا پورا پورا ایمان ہے، اس کی مندرجہ ذیل تین علامتیں ہیں، پہلی علامت یہ ہے کہ موجودہ قرآن سے تین حصے بڑا ہے (گویا نوے/۹۰ پارے ہیں) بی بی فاطمۃ الزہراء پر نازل ہوتا تھا، اور علی اسے اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، دوسری علامت یہ ہے کہ لمبائی اس کی ستر گز/۷۰ اور موٹائی اس کی اونٹ کی ران کے برابر ہے، تیسری علامت یہ ہے کہ آیات اس کی سترہ ہزار ہیں۔

فائدہ: شیعوں کی بیان کردہ تین علامتوں میں سے موجودہ قرآن میں ایک بھی نہیں، لہٰذا موجودہ قرآن پر ان کا ایمان نہیں ہے اس لئے وہ اس پر عمل نہیں کر سکتے، نیز بقول شیعہ اصل قرآن (بیان کردہ تین علامتوں والا) غار میں گم ہے، اس کے یہ معنی ہوئے کہ شیعان علی دونوں قرآنوں میں سے کیسی ایک پر بھی عمل کرنے سے معذور ہیں، سننے میں آیا ہے، کہ شیعان پاک غور کر رہے ہیں، کہ آیا گورو گرنتھ صاحب پر عمل درآمد شروع کر دیں یا کوک شاستر پر، افسوس صد افسوس!! ہزار افسوس!! دھوبی کے کتے گھر کے رہے نہ گھاٹ کے، مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ ۝

اگر شیعہ اپنی عورت سے سوموار کی رات کو جماع کرے تو اس سے فرزند حافظ قرآن پیدا ہوگا (تحفۃ العوام ۲۸۰ مطبع نولکشور)

فائدہ: یقیناً اصحاب ثلاثہ کی بد دعا کا اثر ہے، کہ ہر سوموار کی رات کو شیعان بدعقیدہ کی قوت مردی سلب ہو جاتی ہے، اسی لئے آج تک بے چارے ایک حافظ قرآن بھی پیدا نہ کروا سکے۔

مسائل شیعہ

مسئلہ اگر شیعہ نماز میں ہو اور مذی ودی، بہہ کر ایڑیوں تک چلی جائے تو نہ وضو ٹوٹے گا، نہ ہی نماز فاسد ہوگی، مذی تھوک کے برابر ہے۔ (فروع کافی صفحہ/۲۱ جلد ا مطبع نولکشور)

فائدہ: گویا شیعوں کے نزدیک مذی، مثل تھوک ہے جس طرح تھوک سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح مذی، ودی کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، ہم پوچھتے ہیں کیا کوئی شیعہ یہ سننا گوارا کرے گا، کہ جو چیز اس کے ذکر میں ہے، وہی منہ میں موجود ہے۔

مسئلہ: اگر پانی نہ ملے تو استنجاء تھوک سے کر لینا چاہئے بشرطیکہ تھوک اپنی ہو۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ/ ۱۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: اس میں کیا شک ہے، کہ مرد شیعہ کے لئے یہ مسئلہ کم خرچ بالا نشین ہے، مگر شیعہ عورت کے لئے سخت مصیبت کا سامنا ہوگا، ایسا کرنے سے کیا زیادہ کچ بچ اور گڑبڑ پلیدی کی نہ ہوگی؟

مسئلہ: جب تک دبر شیعہ سے ریح گونج کر اور آواز دے کر نہ نکلے یا بدبو دماغ کو محسوس نہ ہو، معمولی پھوسی سے شیعہ کا وضو نہیں ٹوٹتا (فروع کافی صفحہ/ ۱۹ مطبع نولکشور)

فائدہ: سبحان اللہ! کیوں نہ ہو، شیعہ کا وضو ہندوستانی ہے، چھوٹی، پھوسی ریح سے تو وضو ٹوٹ نہیں سکے گا، مگر بہرے شیعہ کے لئے جرمنی توپ ہی آواز پہنچا سکے گی، یا پھر دبر شیعہ ہی کو یہ قدرت حاصل ہے، مسلمانوں کو خدا اس شر سے محفوظ رکھے۔

مسئلہ: اگر نماز میں ذکر (عضو تناسل) سے کھیلے تو نماز شیعہ نہیں

ٹوٹتی (استبصاف جز اول صفحہ/ ۴۵ مطبع جعفری)

فائدہ: اچھی بات یہ ہے کہ ایسی تماشہ بازی اور گتکا بازی مسجد میں نہ ہو پھر طرفہ غضب یہ بحالت نماز، نماز تو انسان کو خشوع وخضوع سے ادا کرنی چاہئے، نہ کہ ایسی نفس پرستیوں سے ادا کی جائے، ایسی کھیلیں کھیلنے کے لئے شیعان پاک کوئی ٹائم مقرر نہیں کر سکتے؟

کتا کنویں میں گر کر مر جائے، اگر پھٹا نہیں اور پانی میں بو بھی نہیں ہوئی تو پانچ بو کے پانی نکالنا چاہئے۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ/ ۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: شاید غسل کر کے گرا ہوگا، پانی نکالنے کی کیا ضرورت ہے ہمارا ان کتا پرور شیعوں کو تو دور سے ہی سلام ہے۔

خنزیر کے بالوں کی رسی سے جو پانی کنویں سے نکالا جائے، پاک ہے اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ/ ۴ مطبع نولکشوری)

فائدہ: اس مسئلہ نے شیعان پاک کی پلیدی کو نمایاں طور پر ظاہر کر دیا ہائے افسوس ایسے ایسے مسائل شیعوں کے نزدیک جز و اسلام ہیں سچ ہے یہی ہیں:

بدنام کنندہ نیکو نامے چند

خنزیر کے چمڑے کا جو بو کا بنا ہوا اس سے جو پانی نکالا جائے پاک ہے۔

(من لا یحضرہ الفقیہ صفحہ/ ۵ مطبع تہران)

فائدہ: اتقاء اور پرہیزگاری کی حد ہوگئی، الٰہی! شیعوں کے دلوں سے گندگی دور فرما تا کہ وہ ایسے خبیث مسائل سے توبہ کریں، اور توبہ بھی سچی۔

نماز ایک جس شخص نے ترک کی تو خون اس نے اپنا کیا بے چھری
اگر دو نمازوں کا تارک ہوا تو گویا کہ خون ایک نبی کا کیا
ہوئی تین وقتوں سے جس کی قضا تو کعبے کو اس نے ڈھا دیا

چار وقتوں کا گرہاتھ سے تو ایسا ہے جیسے کہ اس شخص نے زنا اپنی مادر سے ہفتاد بار کیا عین کعبے میں (تحفۃ العلوم صفحہ/۶۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: حساب لگاؤ کتنے شیعہ روزانہ اپنا بے چھری خون کرتے ہیں؟ تم ہی کہو ایمان سے کتنے نبی تمہارے ہاتھوں قتل ہوئے ہوں گے؟

ٹوٹا اگرچہ کعبہ تو کچھ غم نہیں امیر

عام مشاہدہ کی رو سے تقریباً ۹۹ فیصد شیعہ حضرات اپنی ماؤں کی آبروریزی کرتے ہیں شرم! شرم!!! اے فرزندان ارجمند شرم!

جو تارک نماز ہے وہ کافر ہے (اصول کافی صفحہ/۵۱۳ مطبع نولکشور)

فائدہ: ملنگاں شیعہ وبھنگیاں رافضیہ جو آجکل پیشوایان شیعہ بنے بیٹھے ہیں بجائے نماز کے علی علی پکارتے ہیں، کافر مطلق ہوئے ان کے چیلے چانٹوں کی کیا پوچھ؟

گوروجنہاں دے ٹپنے چیلے جاہن شڑپ

شیعوں کو حکم ہے، کہ جب جنازہ سنی میں شامل ہوں تو یہ دعا مانگیں:

اے اللہ! پُر کر اس کی قبر کو آگ سے اور جلدی لے جا اس کو آگ میں یہ متولی بنا تا تھا دشمنوں کو یعنی ابوبکر و عمر و عثمان کو (فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۰۰ مطبع نولکشور)

فائدہ: اسی لئے حضرت غوث الاعظم نے کتاب غنیۃ الطالبین میں فتوی لکھا ہے کہ شیعہ کو نماز جنازہ میں نہ آنے دو، کہ بجائے رحمت کے قہر مانگیں گے، اور یہ لوگ دلی دشمن ہیں، ان سے علیک سلیک میل جول، کھانا پینا ترک کر دینا چاہئے۔

آج کل جو اذان یعنی بانگ شیعہ لوگوں نے ایجاد کی ہوئی ہے (جسے ربع پارہ کہہ دیں تو مبالغہ نہ ہوگا) جس میں شہادتیں علاوہ شہادت ولایت علی بڑھاتے ہیں، اسی پر شیعہ مصنف کا فتوی لعنت ہے۔ (من لا یحضر الفقیہ صفحہ/۹۳ مطبع تہران)

فائدہ: اصحاب ثلاثہ کی بددعا ایسی ایسی پیچیدہ شکلیں پیدا کر دیتی ہے جیسے اب شیعہ

حضرات سختی کے منہ میں آ گئے ہیں، اگر بانگ مروجہ چھوڑ دیں تو شیعہ نہیں رہتے اور اگر بانگ مروجہ دیں، تو فتوی لعنت کی کڑک مارتی ہے، خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةَ ذَالِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ○

شیعہ مذہب میں ہے کہ جزع فزع کرے (یعنی چیخے یا اپنے بال کھینچے یا منہ پر ہاتھ مارنے یا سینہ یا ران پر ہاتھ مارنے سے) تمام نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ/ ۱۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: بات تو بالکل سچ ہے، مگر نیک اعمال بھی اسی کے برباد ہوں گے جن کے پاس ہوں جن کا خدا ہے نہ رسول، محرم میں بے شک پیٹیں مریں کیا حرج ہے افسوس ہماری تعلیم سے تو انہیں دشمنی تھی، یہ بدبخت اپنے بزرگوں کا کہا بھی نہیں مانتے۔

سیاہ لباس اس لئے پہننا حرام ہے کہ لباس فرعون ہے، اور دوزخیوں کا نشان ہے۔ (حلیۃ المتقین صفحہ/ ۸ مطبع نولکشور)

فائدہ: محرم کے مہینے میں شیعہ خصوصیت کے ساتھ سیاہ لباس پہنتے ہیں جس سے ان کا آل فرعون ہونا اور دوزخی ہونا ثابت ہوتا ہے، اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلٰى فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا○ (فروع کافی جلد ا صفحہ/ ۱۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اس فتوی کی ہم بھی پر زور تائید کرتے ہیں۔
گر قبول افتد زہے عز و شرف

شیعہ خود قاتل حسین ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یہ عریضہ شیعوں اور فدویوں و مخلصوں کی طرف سے بخدمت حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالب ہے۔

امابعد! بہت جلد آپ اپنے دوستوں، ہواخواہوں کے پاس تشریف لایئے، کہ جمیع مردمانِ ولایت منتظرِ قدومِ میمنت لزوم ہیں، اور بغیر آپ کے دوسرے شخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں، البتہ بعجیل تمام ہم مشتاقوں کے پاس تشریف لایئے! والسلام

(جلاء العیون اردو صفحہ/ ۴۳۱)

فائدہ: یہی وہ خط ہے، جس کی وجہ سے امام حسین نے صفر کو منظور کیا تو اب ظاہر ہوگیا کہ انہی جانثارانِ امام نے دھوکہ دے کر امامِ مظلوم پر وہ وہ ظلم کئے جس کی یاد سے ہم مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، اور امام حسین کی روح لحد میں یہ شعر پڑھتی ہوئی بے قرار رہتی ہے۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم — کہ بامن ہرچہ کرد آں یار آشنا کرد

خطبہ امام زین العابدین

یَآ اَیُّھَا النَّاسُ!

میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں، تم جانتے ہو کہ میرے پدر کو خط لکھے اور ان کو فریب دیا، اور ان سے عہدو پیمان کیا، ان سے بیعت کی، آخرکار ان سے جنگ کی اور دشمن کو ان پر مسلط کیا، پس لعنت ہو تم پر تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کو اختیار کیا الخ (جلاء العیون اردو صفحہ/ ۵۰۶ مطبع شاہی لکھنؤ)

فائدہ: اس خطبہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے، کہ قاتلان حسین یہی شیعہ لوگ تھے جنہوں

نے خط لکھ کر امام حسین کو کوفہ بلایا اور آخرکار خود ہی ان کو قتل کر دیا۔

تقریر بی بی ام کلثوم ہمشیرہ امام حسین

اے اہل کوفہ! تمہارا حال اور مال برا ہو تمہارے منہ سیاہ ہوں، تم نے کس سبب سے میرے بھائی کو بلایا، اور ان کی مدد نہ کی، انہیں قتل کر کے مال واسباب لوٹ لیا، ان کی پردگیاں عصمت وطہارت کو اسیر، وائے ہو تم پر، لعنت ہو تم پر (جلاء العیون صفحہ/ ۵۵ مطبع شاہی لکھنؤ)

فائدہ: بے شک پاک بی بی امّ کلثوم نے جلے دل کی بددعا ان دھوکہ بازوں کے شامل حال ہے، اسی ظلم کی پاداش میں سال بسال اپنے سینوں پر کینوں کو زخمی کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیعوں کو مرتد کہا۔
(فروع کافی صفحہ/ ۱۰۷ مطبع نولکشور)

فائدہ: واقعی امام برحق کی یہی شان ہے، کہ وہ سچی بات منہ پر کہہ دیتا ہے، اس میں امام کو ذرا دریغ نہیں ہوتا، ہم بھی امام صاحب کے بہت بہت ممنون ہیں، امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کی بلکہ اپنے آپ کو اس کا ایسا غلام بتلایا کہ حق فروخت کرنے کا دے دیا۔

(فروع کافی جلد ۳ صفحہ/ ۱۱۰ مطبع نولکشور)

فائدہ۔ تمہیں کہو یہ انداز گفتگو کیا ہے؟ یزید تمہارا امام ہے یا سنیوں کا ذرا از راہ انصاف کہنا، ہائے بے دینوں نے امام صاحب کی کس قدر توہین کی ہے انشاء اللہ میدان قیامت میں امام صاحب ان دریدہ دہنی کی سزا دلا دیں گے منتظر رہو۔

عورت کی دبر سے صحبت کرنی مذہب شیعہ میں جائز ہے، فقط یہ شرط ہے کہ عورت بھی رضامند ہو جائے۔ (استبصار جزو ثالث صفحہ/ ۱۳۰ مطبع جعفری)

فائدہ: جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

سرکاری سڑکیں کھلی ہیں جس سڑک سے دل چاہا گزر گئے، ایک شیعہ صاحب نے ظریفانہ طور پر فرمایا، کہ ذکر دبر کے لئے ہے، اس لئے کہ دونوں مدور (گول) ہیں۔

ایک عورت نے علی رضی اللہ تعالی عنہ کو عرض کیا کہ میں جنگل میں گئی، وہاں مجھ کو پیاس محسوس ہوئی ایک اعرابی سے میں نے پانی مانگا، اس نے پانی پلانے سے انکار کر دیا، مگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے اوپر قابو دوں، جب پیاس نے مجھے مجبور کیا، تو میں راضی ہوگئی، اس نے مجھے پانی پلا دیا، اور میں نے جماع کرالیا، علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے، رب کعبہ کی یہ تو نکاح ہے۔ (فروع کافی صفحہ/ ۱۹۸ جلد ۲ مطبع نولکشور)

فائدہ: اہل عالم کو شیعوں کا مشکور ہونا چاہئے، جنہوں نے اس روایت سے زنا کا وجود ہی دنیا سے مفقود کر دیا، بازاروں میں جن نورانی سیاہ خانوں میں زنا کا ارتکاب ہوتا ہے اس میں بھی مرد عورت راضی ہو ہی جاتے ہیں، یہاں اگر پانی پلایا گیا، تو وہاں اس اجرت سے بڑھ کر روپیہ دیا جاتا ہے، گواہ اور صغیر نکاح کی شرط نہ یہاں نہ وہاں تو گویا مذہب شیعہ میں زنا علی الاعلان جائز ہوگیا

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

عورت کی دبر سے صحبت کرنی چاہئے (فروع کافی جلد ۲ صفحہ/ ۲۴۳ مطبع نولکشور)

فائدہ: غالباً اسی وجہ سے شیعہ لونڈے بازی مباح سمجھتے ہوں گے۔

وہ عورت جس کی دبر زنی کی جائے اس پر غسل واجب نہیں، اگرچہ دبر زن مرد کو انزال بھی ہو جائے۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ/ ۲۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: کیا پاکیزہ مذہب ہے، سبحان اللہ! مذہب کیا ہے پلیدی اور خباثت کا مجموعہ ہے۔

بوسہ ماں کا لینا جائز ہے، البتہ شہوت نہ ہو تو رحمت ہے، اور شہوت ہو کراہت ہے، مگر جائز یہ بھی ہے، کہ کراہت منافی جواز نہیں۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ/۵۰۴ مطبع نولکشور)

فائدہ ضرور جی ضرور (ہم خرما و ہم ثواب) ایسے افعال سے ہی ادائیگی حقوق والدہ ہوتی ہے، لعنت! نفس پرست عیاشی کے عجیب عجیب طریقے نکالتے ہیں، اس میں یہاں تک اندھے ہوئے جاتے ہیں کہ ماں بہن کی بھی تمیز نہیں کر سکتے، آپ کے لئے کسی نے کہا ہے۔

دو چیزوں کی درخواست ہے اے رحمت باری
مے خانہ کا دروازہ نہ ہو توبہ کا در بند

ننگ دو ہی میں، قبل یا دبر، دبر تو خود ہی چھپی ہوتی ہے، سامنے کی طرف کو ہاتھ سے ڈھانک لینا چاہئے۔ (فروع کافی جلد ۲ صفحہ/ ۶۰ مطبع نولکشور)

فائدہ: اگر ہاتھ سے نہ چھپ سکے تو شلغم کا پتا کفایت کر سکتا ہے، شیعوں کی شریعت میں اتنا ہی ستر کافی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصا شیعان بے حیا سے

عورت میت کی دبر اور قبل کو روئی سے خوب پر کیا جائے اور کچھ خوشبو بھی ملا کر سخت باندھ دیں، یعنی کپڑے سے۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ/ ۷۶ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعان پارسا ایسے شریعت کے ایسے دلدادہ ہیں کہ بعد از مرگ بھی وضو نہ ٹوٹے، مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ روئی کسی لکڑی سے داخل کی جائے، یا انگشت سے ہی دبا دینا کافی ہوگا، یا پھر اس بے روزی کے زمانہ میں جاپان کو آرڈر دے کر کوئی

ستا آلہ بنوانا پڑے گا، دیکھئے! حضرات شیعہ اور دردمندان تو اس آلہ کے اخراجات کے لئے کب قوم سے اپیل کرتے ہیں۔

شیعہ مذہب میں ہے کہ اگر انسان اپنے بدن پر چونا لگا لے تو ننگا بالکل نہیں رہتا، بیشک اپنے سارے کپڑے اتار لے، شیعوں کے امام بھی ایسا کرلیا کرتے تھے، چنانچہ بقول شیعہ جب امام باقر نے ایسا کیا تو غلام نے امام کا ذکر وغیرہ نکلا ہوا دیکھا تو ہاتھ باندھ کر عرض کیا، کہ حضور ہم کو کیا کہتے ہو اور خود کیا کرتے ہو؟ امام نے فرمایا چونا لگا ہوا ہے (فروع کافی جلد ۲ صفحہ/ ۶۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: منہ تو لائی لوئی، تے کیا کرے گا کوئی، خدا سے نہ ڈرنے والے نبی پر زنا کے جاری کرنے کی تہمت دھرنے والے امام عالی مقام کا رتبہ کیوں کر پہچانیں، یا اللہ ان بدبختوں کو ہدایت فرما تا کہ تیری اور تیرے نیک بندوں کی قدر و منزلت جانیں، آمین یارب العالمین۔

جو عورت یا مرد مسلمان نہ ہو شیعہ اس کے فرج کو دیکھ سکتا ہے، یعنی جائز ہے، وجہ یہ فرماتے ہیں، کہ اس ننگ کا دیکھنا ایسا ہے، جیسے کوئی گدھے گدھی کا فرج دیکھے، (فروع کافی جلد ۲ صفحہ/ ۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: سنی تو ایسے مسئلوں پر لعنت بھیجتے ہیں، البتہ شیعوں کو کوئی فرقہ ڈھونڈنا چاہئے جن کے اس طرح پاپ جھڑتے ہوں۔

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

اپنی لونڈی کی فرجی عاریتاً بلا نکاح اپنے دوست یا بھائی کو دینی مذہب شیعہ میں جائز ہے۔ (استبصار جز وثانیصفحہ ۷۵،۷۶ مطبع جعفری)

فائدہ: اگر کوئی صاحب شیعہ مذہب اختیار کریں تو ہدیئے اور تحفے اچھے اچھے

دستیاب ہوں گے، عجیب عجیب ڈیزائن کی فرجیاں ملیں گی، مگر اسی طرح پھر اسے بھی دوستوں کو دعوت دینی ہوگی، بے غیرتی کی بھی کوئی حد ہے؟

ایک ٹکڑا کھجور کی سبز شاخ کا بقدر ایک ہاتھ میت کی داہنی بغل میں دوسرا دوزانو کے درمیان کیا جاوے پھر پگڑی باندھی جاوے۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ/ ۴۷ مطبع نولکشور)

فائدہ: قبر کی طرف بھی لیس ہو کر مارچ کرنا چاہئے، منکر نکیر کو مرعوب کریں گے جب ہی تو چٹکارا ہو سکے گا، ورنہ کیسۂ اعمال میں کیا دھرا ہے، خاک؟

شیعہ مذہب میں ہے کہ اگر سالے کی دبر زنی کی جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے (فروع کافی جلد ۲ صفحہ/ ۵۷ ا مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعہ فلسفہ کی حماقت ملاحظہ ہو!

کریں داڑھی والے اور پکڑے جائیں مونچھوں والے

اگر زوجہ منکوحہ حرہ کی بھانجی یا بھتیجی سے متعہ یا نکاح کرے اجازت زوجہ مذکورہ کی درکار ہے (یعنی بھانجی اپنے خالو جان اور بھتیجی اپنے پھپھا جان سے نکاح کر سکتی ہے۔

(تحفۃ العوام صفحہ ۲۷۲ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعوں کی شہوت پرستی کے ہاتھوں جب ان کی مائیں بھی عصمت نہیں بچا سکتیں، تو بیچاریاں کس گنتی شمار میں ہیں، سچ ہے۔

صدا طوطی کی سنتا ہے کون نقار خانے میں

شیعہ مذہب میں سالی اور ساس سے جماع کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۴۷ ا مطبع نولکشور)

فائدہ: دیکھو مسئلہ سالی اور ساس سے سالہ کی عصمت زیادہ قیمتی ہے، واقعی مردوں

کو مردوں کی اسی طرح رعایت کرنی چاہئے، یہ شیعوں کا ہی حصہ ہے۔

ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند

عورت کی شرمگاہ چوم لے تو بھی جائز ہے۔(حلیۃ المتقین صفحہ ۷۷ مطبع نولکشور۔

فائدہ: بس بس! یہی کسر رہ گئی تھی!!

عورت کی شرمگاہ کو چومنا شیعہ مذہب میں درست ہے۔

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ/۲۱۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعوں کو مبارک رہے۔

محارم عورتوں (یعنی اپنی بہن، بھانجی، بھتیجی، خالہ وغیرہ) سے اپنے ذکر کے گرد ریشمی باریک کپڑا لپیٹ کر جماع کرنا حرام ہے۔(حق الیقین اردو صفحہ/ ۳۶۷ مطبع سٹیم پریس لاہور)

فائدہ: پہلے مؤدب شیعہ تو ماں بہن کا احترام کرتے ہوئے، ٹاکی لپیٹ کر جماع کرتے ہوں گے، زمانہ حال کے بے ادب گستاخ شیعہ نے یہ شرط بھی اڑا دی، اور لکھ دیا کہ ٹاکی لپیٹ کر حرام ہے، جس سے مفہوم ہوتا ہے، کہ ٹاکی لپیٹ کر حرام ویسے حلال۔

واہ شیعہ دی پاکی یارو واہ شیعہ دی پاکی

مانواں نال زنا کریندے بن ذکر تے ٹاکی

شیعہ مذہب میں ہے، کہ انسان مرتا ہی تب ہے جب اس کے منہ سے منی کا نطفہ نکل پڑتا ہے، یا کسی اور جگہ بدن سے (فروع کافی جلد ا صفحہ/ ۷۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: جس منہ ناپاک سے تمام عمر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دیتے رہے بھلا اس میں سے آخری وقت اگر منی وغیرہ بہہ نکلے تو ہرگز مقام تعجب نہیں، میدان قیامت میں دیکھنا کیا درگت ہوتی ہے، کذالك العذاب ولعذاب الآخرة

اکبر لو کانوا یعلمون ○

مسلمانوں کے منہ سے تو آخری وقت ہمیشہ کلمہ شریف ہی نکلتا ہے، لاتموتن الاوانتم مسلمون ○

مذہب شیعہ میں ہے، کہ جو شخص محارم عورتوں (یعنی ماں، بہن، بھانجی، بھتیجی، پھوپھی وغیرہ) سے نکاح کر کے جماع کرے اس کو زنا نہیں کہتے، بلکہ من وجہ یہ فعل حلال ہے، جو اولاد پیدا ہو اس کو اولاد زنا کہنا جائز نہیں، جو ایسے مولود کو ولد الزنا کہے وہ قابل سزا ہے، ملخصاً

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۲/ ۲۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ایسے مولود مسعود کو حرام زادہ کہیں جبکہ شیعوں کے مذہب میں زنا، زنا ہی نہیں سمجھا جاتا، بلکہ عبادت سمجھ کر ایسے بہائم صفت وحشیوں سے گریز کریں اور کیا کر سکتے ہیں۔

اگر ایک شخص نے کتے کو شکار پر چھوڑا، کتے نے شکار کو پکڑ لیا اور شکاری پہنچ گیا، مگر اس کے چھری پاس نہ تھی، کہ وہ ذبح کرے وہ کھڑا تماشا دیکھتا رہا کتے نے اس کو مار کر کچھ کھالیا ہے، وہ شکار حلال ہے۔

فائدہ: کیوں نہ ہو غالباً کتے کی صفت وفاداری کے انعام میں اس کا پس خوردہ حلال سمجھا گیا ہے شیعوں کے نزدیک تو ایک ساتھ اکٹھے ایک دستر خوان پر بیٹھ کر کھا لینے میں بھی کوئی قباحت نہ ہوگی۔

گوشت خنزیر اور مردار کا کھانے سے کوئی حد شرعی نہیں لگتی۔

(فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۳۱)

فائدہ: جب شرع ہی نہیں تو حد کیسی جب ستر گز لمبا قرآن آوے گا، تو حدود شرعی بھی قائم کر لی جائیں گی۔

اگر چوہا گوشت میں پک گیا ہو تو شوربا گرادیا جائے اور گوشت دھوکر کھالیا جائے۔

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ/ ۱۰۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: واہ جی واہ!! کیا کہنے!!! سچ ہے، شوربا حرام تے بوٹی حلال

کتا گھی یا تیل میں جاپڑے تو وہ بھی گھی یا تیل پاک رہتا ہے، بشرطیکہ کتا زندہ برآمد ہو

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ/ ۱۰۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: بالکل ٹھیک! زندہ کتا بہر حال مردہ کتے پر فضیلت رکھتا ہے، کیسی عمدہ عمدہ بحثیں ہیں، کتے کا اشیاء خوردنی میں گرنا اور پھر اس کی حیات و ممات بھی شیعوں کے پیش نظر ہے، شیعوں کے دماغ کی رسائی ملاحظہ ہو،

"وہاں پہنچا کہ فرشتوں کا بھی مقدور نہ تھا

گدھا حرام نہیں ہے خیبر کے دن اس کے کھانے سے اس لئے منع فرمایا گیا تھا، کہ یہ جانور لوگوں کے بوجھ اٹھانے والا تھا، بار برداری میں تکلیف تھی۔

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ/ ۹۸ مطبع نولکشور)

فائدہ: سننے میں آیا ہے کہ شیعہ گورنمنٹ عالیہ سے گدھوں کے گوشت کی فروخت کے لئے لائسنس حاصل کرنے والے ہیں، مگر کیا کہاران ملک شیعوں کی کریں گی، کسی کے خلاف احتجاجی جلسے نہیں کریں گے؟

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ناصبی (یعنی سنی) آدمی کتے سے بھی بدتر ہے۔

(فروع کافی جلد ۱ صفحہ/ ۸ مطبع نولکشور)

فائدہ: سنیو! تمہاری قدر و منزلت شیعوں کے نزدیک یہ ہے، عبرت پکڑو شیعان! اگر کچھ بھی سلیم الطبعی کا جوہر تمہارے اندر ہے، تو توبہ کرو اور ایسے

گندے بے حیا اور واہیات عقائد کو آخری سلام کر کے صراط مستقیم (مذہب اہل سنت والجماعت) کی طرف آؤ۔

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان شیطان ملعون کے برابر ہے (معاذ اللہ) (کلید مناظرہ مطبوعہ لاہور)

فائدہ: صدیق اکبر یار غار اور یار مزار اور قیامت تک اور اس کے بعد الیٰ غیر نہایت نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے رفیق خاص اور وزیر حضوری ہیں، لیکن دشمنوں نے جو کچھ بکواس کی ہے، اس کا قیامت کے بدلہ انہیں ملے گا۔

پاخانے میں پڑی ہوئی روٹی دھو کر کھالے تو جہنم سے آزاد ہے۔

(ذخیرہ المعاد صفحہ/۱۷۵)

فائدہ: شیعہ مذہب کی یہ بھی خوب غذا ہے، مسائل تو ان صاحبان کے بہت ہیں وقت کی قلت کے پیش نظر انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے، لیکن چونکہ اس مذہب میں متعہ کا مسئلہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے، اس پر بھی مختصراً کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔

متعہ یا زنا

یہ خالص زنا ہے، صرف نام کا فرق ہے، شیعہ اسے نکاح سے تعبیر کرتے ہیں۔

۱۔ متعہ سے اصلی غرض شہوت بجھانا ہے (الروضۃ البہیۃ صفحہ ۲۸۶/ الاستبصار صفحہ ۴۲۲/ جامع عباسی صفحہ ۱۵۵) زنا میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے، حالانکہ نکاح سے اصلی مقصد تناسل وتوالد ہے، چنانچہ اس مسئلہ پر شیعہ وسنی ہر دونوں متفق ہیں۔

۲۔ متعہ میں ضروری ہے، کہ وقت معین ہو۔

(تحفۃ العوام صفحہ ۴۷۴/ مصباح المسائل صفحہ ۲۶۱/ جامع عباسی صفحہ ۱۳۵/

فروع کافی صفحہ۴۴ جلد۲/صفحہ۴۵ جلد۲/صفحہ۴۷/۴/صفحہ۴۶ جلد۲)

فائدہ: زنا میں بھی یہی ہے، کہ زانی اپنی محبوبہ سے چند گھڑیاں ملاقی ہو کر بھاگ جاتا ہے، کنجری بازی کا دوسرا نام متعہ ہے، کہ وہاں بھی یہی بات ہوتی ہے، حالانکہ نکاح سے دائمی اور ابدی رشتہ وابستہ کیا جاتا ہے، جو سنت انبیاء کرام ہے، اس پر شیعہ سنی دونوں متفق ہیں۔

۳۔ متعہ میں اظہار واشتہار بھی ضروری نہیں، (تہذیب الاحکام، باب النکاح)

فائدہ: زنا بھی چوری چھپی کا سودی سودا تو ہے، نکاح کا رشتہ کھلم کھلا عام برادری احباب دوست سب اس عقد میں جمع ہوتے ہیں، تاکہ خوب تشہیر ہو بلکہ دف وغیرہ وغیرہ ہر طرح کی تشہیر ہوتی ہے،

۴۔ متعہ میں اول دام پھر کام (مصباح المسائل صفحہ۱۶۱/تحفۃ العوام صفحہ۴۷/۲/تنبیہ المنکرین جامع عباسی صفحہ۲۵۷/فروع کافی صفحہ/۴۴)

فائدہ: یہی زنا یا کنجری بازی میں ہوتا ہے، کہ پہلے محبوبہ کنجری کے ہاتھ میں مقرر کردہ دام دو پھر کام لو نکاح میں مہر معجلا بھی ہوتی ہے اور مؤجلا بھی۔

۵۔ متعہ میں خرچی جتنا چاہو زیادہ یا کم خواہ مٹھی بھر گندم ہی ہو۔ (جامع عباسی صفحہ۲۵۷/ وکافی صفحہ۱۹۴ جلد۲/فروع کافی صفحہ۴۳ جلد۲/صفحہ۴۵ جلد۲ مٹھی بھر کی تفرتح)

فائدہ: نکاح میں شرعی مہر کی مقدار کا تعین ضروری ہوتا ہے، اور زنا میں

کنجری راضی پھر کیا کرے ملاں، قاضی

۶۔ جبراً کسی عورت سے زنا کرلیا جائے تو بھی شیعوں کے نزدیک نکاح ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زانی مرد وعورت کو سنگسار

کرنا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ یہ تو نکاح ہے، واقعہ یوں ہوا کہ ایک اجنبی مسافر عورت نے کسی سے پانی مانگا، اجنبی مرد نے کہا زنا پر راضی ہو جا تو پانی پلاؤں گا، چنانچہ وہ راضی ہوگئی، تفصیلی واقعہ فروع کافی صفحہ/ جلد۲ کتاب الروضہ صفحہ /۱۴۶ میں ہے۔

فائد: اگرچہ یہ سراسر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان ہے ورنہ سلیم الطبع انسان سوچے یہی زنا بالجبر نہیں تو اور کیا ہے۔

فائدہ: زنا میں یہی ہوتا ہے کہ ان گنت سے جس طرح چاہے، جیسے چاہے، کیونکہ عربی مقولہ ہے۔ اذا فاتك الحياء فافعل ماشئت ☆

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

اور نکاح میں صرف چار عورتوں تک اجازت ہے بلکہ شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ کو بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی موجودگی میں دوسری کسی عورت سے نکاح کی اجازت نہ تھی۔

۸۔ متعہ میں گواہوں کی ضرورت بھی نہیں۔

(جامع عباسی صفحہ ۲۵۷/ فروع کافی صفحہ ۲۳ جلد ۲/ الاستبصار صفحہ/ ۴۲)

فائدہ: یہی زنا ہی تو ہے، ورنہ نکاح میں دو گواہوں کا ہونا لازمی اور ضروری ہے، اگر متعہ بھی نکاح ہوتا تو اس میں بھی گواہ ہونے لازمی ہوتے لیکن چونکہ یہ زنا ہے، اس لئے زنا کی طرح چوری چھپے۔

۹۔ متعہ میں زن و شوہر کے درمیان حق وراثت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(مختصر نافع صفحہ ۸۶/ الروضۃ البہیہ/ ضیاء العابدین صفحہ ۹۱/ جامع عباسی صفحہ ۲۵۷/ فروع کافی صفحہ ۴۴ جلد ۲ وصفحہ ۴۵/ مصباح المسائل صفحہ ۲۵۷/ الروضۃ البہیہ/ مختصر نافع صفحہ/ ۸۶/ رسالہ فقہ ملا باقر مجلسی کتاب الفراق/ تحفۃ

العوام صفحہ ۴۸۹/فروع کافی صفحہ ۴۴۳ جلد ۲)

۱۰۔ متعہ میں طلاق کا تصور ہی نہیں (جامع عباسی صفحہ ۳۵۷/الروضۃ البہیہ/مختصر نافع صفحہ ۸۶/رسالہ فقہ ملا باقر مجلسی کتاب الفراق/تحفۃ العوام صفحہ ۴۸۹/فروع کافی صفحہ ۴۴۳ جلد ۲)

فائدہ: یہی زنا ہے، کہ جب مرد اور عورت نے اپنا منہ کالا کیا، اس کے بعد متعہ کی طرح فارغ اور نکاح میں اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت رکھی ہے، کہ مرد اور عورت دائمی زندگی خوشی گزار دیں، اگر خدانخواستہ آپس میں نہیں گذار سکتے تو طلاق دی جائے، اور اس کی تصریحات قرآن مجید میں جابجا ہیں۔

۱۱۔ متعہ میں عدت کیسی جبکہ طلاق ہی نہیں، اسی طرح عورت مرد کے نکاح میں ہی نہیں تو عدتِ وفات کیسی بہر حال ممتوعہ عورت کی عدت نہیں (کافی صفحہ ۹۳ جلد ۱/فروع کافی صفحہ ۲۴ جلد ۲)

فائدہ: یہی بات زنا میں ہے، کہ وہاں عدت کیسی اور عدت کا تصور ہی کیوں حالانکہ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر عورت کی عدت کے احکام صادر فرمائے ہیں۔

۱۲۔ متعہ میں عورت کو نان ونفقہ نہیں دیا جاتا (ضیاء العابدین صفحہ ۲۹۱/جامع عباسی صفحہ ۲۵۷)

فائدہ: وہی خرچی جو عقد متعہ میں مقرر ہوئی وہی کافی ہے، یہی زنا میں ہے، کہ کنجری کے کوٹھے پر جاتے وقت جو کچھ خرچی طے ہوگئی وہ دینی پڑے گی۔ اس کے سوا، اللہ اللہ خیر سلا، حالانکہ نکاح میں نان ونفقہ ضروری اور لازمی ہے جسے قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے، علاوہ ازیں۔

۱۳۔ ایلاء...... جامع صفحہ ۲۵۷۔ ۱۴۔ ظہار...... صفحہ ۴۵۔

۱۵۔ احصان ۱۶۔ لعان...... جامع صفحہ ۲۵۷ وغیرہ وغیرہ بھی نکاح کی

علامات سے ہیں لیکن متعہ میں تو ایک بھی نہیں بلکہ اس میں صاف اور واضح طور زنا کی علامات پائے جاتے ہیں، اس کے باوجود بھی کوئی متعہ کو جائز سمجھے تو یقین رکھے کہ قیامت میں زانی کو سخت سزا ہوگی، اسی طرح متعہ کرنے والے کو۔

۱۷۔ متعہ میں اوقات بڑھانا گھٹانا بھی ہوتا ہے (فروع کافی صفحہ/۴۵ جلد۴)

۱۸۔ متعہ کی عورت زانیہ (کنجری) کی طرح ہر شیعہ کا مشترک کھاتہ ہے۔

(فروع کافی صفحہ ۴۶ جلد۲)

متعہ کے مسائل

مسئلہ: شریعت شیعہ میں متعہ ضروری ہے (حق الیقین صفحہ/۶۲۰)

مسئلہ: رنڈی سے بھی کراہت سے متعہ جائز ہے۔

(ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۳/ تحفۃ العوام/ مصباح المسائل/ ذخیرۃ المعادص (وغیرہ)

یاد رہے کہ کراہت جواز پر دلالت کرتی ہے جیسے پیاز تھوم وغیرہ اگرچہ مکروہ ہیں مگر جائز ہیں۔

مسئلہ: متعہ میں یہ شرط لگانا بھی جائز ہے کہ دن میں جماع کروں گا یا رات میں، ایک دفعہ کروں گا یا دو دفعہ (الروضۃ البہیہ صفحہ ۲۸۶/ جامع عباسی صفحہ ۲۵۷)

فائدہ: بجا فرمایا جبکہ وہ کرایہ کی شے ہے، تو اسے جس طرح چاہو کرو۔ (صفحہ ۳۶۶)

مسئلہ: بیوی کی بھانجی اور بھتیجی سے بھی با اجازت منکوحہ متعہ جائز ہے (تحفۃ العوام)

مسئلہ: لواطت بھی جائز ہے۔ (استبصار صفحہ ۱۳۰/ فروع کافی صفحہ ۴۶ جلد۲/ مختصر

نافع صفحہ ۸۶/ ذخیرۃ المعاد صفحہ ۱۹۱)

اور پھر اس میں غسل بھی نہیں۔(فروع کافی صفحہ ۲۵ جلد ۲)

فائدہ: یہ تو متعہ سے بھی بڑھ گیا۔

مسئلہ: عورت مملوکہ کی فرج عاریت پے دینا بھی جائز ہے(ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳ استبصار)

مسئلہ: ماں بہن سے ریشم لپیٹ کر جماع جائز ہے،(ذخیرۃ المعاد صفحہ ۹۵)

مسئلہ: یہودی، نصرانی و دیگر اہل کتاب سے متعہ جائز ہے۔(تحفۃ العوام)

اجرت متعہ کم از کم مٹھی بھر گندم یا جو بھی ہو سکتی ہے، متعہ کا منکر علی کا دشمن، نبی کا دشمن، خدا کا دشمن ہے، عورت متعہ کرا کر اگر مزدوری واپس کر دے تو اسے ہر درہم کے عوض ۸ ہزار شہید نور کے بہشت میں ملیں گے، جتنی عورتوں سے چاہے جماع کرے۔(کافی صفحہ ۱۹۱)

ایک عورت سے جتنی دفعہ چاہے متعہ کر لے۔

متعہ کے فضائل وثواب

۱۔متعہ کرتے وقت جو کلمہ اپنی محبوبہ (ممتوعہ) سے کرے اور ہر مرتبہ جب ہاتھ لگائے تو اسے ہر کلمہ اور دست اندازی کے عوض ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب نزدیکی کرتا ہے، اس کا گناہ بخشا جاتا ہے، اور جب غسل کرتا ہے، تو ہر روئیں کی گنتی کے برابر اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا جو تیری امت سے متعہ کرتا ہے تو اس کے گناہ بخش دوں گا،(ضیاء العابدین)

۲۔ حضرت باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں متعہ کرنے والے مرد اور عورت کو فرمایا کہ جاؤ تم دونوں پر اللہ صلوۃ و رحمت بھیجتا ہے۔(ضیاء العابدین)

۳۔ جو شخص ایک بار متعہ کرے اسے امام حسین اور جو دو بار کرے اسے امام حسن اور جو تین بار کرے اسے حضرت علی اور جو چار بار کرے اسے رسول کریم کا درجہ ملتا ہے (منہج الصادقین صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

فائدہ: پانچویں بار کرنے سے خدا کا درجہ مل جاتا ہوگا، لیکن راوی نے قلم روک لیا، ممکن ہے تقیہ کے طور نہ لکھا ہوتا کہ راوی جہاں متعہ کے درجات لکھ کر ثواب پا گیا، ایسے وہاں تقیہ سے بھی اجر عظیم کا مستحق ہوا ہو۔

۴۔ متعہ میں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑنے سے تمام گناہ انگلیوں کے پوروں سے نکل جاتے ہیں، اور غسل جنابت کے پانی کے ایک ایک قطرہ سے اللہ تعالیٰ فرشتے پیدا کرتا ہے، جو اس کے لئے تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، اس کا ثواب تا قیامت متعہ کرنے والے کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ (خلاصہ منہج الصادقین صفحہ ۲۹۱ جلد ۲)

۵۔ جو شخص متعہ کے بغیر مر گیا وہ بروز قیامت نک کٹا اٹھایا جائے گا۔ (تنبیہ المنکرین صفحہ ۳۵۴)

فائدہ: اب تو کوئی شیعہ بھی اس دولت عظمیٰ سے محروم نہ رہتا ہوگا، کہ کہیں قیامت کے دن ثواب کی محرومی کے علاوہ ناک کٹ گئی تو پھر کیا عزت رہی۔

۶۔ جس نے ایک بار متعہ کیا اس کا تیسرا حصہ جہنم سے آزاد ہو گیا (منہج الصادقین صفحہ ۲۹) واہ واہ کسی نے خوب فرمایا۔ متعہ ٹکٹ ہے جہنم سے آزاد ہونے کی، گویا شیعوں کا تین بار متعہ کرنا جہنم سے آزادی کا مکمل کورس ہے چنانچہ حدیث مذکورہ میں ہے جو کوئی تین بار متعہ کرے گا مکمل طور پر جہنم سے آزاد کیا جائے گا۔

۷۔ جو شخص متعہ کرے عمر میں ایک مرتبہ وہ اہل بہشت سے ہے (تحفۃ العوام صفحہ ۲۶۵)

۸۔ عذاب نہ کیا جائے گا وہ مرد اور عورت جو متعہ کرے (تحفۃ العوام ۲۶۵)

۹۔ جو شخص ایک بار متعہ کرے وہ اللہ تعالیٰ قہار کے غضب سے بچ گیا، اور جو دو بار کرے وہ قیامت کے دن نیکو کار لوگوں کے ساتھ اٹھے گا اور جو تین بار کرے وہ روضۂ جنت میں چین اڑائے (خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

۱۰۔ سلمان فارسی وغیرہ کہتے ہیں، کہ ایک روز ہم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی محفل پاک میں حاضر تھے، آپ نے سامعین کو ایک بلیغ خطبہ میں فرمایا: کہ اے لوگو اللہ کی طرف سے ابھی جبریل علیہ السلام میری امت کے لئے بہترین تحفہ لائے ہیں، جو میرے سے پہلے کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوا، اور وہ تحفہ مومنہ عورت (شیعہ) سے متعہ کرنا ہے، یاد رکھو یہ متعہ میری سنت ہے، میرے زمانہ میں یا میرے وصال کے بعد جو بھی اس سنت (متعہ) کو قبول کر کے اس پر عمل کرے گا، بلکہ اس پر مداوت کرے گا تو وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں، اور جو اس کی مخالفت کرے گا، تو وہ خدا تعالیٰ سے مخالفت کرتا ہے اور جو بھی اس مجلس میں بیٹھنے والوں سے میرے اس حکم کا انکار کرے گا تو وہ میرے ساتھ بغض کرتا ہے، فلہٰذا سن لو کہ میں اس کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ دوزخی ہے، جان لو کہ جو زندگی میں ایک بار متعہ کرے گا تو وہ اہل بہشت سے ہوگا، اور جان لو کہ جو شخص عورت سے متعہ کرنے کے لئے بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ایک فرشتہ (اسپیشل) نازل ہوگا، جو ان دونوں کی نگہبانی کرے گا، یہاں تک کہ وہ اس فعل سے فارغ ہو جائیں، اس متعہ کرتے وقت یہ دونوں منہ سے جو کلمہ نکالیں گے، ان کے لئے تسبیح و ذکر کار ثواب بن جائے گا، اور جب یہ دونوں ایک دوسرے سے یک جان ہوں گے تو ان سے زندگی کے تمام گناہ معاف اور جب وہ ایک دوسرے کو بوسہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کے ہر بوسہ کے عوض حج وعمرہ کا ثواب بخشے گا، جب متعہ کے کام میں مصروف ہوں گے، تو ہر لذت و شہوت کے جھونکے پر ان کے نامۂ عمل میں ان گنت نیکیاں لکھی جائیں گی، ایک نیکی

بڑے بلند پہاڑ کے برابر ہوگی، جب شہوت بجا کر فراغت پائیں گے، تو غسل کی تیاری کریں گے، تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر فرشتوں سے فرمائے گا، کہ دیکھو! میرے ان دونوں بندوں کو اب وہ لذت بجھا کر اٹھے ہیں اور نہانے کا انتظام کر رہے ہیں، اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ! میں نے ان دونوں کو بخش دیا ہے، جان لو کہ ان کے بدن پر غسل کا پانی ان کے جس بال سے گذرے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ ہر بال کے بدلے میں ان کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دے گا، اور دس گناہ معاف فرما دے گا، اور دس مرتبے بلند فرمائے گا، یہ تقریر سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ! اس شخص کا ثواب بھی بیان فرمائیے جو متعہ کے رواج دینے میں جدو جہد کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے ان دونوں متعہ کرنے والوں کو ثواب ملا ہے............ یعنی اس کو دوہرا ثواب نصیب ہوگا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے علی متعہ کرنے والے مرد اور عورت جب غسل سے فارغ ہوتے ہیں تو ان کے غسل کے پانی کے ایک ایک قطرہ سے فرشتہ پیدا ہوتا ہے، پھر وہ قیامت تک اسی متعہ کرنیوالے مرد اور عورت کے لئے تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں، اے علی! جو شخص متعہ سے محروم رہے گا، وہ نہ میرا ہے اور نہ تیرا۔ (خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

غور کیجئے!! متعہ شیعہ کو ایسا تحفہ نصیب ہوا کہ جو نہ سابقہ امتوں سے کسی کو نصیب ہوا اور نہ ہی شیعوں کے سوا کسی دوسرے فرقہ کو ملا، اور نہ ملنے کا امکان ہے، اور ثواب کا حساب ہی کیا کہ لاکھوں سال کی بہت بڑی عبادت متعہ کے صرف ایک بوسہ کی عبادت کا مقابلہ نہ کرسکے، متعہ میں متاعی عورت سے حساب چکانے سے لے کر تا فراغت نامعلوم کتنا انوار وتجلیات سے نوازا جاتا ہے، بلکہ متعہ سے فراغت

پانے کے بعد جب بے چارے متعہ کرنیوالے عورت و مرد اپنی طاقت کا سرمایہ کھو بیٹھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ کر فرشتوں کی جماعت کے سامنے ان کے اس جہاد کی تعریف کرتا ہے، طرفہ یہ کہ متعہ کرنے سے کروڑوں فرشتے پیدا ہوتے ہیں، گویا متعہ نوری جماعت کے لئے ایجاد کی فیکٹری ہے، گن کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اتنے فرشتے نہیں بنائے ہوں گے، جتنے متعہ کی فیکٹری سے شیعوں کے گھروں میں بنتے ہیں (لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) متعہ کے برکات بیان کرنے کے لئے نہ زبان کو طاقت ہے اور نہ ہی قلم کو ہمت۔

متعہ سے محروم ہونے والے کی سزا

یہ نہ سمجھنا کہ شیعوں کے نزدیک متعہ کوئی ایسا ویسا عمل ہے، بلکہ اتنا ضروری ہے کہ نہ کرنے والے کو سخت سزا دی جائے گی، چنانچہ چند احادیث شیعہ مذکورہ ہو چکی ہیں اور سن لیجئے۔

ا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، وہ ہماری جماعت سے خارج ہے جو متعہ کو حلال نہیں سمجھتا (خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۱)

۲۔ ایک شخص نے حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ متعہ نہیں کروں گا، اب پریشان ہوں کہ کیا کروں، آپ ناراض ہو کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی کی قسم کھائی ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی کرتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہوتا ہے، (مصنف خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۱) اس روایت کو بیان کر کے لکھتا ہے کہ:

بنابریں روایت هر که متعه نه کند دشمن خداتعالی باشد۔
یعنی اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو متعہ نہیں کرتو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔
اس لئے اہل سنت یعنی منکرین متعہ کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

«پس آیا حال منکرین ارچہ باشد»

یعنی جب متعہ کا قائل ہو کر بھی متعہ نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے، تو پھر اس غریب مسلمان پر کتنا غضب خداوند ہوگا، جو متعہ کا منکر ہے۔

۳۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ صحیح روایت منقول ہے، اپنے صحابہ سے فرمایا کہ ابھی میرے ہاں جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، اور فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ تعالیٰ سلام کے بعد فرماتا ہے، کہ کہ آپ اپنی امت سے فرما دیجئے کہ وہ متعہ کریں اس لئے کہ متعہ نیک لوگوں سنت ہے، ورنہ سن لیجئے آپ کا جو امتی قیامت کے دن میرے ہاں حاضر ہوگا، اور اس نے متعہ نہ کیا ہوگا، تو اس کی تمام نیکیاں چھین لی جائیں گی، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن لے مومن شیعہ جب ایک درہم (چار آنہ) متعہ میں خرچ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے ہاں دوسری نیکیوں میں ہزار درہم کے خرچ سے یہی خرچ بہتر واعلیٰ ہے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن لیجئے، کہ بہشت میں چند مخصوص حور عین بیٹھی ہیں، جو صرف متعہ کرنے والوں کو نصیب ہوں گی ان میں باقی کسی کو دیکھنے تک بھی نہ دیا جائے گا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی متعہ کی بات چیت کسی عورت سے طے کرتا ہے، اس کی شان اتنا بلند ہو جاتی ہے کہ وہیں پر ہی اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے، اور ساتھ ہی وہ متاعی عورت بھی بخشی جاتی ہے، بلکہ ہاتف غیبی اسے نداء دیتا ہوا مبارک باد پیش کرتا ہے کہ اے مرد قلندر شاباش تیرے تمام گناہ بخشے گئے، اور نیکیاں اتنا دی گئیں کہ تو گننے سے عاجز آجائے، گا، اور وہ عورت جو حساب متعہ طے کر کے معاف کر دیتی ہے، تو اس کی کمائی ٹکانے لگ گئی اس لئے کہ اس کی ہر چونی پر قیامت میں اسے چالیس ہزار نور کے شہر ملیں گے، (گویا بہشت میں وہ ملکہ الزبتھ کا عہدہ سنبھالے گی) اور ہر چونی کے بدلے دنیا و آخرت میں ستر ہزار مرادیں پوری کی جائیں گی، (پھر تو متعہ کی سودے

بازی سے شیعہ عورتیں قابل رشک ہیں، کہ حج پڑھنے پر بھی اتنی مرادیں نہ پاسکیں جومتعہ کی خرچی معاف کرنے پر پالیں اور ہر چونی کے عوض اس کی قبر پر نور ہوگا (یعنی مرنے کے بعد قبر نور علی نور ہو جائے گی، متعہ پاک کے صدقے شیعہ عورت کا بیڑا پار ہی پار) اور ہر چونی پر قیامت میں اس عورت کو ستر ہزار بہشتی اور نورانی پوشاک پہنائی جائے گی (باقی اور کیا چاہئے شیعہ عورت تو بڑی خوش قسمت ہے، کہ چار آنے پر اس عورت کے لئے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم فرمائے گا، کہ اسی عورت کے لئے دعاء مغفرت کریں (کذافی خلاصۃ المنہج صفحہ/۲۹۳)

فائدہ: میرے خیال میں یہ وہ فرشتے ہوں گے جو متعہ سے پیدا ہونے والے ہوئے اس لئے پاک بی بی کی مغفرت کے لئے بھی ایسے ہی پاک فرشتے چاہئے۔

بہر حال متعہ شیعہ کے لئے ایک مقدس اور بلند مرتبہ عمل ہے، اور سچ پوچھو تو اسی پاک عمل کی برکت ہے، کہ جس سے شیعہ مذہب ترقی کرتا ہے، اور اس میں داخل وہی لوگ ہوتے ہیں، جن پر شہوت کا بھوت سوار ہو، آزمانا ہو تو عاشورہ کے دنوں میں خوش منظر ملاحظہ ہوں (فرمائیں) متعہ پر فقیر نے مستقل ایک کتاب لکھی ہے بنام کشف القناع عن المتعۃ والاستمتاع) المعروف بہ متعہ یازنا جو اس کے ساتھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

تبرّا کا لغوی اور اصطلاحی معنی

۱۔ غیاث اللغات (اردو) صفحہ ۹۴ میں ہے کہ، تبرّا بروزن تمنّا بمعنی بیزاری اور اصطلاح شریعت شیعہ میں، اصحاب ثلاثہ ابوبکر، عمر، عثمان، ودیگر تمام جلیل القدر (سوائے چند صحابیوں کے) صحابہ کرام وازواج مطہرات سیّد الانام اور وہ اولیاء عظام وجملہ صلحاء امت جوان سے عقیدت کا اظہار کرے، کہ گالی گلوچ بکنا بلکہ ان

کو لعنتی کہنا، جتنا غلیظ سے غلیظ بکواس ہو ان کے حق میں کہنا۔

تبرّا شیعہ سنت میں واجب ہے

اور یہ مذموم و مردود، دھندا شیعہ شریعت میں نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے چنانچہ حق الیقین میں ہے، کہ:

"بعضے امور هست که نزد شیعه امامیه ضروری است و نزد سائر مسلمانان ضروری نیست مثل امامت..........وجوب بیزاری ازابوبکروعمرو عثمان ومعاویه وطعن ولعن برطلحه وزبیر وعائشه"

بعض امور شیعہ امامیہ کے نزدیک ضروریات دین سے ہیں باقی مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں، مثلاً امامت ....حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ سے بیزاری، اور طلحہ، زبیر و عائشہ پر لعنت کرنا۔

ہر نماز کے بعد تبرّا سنت ہے

ملا محمد تقی رافضی شیعہ نے حدیقۃ المتقین صفحہ/۱۱۴ پر لکھا ہے کہ، ہر نماز کے بعد خلفاء ثلاثہ یعنی (ابو بکر و عمر و عثمان) اور حضرت عائشہ پر لعنت بھیجنا سنت ہے، اور نماز کی قبولیت اور تکمیل اس کے بغیر نہیں" اور عین الحیوۃ ملا باقر مجلسی صفحہ/۶۱۲ پر ہے۔

"بسند معتبر منقول است که حضرت امام جعفر صادق ازجائے نماز خود بر نمی خاستند تاچهار ملعون وچهار ملعونه را لعنت نمی کرد پس باید بعد هر نماز بگوید، اللهم العن ابابکر وعمر وعثمان ومعاوية وعائشة وحفصة وهند و ام الحکم۔

"یعنی معتبر سند منقول ہے، نماز سے فارغ ہو کر جب تک ان آٹھ حضرات کو لعنت نہ بھیجتے جاء نماز سے نہیں (اٹھتے وہ آٹھ یہ ہیں، ابو بکر، عمر، عثمان، معاویہ

عائشہ، حفصہ، ہند، ام الحکم (معاذاللہ ثم معاذاللہ)

کلید مناظرہ سے چند حوالہ جات دکھا کر حاضرین مجلس کو سنائے وہ یہ ہیں:

۱۔ صحابہ ثلاثہ (صدیق، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کو بدترین مخلوق سمجھا جائے (صفحہ ۲۸۰)

۲۔ اعدائے اہلبیت (صحابہ ثلاثہ مذکورین وغیرہم) پر تبرّا اور لعنت کرنا ہمیں انہی درجات عالیہ کا مستحق بنادیتا ہے، جن کے حضرت سلمان فارسی، حضرت مقداد حضرت ابوذر غفاری، حضرت عباس وغیرہ شرعاً حق دار ہوئے (صفحہ/ ۵۱۸)

۳۔ شیخ عبدالقادر جیلانی (محبوب سبحانی قدس سرہ) بت پرست اور یہودیوں کا چوہدری تھا (صفحہ ۴۱۷)

۴۔ شیخ عبدالقادر جیلانی (محبوب سبحانی قدس سرہ) سید نہ تھا۔ (صفحہ ۱۱۴)

۵۔ امام بخاری (قدس سرہ) کو خدا اور رسول کا دشمن نہ کہنا عین کفر ہے (صفحہ/ ۵۶)

۶۔ ایسے (صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) جاہل شخص کو نائب رسول کہنا سنی لوگوں کا حصہ ہے۔ (کلید/ ۱۲۶)

تبرّا کے متعلق مختلف تصریحات

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرّا

۱۔ ان (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کا باپ ابوقحافہ آنحضرت کے عہد رسالت میں زندہ رہا، لیکن تادیر آخر مسلمان نہ ہوا (کلید مناظرہ صفحہ/ ۱۱۷)

(تنقید) یہ سراسر جھوٹ کہا اس لئے کہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں ہی مسلمان ہوگئے تھے، چنانچہ علامہ شہاب الدین خفاجی حضرت ملا علی قاری رحمہما اللہ نے شرح شفا صفحہ ۳۵۲ جلد ۳ میں ان کے اسلام کے قصہ اور واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔

۲۔ ابوبکر کا اور شیطان کا ایمان مساوی ہے (معاذ اللہ) (کلید مناظرہ صفحہ ۱۱۷)

۳۔ ابوبکر کا ایمان راسخ نہ تھا (کلید صفحہ ۱۲۲)

۴۔ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بزدل ہونے کے علاوہ احمق بھی تھا (معاذ اللہ! کلید صفحہ ۳۱)

۵۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت پاخانہ میں ملی (معاذ اللہ، کلید صفحہ ۱۸۹)

۶۔ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے شراب مرتے دم تک ترک نہ کی (کلید مناظرہ صفحہ ۱۴۶)

۷۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمام عمر کھڑے کھڑے پیشاب کرتا رہا (صفحہ ۴۶)

۸۔ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بحالت روزہ جماع کر لیا کرتا تھا۔ (کلید صفحہ ۱۴۶)

۹۔ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بحالت جنب نماز پڑھ لیا کرتا تھا (کلید صفحہ ۱۴۶)

۱۰۔ خالد بن ولید کو مالک بن نویرہ کی عورت کا عشق اور لالچ دامن گیر تھا۔ (کلید مناظرہ صفحہ ۱۷۸)

تبرّا مجموعی طور پر

(۱) اصحاب ثلاثہ (صدیق) فاروق، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بت پرست تھے (صفحہ ۱۴۶)

(۲) سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان غنی وغیرہ کو منافق، دوزخی، کافر، مشرک وغیرہ کہتے اور لکھتے ہیں، دیکھئے شیعہ کا معتبر مترجم قرآن مقبول، صفحات ۴/۲۲، ۴۷/۳۷، ۵۲/ ۱۱۹/ ۲۲۵، ۲۲۷/ ۵۱۲، ۴۴۶/۶/ ۵۲۱ یہاں پر نمبر لگایئے

(۳) ثلاثہ (صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما صدق وصفا سے قطعاً عاری تھے (صفحہ ۱۴۶)

تنقید: یہ بھی غالی اور متعصب شیعہ کی بڑ ہے، ورنہ سیدنا صدیق کی صداقت اور دوسرے یاروں کی صدق وصفائی پر قرآن کے علاوہ شیعہ مذہب کے اسلاف بھی قائل ہیں۔

تمام صحابہ مرتد بے دین اور گمراہ تھے

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال کے وقت اپنے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ چھوڑے جنہیں شیعہ کہتے ہیں کہ چند محدود صحابہ کے سوا باقی مرتد اور گمراہ ہوگئے، چنانچہ ملاحظہ ہوں:

فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ/ ۱۵ میں ہے، کہ ابو جعفر نے فرمایا:

کان الناس اهل ردة بعد النبی الاثلثة ،المقداد،ابو ذر،سلمان،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے تین افراد کے سب مرتد ہوگئے، مقداد، ابوذر، سلمان صرف یہی تین مسلمان رہ گئے تھے۔

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ یعنی بغداد والے پیران پیر کو شیعہ سید نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں، کہ وہ یعنی سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ یہودیوں کا دلال تھا (معاذ اللہ) ان کے علاوہ حضرت امام اعظم اور امام بخاری اور امام غزالی وغیرہ وغیرہ کو بہت غلیظ گالی دیتے ہیں۔

کیا عرض کیا جائے نہایت ہی گندہ اور غلیظ مذہب ہے، اتنا کافی ہے، اگر موقعہ ملا تو انشاء اللہ تعالیٰ کسی موقع پر اس سے مزید عرض کروں گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمین

فصلی اللہ تعالی علی حبیبه سید المرسلین وعلی آله واصحابه اجمعین۔

حرف آخر

الحمدللہ! ان دونوں کتابوں ''متعہ کی شرعی حیثیت،، اور ''آئینہ نما،، کے مطالعہ وتصحیح کا شرف حاصل ہوا، مصنفِ ذیشان نے انتہائی محنت سے حوالہ جات کو اکٹھا کیا اور پوری ذمہ داری سے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل فرمایا ہے، اس بات میں اب کوئی شک باقی نہ رہا ہے کہ متعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاقیامت حرام فرما دیا، اب اس کا قائل ہونا سوائے گمراہی کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

﴿وَ اللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝﴾

اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھے راہ کی ہدایت فرماتا ہے۔

نیز ﴿وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ۝﴾

اور وہ نیک لوگوں کا ولی، مددگار اور دوست ہے۔

لہٰذا اس کی ہدایت اپنے دوستوں کے لئے ہے غیروں کو وہ ہدایت نہیں دیتا، تو جو اس کی دوستی اختیار کرے گا اسے انشاء اللہ تعالیٰ ان کتابوں کے واسطہ سے رب العالمین ضرور ضرور ہدایت عطا فرمائے گا، اور دوستی کا طریقہ کار یہ ہے کہ دوست کے دوستوں کو برا نہ کہا جائے، اور اس کے متعلقین سے بھی محبت ہو اس کی پسندیدہ باتیں پسند ہوں جیسا کہ ''علامہ اسماعیل حقی،، اپنی ''تفسیر روح البیان،، میں زیر آیت

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ......۝﴾

اے محبوب آپ کہہ دو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا۔

فرماتے ہیں:

مَنِ ادَّعٰی مَحَبَّةَ اللّٰهِ وَخَالَفَ سُنَّةَ نَبِیِّهٖ فَهُوَ كَذَّابٌ بِنَصِّ كِتَابِ

اللّٰهِ لِاَنَّ مَنْ اَحَبَّ آخَرَ يُحِبُّ خَوَاصَّهُ وَ الْمُتَّصِلِيْنَ بِهٖ فَهٰذَا هُوَ قَانُوْنُ الْعِشْقِ ☆

جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اس کے نبی کی سنت کی مخالفت کرے اس شخص کے جھوٹا ہونے پر کتاب اللہ صراحت سے اعلان کرتی ہے۔ (اس لئے جسے محبت ہے) یقیناً وہ اپنے محبوب کے خواص اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے (بھی) محبت کرے گا کیونکہ یہی عشق کا قانون ہے۔

مصنف محترم المقام رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا کہ حق وہ جس سے متعہ کا حرام ہونا اور نکاح کا جائز وحلال ہونا ثابت ہوتا ہے، اگر یہ بات سمجھ آئے اور اس کو ماننے کی رغبت حاصل ہو تو ایسا بندہ حق پر ہے، تسلیم کرنے والا ہے، کیونکہ اصل بندگی یہ ہی ہے، کہ بندہ مانے اور پھر اطاعت کرے اور انحراف واعراض سے بچے۔

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

اس لئے بھی کہ محبتِ محبوب کا تقاضا ہے کہ محبوب کی بات مانی جائے اور دل وجان اسے قبول کیا جائے، عربی شاعر کا قول ہے۔

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَّاَطَعْتَهٗ
لِاَنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو ضرور تو اپنے محبوب کی اطاعت کرتا کیونکہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرماں بردار ہوتا ہے۔

جتنے فرقے وجود میں آئے اس کی وجہ یہ ہی ہے کہ بندہ اپنے قیاس سے اپنی عقل کے گھوڑے پر سوار ہو کر دین کو سمجھنا چاہتا ہے، جب کہ عقلِ انسانی اس سے قاصر ہے، اس لئے سلطان الواعظین حضرتِ علامہ مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں

والے رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یاد رکھ پیر رومی کا کہا
عقل قرباں کُن بہ پیش مصطفیٰ

یا یوں ہوتا ہے کہ بندہ جس سے تعلق رکھتا ہے اس سے وفاداری کے پیش نظر اس کی مخالفت کو غلط سمجھتا ہے اور اسی پر مرمٹتا ہے جو اس کے لئے آخرت کی بربادی کا سبب ہے، یا اپنی برادری سے تعصب کے پیش نظر سرکشی اختیار کرتا ہے اور برادری کا کوئی فرد اگرچہ خطا کار ہو اس کی مخالفت نہیں ہوتی اس کی تائید میں خود کو بھی رنگ کر اللہ رسول کی ناراضگی کو سینے سے لگا لیتا ہے، معاذ اللہ! جب کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کوکوئی بھی تھا اسے چھوڑ کر انہوں نے اپنے آقا پر ایمان لا کر آقا کی ہر بات کو سنے سے لگایا اور رشتہ داریوں دوستیوں کی پرواہ نہیں کی۔

مختصر یہ کہ جو بندہ حق کا متلاشی بن کر چلے اور اپنے رب سے مدد مانگے رب تعالیٰ اسے حق واضح طور پر سمجھا دیتا ہے، حتیٰ کہ وہ ایمان پر مرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھنے کی توفیق دے، اور عقیدۂ اہل سنت و جماعت پر قائم ودائم رکھے، اور ہمارا حشر اس ہی جماعت کے ساتھ فرمائے، اور فرقہ واریت کی فضاءِ بد سے ہمیں محفوظ رکھے، نیز مصنف علیہ الرحمۃ کو اس نیک نیتی سے لکھی گئی کتاب کے لکھنے کا اجرِ جزیل عطا فرمائے، اور ان کے درجات کو بلند فرمائے، اور قربِ خاص سے نوازے، آمین!

قاری محمد یاسین قادری

۵ مارچ ۲۰۱۱ء/ ۲۹ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور پاکستان